مکتوبات امام ربانیؒ

حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدس سرہ

اردو ترجمہ

دفتر اوّل ——— حصہ اوّل

تصحیح و حواشی و ترجمہ

مولانا محمد سعید احمد صاحب نقشبندی

خطیب و امام مسجد حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور

مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی

Marfat.com

Marfat.com

صُحُفٌ مُّطَهَّرَةٌ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ

لِلّٰہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زِ پسِ پردۂ تقدیر پدید

یعنی

اُردو ترجمہ

مکتوباتِ امامِ ربّانی

حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدس سرہ

دفتر اوّل ـــــ حصہ اوّل

تصحیح و حواشی و ترجمہ

مولانا محمد سعید احمد صاحب نقشبندی
خطیب و امام مسجد حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور

ناشر
مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی

Marfat.com

DATA ENTERED

(جملہ حقوق ترجمہ بحق ناشر محفوظ ہیں)

۲۹۷۶۰۲
~~۱۷۸۱۹~~
1 - C
۲۸۶ ملک
۱۷۸۱۶

طبع اوّل ——— آفسٹ ایڈیشن ——— ۱۹۷۰ء

طابع و ناشر: ——— مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی

مطبع: ——— مشہور آفسٹ پریس کراچی

کاتب: ——— محمد یوسف خوشنویس گوجرانوالہ

تعداد: ——— دو ہزار (۲۰۰۰)

قیمت: ——— حصہ اوّل۔ دوئم۔ سوئم
مجلد معہ پلاسٹک کور

۸/ ادا روپیہ

ملنے کا پتہ

مدینہ پبلشنگ کمپنی۔ بندر روڈ کراچی (پاکستان)

مضمون	صفحہ
متبعین ذات واجب تعالیٰ کو مجہول مطلق کہتے ہیں الخ	۱۱۱
توحید وجودی کے منافی علوم و معارف کے ظہور کے وقت فقیر کو اضطراب تام لاحق تھا الخ	۱۱۱
اس مبحث کو ایک مثال سے واضح کرنا۔	۱۱۱
توحید وجودی کے قول کے اسباب وجوہ۔	۱۱۱
سبب اوّل و ثانی کا بیان۔	۱۱۲
تیسرے سبب کا بیان۔	۱۱۲
توحید کی قسم ثالث کا بیان جو پہلی دونوں سے اعلیٰ ہے۔	۱۱۲
خطائے کشفی خطائے اجتہادی کا حکم رکھتی ہے۔ اس خطا پر کوئی عتاب و ملامت نہیں۔ بلکہ ایک درجہ ثواب ہے۔	۱۱۲
مجتہد کی تقلید کرنے والے مجتہد کے حکم میں ہیں۔ اور خطا کی صورت میں ایک درجہ ثواب پاتے ہیں۔ اور اہل کشف کی تقلید کرنے والے معذور ہیں اور خطا کی صورت میں ثواب سے محروم ہیں۔	۱۱۳
الہام دوسرے کے حق میں حجت نہیں لیکن مجتہد کا قول دوسرے پر حجت ہے۔	۱۱۳
اہل کشف کی تقلید خطا کی صورت میں جائز نہیں اور مجتہد کی تقلید خطا کی صورت میں بھی جائز بلکہ واجب ہے۔	۱۱۳
کائنات کے آئینوں میں بعض سالکوں کا شہود الخ	۱۱۳
کثرت میں وحدت کے شہود اور احدیت کے کثرت میں شہود کا بیان۔	۱۱۳
لامکانی کو مکان سے باہر تلاش کرنا چاہیے جو کچھ آفاق اور انفس میں دکھائی دیتا ہے وہ اس کے نشانات ہیں۔	۱۱۳
مشائخ نقشبندیہ وغیر نقشبندیہ کی ان عبارات کا جواب جو وحدت وجود اور قرب و معیت ذاتی میں صریح ہیں۔	۱۱۳
سوال۔ جب نفس الامر میں وجود متعدد ہیں۔ الخ	۱۱۳
سوال مذکور کا جواب اور اس کی وضاحت وحدت الوجود کا قبول کرنا کشف کی بنا پر تھا اور اگر اس کا انکار ہے تو وہ الہام کی بنا پر ہے۔	۱۱۴
سوال مذکور کا ایک دوسرا جواب۔	۱۱۴
مکتوب نمبر ۳۲	۱۱۵
مرزا حسام الدین کی طرف لکھا۔ اس کمال کے بیان میں جو صحابہؓ کے ساتھ مخصوص ہے۔	۱۱۵
اور اولیاء کرام میں سے کم ہی لوگ اس کمال سے مشرف ہوئے ہیں اور حضرت امام مہدی میں یہ کمال بروجہ اتم ظہور کرے گا۔	۱۱۵
اس بات کا بیان کہ فن کا کمال بہت سے افکار کے ملنے سے ہوتا ہے۔	۱۱۵
پیر کی نسبت اگر ایک ہی حال پر رہے تو موجب نقصان ہے۔ دانشمند مرید کو چاہیے کہ اُسے کامل کرے۔	۱۱۵
آپ نے پیر دستگیر کی نسبت کے دریافت نہ ہونے کے متعلق پوچھا تھا الخ۔	۱۱۵
ہر مقام الگ اپنے علوم و معارف رکھتا ہے۔	۱۱۶
صحابہ کرام کا مقام ہر دو جہت سے الگ تھا	۱۱۶
ابتداء میں اس نسبت کا ظہور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کی برکت کے ساتھ مخصوص تھا۔	۱۱۷
عام دوستوں کی لغزشوں سے عموماً اور شیخ الہداد کی لغزشوں سے خصوصاً درگزر کرنا۔	۱۱۷

Marfat.com

مضمون	صفحہ
عارضی باتوں سے ہم پیر ہونے کی نسبت اور علاقہ محبت ٹوٹ نہیں جاتا۔	۱۱۷
معافی اور درگزر اس صورت میں ہے کہ وہ جماعت ان چیزوں کو خود بھی برا جانے۔	۱۱۷
شیخ الہداد کو خلافت اور جانشین بنانے کا بیان اور اس کی تفصیل۔	۱۱۸
اس تبلیغ کا بیان جو سفارت محض کی جنس سے ہے الخ	۱۱۸
فن کی تکمیل بہت سے افکار جمع ہونے سے ہوتی ہے۔	۱۱۸
وہ نسبت فقر جو حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ رکھتے ہیں حضرت خواجہ عبدالخالق کے زمانہ میں نہیں تھی۔ واقعات پر کوئی اعتماد نہ کریں۔ کیونکہ یہ محض خیالات ہیں۔	۱۱۸
بعض اہل نسبت کی نسبت سلب کرنے کا بیان۔	۱۱۸
مکتوب نمبر ۳۳	۱۱۹
ملا حاجی محمد لاہوری کو لکھا۔	۱۱۹
علماء سوء کی مذمت کے بیان میں جو محبت دنیا میں گرفتار ہیں اور جنہوں نے علم کے حصول کو دنیا کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ اور علماء زہاد کی مدح میں جو دنیا سے بے رغبت ہیں۔	۱۱۹
دین کی تائید و تقویت بعض اوقات اہل فجور اور ارباب فتور سے بھی ہو جاتی ہے۔	۱۱۹
یہ علم ان کے حق مضر ہے جنہوں نے اس کو کمینی دنیا کے حصول کا ذریعہ بنا لیا ہے۔	۱۲۰
دنیا حق تعالیٰ کے نزدیک ذلیل و خوار ہے۔	۱۲۰
ایک بزرگ نے شیطان لعین کو فارغ دیکھا تو اس کا راز دریافت کیا۔ الخ	۱۲۰
بلاشبہ اس زمانہ میں جو سستی اور مداہنت امور دین میں ہو رہی ہے۔ وہ علماء سوء کی وجہ سے ہے۔	۱۲۰
وہ علماء جو دنیا سے بے رغبت ہیں وہی علماء آخرت اور وارث انبیاء ہیں۔	۱۲۱
کل قیامت کے روز ان کی سیاہی کا خون شہداء کے مقابلے میں وزن کریں گے تو ان کے خون سے ان کی سیاہی زیادہ وزن رکھے گی۔	۱۲۱
"علماء کا سونا بھی عبادت ہے" یہ علماء آخرت کے حق میں ہے اگر دنیا عزیز ہے تو آخرت خوار ہے الخ	۱۲۱
مشائخ کی ایک جماعت نے حقانی نیتوں کے تحت اہل دنیا کی بظاہر صورت اختیار کر رکھی ہے۔ لیکن حقیقت میں دنیا سے فارغ اور آزاد ہیں۔	۱۲۱
حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا بازار منیٰ میں ایک تاجر کو دیکھنا۔ الخ	۱۲۱
مکتوب نمبر ۳۴	۱۲۲
یہ مکتوب بھی حاجی محمد لاہوری کو لکھا۔	۱۲۲
ممکن حد تک عالم امر کے جواہر خمسہ کا تفصیلی بیان۔	۱۲۲
فلسفی کہ شریعت سے بے بہرہ ہے عالم امر کی حقیقت سے بالکل نابینا ہے۔ وہ جو جواہر خمسہ ثابت کرتا ہے عالم خلق سے تعلق رکھتے ہیں۔	۱۲۲
عقل اور نفس کا حال جیسے فلاسفہ مجردات میں شمار کرتے ہیں۔	۱۲۲
عالم امر کی ابتداء مرتبہ قلب سے ہے اور	

Marfat.com

مضمون	صفحہ
اس کی انتہا مقام اخفیٰ پر ہے الخ	۱۲۳
ان جواہر خمسہ سے واقف ہونا اور ان کے حقائق سے مطلع ہونا حضور علیہ السلام کے کامل تابعین کو نصیب ہوتا ہے۔	۱۲۳
عالم صغیر یعنی انسان میں ان تمام چیزوں کا نمونہ موجود ہے جو عالم کبیر میں پائی جاتی ہیں۔	۱۲۳
عالم کبیر کے ان جواہر کا مبدء عرش مجید ہے جس طرح انسان کا دل ہے اسی لیے دل کو عرش اللہ کہتے ہیں۔	۱۲۳
عالم کبیر میں عالم خلق اور عالم امر کے درمیان عرش برزخ ہے۔	۱۲۳
عالم صغیر میں قلب دونوں عالموں کے درمیان برزخ ہے۔	۱۲۳
ان جواہر خمسہ سے واقفیت کامل اولیاء اللہ کو حاصل ہے۔	۱۲۳
جس شخص کی نظر مرتبہ وجوب تک پہنچ جاتی ہے اسے ان جواہر خمسہ کے اصول بھی نظر آجاتے ہیں۔	۱۲۳
عالم امر کے حقائق ظاہر کرنے سے منع کرنے کا سبب جواہر خمسہ مقدسہ کا کچھ قدرے بیان۔	۱۲۴
ان بلند جواہر کی ابتداء صفات اضافیہ سے ہوتی ہے۔ اور قلب کا ان کے ساتھ تعلق ہے۔ ان سے اوپر صفات حقیقیہ ہیں اور وہ دائرہ ذات میں داخل ہیں۔	۱۲۴
تجلیات ذاتیہ کی تعریف۔	۱۲۴
مکتوب نمبر ۳۵	۱۲۴
✓ یہ مکتوب بھی حاجی محمد لاہوری کو لکھا۔	۱۲۴
محبت ذاتی کے بیان میں۔ اس مقام میں انعام و ایلام برابر ہے۔	۱۲۴
سیر و سلوک سے مقصود نفس امارہ کا تزکیہ ہے تاکہ آلہۂ باطلہ کی عبادت سے نجات میسر آئے۔	۱۲۴
مقربین تعذیب سے بھی اسی طرح لذت گیر ہوتے ہیں جس طرح انعام سے۔ اگر بہشت کی طلب ہے تو اس وجہ سے کہ وہ محل رضا ہے۔	۱۲۴
جو چیز محبوب کی طرف سے آتی ہے وہ ان بزرگوں کو دل و جان سے مرغوب ہے اور عین مطلوب۔ اخلاص کی حقیقت اس مقام پر میسر آتی ہے۔	۱۲۵
محبت ذاتی کا بیان جس کے بغیر معاملہ خرابی میں ہے۔	۱۲۵
✓ **مکتوب نمبر ۳۶**	۱۲۵
یہ مکتوب بھی حاجی محمد لاہوری کو لکھا۔	۱۲۵
اس بیان میں کہ شریعت تمام اخروی اور دنیوی سعادتوں کی کفیل ہے۔	۱۲۵
شریعت کے تین جزو ہیں۔ علم، عمل، اخلاص جب تک یہ موجود نہ ہوں شریعت کا وجود نہیں ہو سکتا۔	۱۲۶
طریقت اور حقیقت جس کے ساتھ صوفیا ممتاز ہیں دونوں شریعت کی خادم ہیں۔	۱۲۶
تینوں قسم کی تجلیات سے گزار کر ہزاروں میں سے ایک کو اخلاص اور رضا کے مقام تک پہنچاتے ہیں۔	۱۲۶
کوتہ اندیش لوگ احوال و مواجید کو مقاصد خیال کرتے ہیں۔ اور کمالات شریعت سے محروم رہتے ہیں۔ الخ	۱۲۶

مضمون	صفحہ
مکتوب نمبر ۳۷	۱۲۷
شیخ محمد چتری کو لکھا۔	۱۲۷
اتباع سنت سنیہ کی تحریض و ترغیب کے بیان میں۔	۱۲۷
ان بزرگوں کا طریقہ کبریت احمر ہے۔	۱۲۷
مدت دراز تک علوم و معارف اور احوال و مقامات بارش کی مانند برستے رہے الخ	۱۲۷
اب سنتوں میں سے کسی ایک سنت کے احیا اور زندہ کرنے کی ہی صرف آرزو ہے۔	۱۲۷
اپنے باطن کو خواجگان نقشبند کی نسبت سے معمور رکھنا چاہیے۔ اور اپنے ظاہر کو سنن ظاہرہ کی متابعت سے آراستہ رکھنا چاہیے۔	۱۲۷
پانچوں نمازیں اوّل وقت میں ادا کریں۔ سوائے موسم سرما کی عشاء کے۔	۱۲۸
مکتوب نمبر ۳۸	۱۲۸
یہ مکتوب بھی شیخ محمد چتری کو لکھا۔	۱۲۸
واجب تعالیٰ کی ذات بحت میں گرفتاری کے بیان میں جو اسماء و صفات کے اعتبار اور شیون و اعتبارات سے منزہ ہے۔	۱۲۸
اور نارسیدہ جماعت کی مذمت میں متکلمین کے قول لاہو ولا غیر کا معنیٰ اس ذات کو سلوب کے علاوہ کسی اور طرح تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔	۱۲۸
فارسی زبان میں خدا تعالیٰ کے قول لیس کمثلہ شئے کا ترجمہ۔	۱۲۸
علم، شہود اور معرفت کے لیے اس ذات سبحانہ کی طرف کوئی راہ نہیں۔	۱۲۸
جو کچھ بھی لوگ جانتے یا دیکھتے یا پہچانتے	

مضمون	صفحہ
ہیں وہ سب غیر خدا ہے اس کی نفی لازم ہے۔	
یہ نفی اوّلاً تقلیداً اور آخر میں جا کر تحقیقاً۔	۱۲۹
جن ارباب سلوک نے نہایت کار تک نہ پہنچنے کے باعث چوں کو بے چوں تصور کر لیا ہے ارباب تقلید کئی مرتبے ان سے بہتر ہیں۔	
ان کا اقتداء غیر صحیح کشف ہے۔	۱۲۹
یہ جماعت فی الحقیقت ذات کی منکر ہے۔	۱۲۹
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول ماعبدناک حق عبادتک ولکن عرفناک حق معرفتک کا معنی	۱۲۹
عام و خاص اور مبتدی او منتہی کے درمیان فرق۔	۱۳۰
معرفت میں منتہی لوگوں کے قدموں کی ایک دوسرے پر فضیلت۔	۱۳۰
میں چاہتا تھا کہ اپنی بے حاصلی اور نامرادی اور بے استقامتی کو لکھوں۔	۱۳۰
بلند ہمت اس کی اجازت نہیں دیتی کہ سفلی مرتبوں کی طرف توجہ کرے۔	۱۳۰
بندہ اگر کچھ کہتا ہے تو اسی کی طرف سے کہتا ہے۔ اگرچہ کچھ نہیں کہتا۔	۱۳۰
شہود ذاتی جو بعض اکابر کی عبارات میں واقع ہوا ہے۔ نارسیدہ لوگوں کے لیے اس کا سمجھنا محال ہے۔	۱۳۰
الفاظ ہو الظاہر ہو الباطن سے توحید وجودی نہ سمجھنے کا بیان۔ اور اس معنی میں علماء کے ساتھ موافقت۔	۱۳۱
جو کچھ ان لوگوں پر لازم و ضروری ہے یہ ہے کہ اوامر و نواہی کی بجا آوری میں کوشاں رہیں۔	۱۳۱

Marfat.com

فہرست کتاب مستطاب مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حصہ اول از دفتر اول

مضمون	صفحہ
مقدمہ	۲۱
خطبہ کتاب مستطاب	۴۲
مکتوب نمبر (۱)	۴۳
اپنے پیر بزرگوار کی طرف۔ ان حالات کے بیان میں جو اسم الظاہر سے مناسبت رکھتے ہیں۔	۴۳
تمام اشیاء کے اندر تجلی اسم الظاہر میں حق کا ظہور خصوصاً عورتوں کے لباس میں بلکہ ان کے اجزاء میں۔	۴۳
پرتکلف اور لذیذ کھانے میں حسن و لطافت کا مشاہدہ۔	۴۳
باطن کا ان تجلیات کی طرف متوجہ نہ ہونا۔	۴۳
اس تجلی کا نسبت تنزیہی کے مخالف نہ ہونا۔	۴۴
ان تجلیات کا روپوش ہو جانا۔	۴۴
ایک خاص فنا کا رونما ہونا اور آثار اسلام کا ظہور اور شرک خفی کے نشانات کا مٹنا۔	۴۴
محمدؐ یعنی عرش عظیم کے اوپر عروج۔	۴۴
مرتبہ اول۔	۴۴
مرتبہ دوم۔	۴۴
مشائخ و ائمہ اہل بیت اور حضور علیہ السلام کے مقام خاص اور دیگر انبیاء کرام و ملائکہ عظام علیہم الصلوۃ والسلام کے مقامات کا مشاہدہ۔	۴۴
عرش سے اوپر عروج کی مقدار کا بیان اور مشائخ اور انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے مقامات کا بیان۔	۴۵
میں جب چاہتا ہوں عروج واقع ہو جاتا ہے	۴۵
ملا قاسم علی کا حال۔	۴۵

مضمون	صفحہ
دوسرے دوستوں کے احوال۔	۴۵
مکتوب نمبر (۲)	۴۵
اپنے پیر بزرگوار ہی کی طرف ترقیات کے حصول کے بیان میں۔	۴۵
استخارہ کا حکم۔	۴۶
عنایات خدا تعالیٰ۔	۴۶
عالم صحو کی ابتداء اور بقاء ربیع الآخر کے اخیر سے ہے۔	۴۶
حضرت شیخ محی الدین قدس سرہ کی تجلی ذاتی کی ابتداء۔	۴۶
عجیب و غریب علوم اور عروج و نزول۔	۴۶
جس قدر بقا اکمل ہو گی صحو زیادہ ہو گا۔	۴۶
کمال صحو انبیاء کرام کا حصہ ہے۔ اور ان کے معارف شرائع اور عقائد کہلاتے ہیں۔	۴۷
حضرت مجدد صاحب قدس سرہ کے معارف معارف شرعیہ کی تفصیل ہے۔	۴۷
مکتوب نمبر (۳)	۴۷
اپنے پیر بزرگوار ہی کی طرف دوستوں کے مقام خاص میں محبوس اور بند ہو جانے کے بیان میں۔	۴۷
حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے خویشوں میں سے ایک شخص کے حال کے بیان میں۔	۴۷
میر سید شاہ حسین نے اپنی مشغولیت میں یوں دیکھا الخ۔	۴۷
مکتوب نمبر (۴)	۴۷
اپنے پیر بزرگوار ہی کی طرف ماہ عظیم القدر	

Marfat.com

مضمون	صفحہ
رمضان المبارک اور حقیقت محمدی کے بیان میں۔	۴۷
اس ماہ مبارک کی قرآن مجید کے ساتھ خاص مناسبت ہے اور قابلیت اولی قرآن کا ظل ہے۔	۴۸
رمضان شریف میں نزول قرآن کا سبب۔	۴۸
اس ماہ مبارک کے تمام خیرات و برکات کے جامع ہونے کی وجہ۔	۴۸
جس کسی کو بھی جو خیر و برکت پہنچتی ہے وہ اس ماہ مبارک کی برکات کے دریا کا ایک قطرہ ہے۔	۴۸
اس ماہ میں جمعیت کا حصول تمام سال جمعیت کے حصول کا ذریعہ ہے اور اس ماہ میں تفرقہ سارے سال کے تفرقے کا باعث ہے۔	۴۸
اس میں ختم قرآن کی سنت کی وجہ۔	۴۸
اس ماہ میں افطاری میں تعجیل اور سحری میں تاخیر کی وجہ۔	۴۸
قابلیت اُولیٰ کا بیان۔	۴۸
محمدی المشرب جماعت کے حقائق۔	۴۸
قابلیت محمدیہ کی برزخیت۔	۴۸
اس طرح کے علوم جن کا منشا اصالت کی اور ظلیت کی جامعیت ہے بہت وارد ہوتے ہیں۔	۴۹
قطبیت کا مقام مقام ظلیت کے دقیق علوم کا منشا ہے۔ اور فردیت کا مرتبہ دائرہ اصل کے معارف کے ورود کا واسطہ ہے۔	۴۹
وہ رسالہ جس کے لکھنے کا حکم ہوا تھا اس کے لکھنے کی توفیق نہ مل سکی۔	۴۹
مکتوب نمبر (۵)	
اپنے پیر بزرگوار ہی کی طرف خواجہ برہان کی سفارش کے سلسلے میں۔	۴۹
ایک رسالہ سلسلۃ الاحرار نظر پڑا الخ۔	۵۰

مضمون	صفحہ
خواجہ برہان نے اس عرصہ میں خوب کام کیا ہے اور نیسری سیر سے حصہ پالیا ہے۔	۵۰
مکتوب نمبر (۶)	۵۰
نیز اپنے پیر بزرگوار کی طرف جذبہ اور سلوک کے حصول اور جمال و جلال دونوں صفتوں کے ساتھ تربیت پانے اور فنا و بقا اور نسبت نقشبندیہ کی فوقیت کے بیان میں۔	۵۰
جذبہ اور سلوک اور جمال و جلال کے ساتھ تربیت پانا اور دونوں کا ایک دوسرے کے عین ہونے کا بیان۔	۵۰
محبت ذاتی فنا کی علامت ہے۔	۵۰
فنا کے وجود کے وقت کا بیان۔	۵۱
اس کے باوجود اگر علم ہو تو وہ بھی اپنے میں ہے اور اگر شہود ہے تو وہ بھی اپنے میں۔	۵۱
حضرت خواجہ بزرگ فرماتے ہیں کہ اہل اللہ الخ	۵۱
جب تک ان تین میں سے کسی ایک سے بھی باہر ہے فنا سے حصہ نہیں پاسکتا۔	۵۱
اگرچہ اس سلسلہ کے اکابر سے بہت صدیوں کے بعد الخ	۵۱
یہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کی نسبت ہے۔ اس کو مکمل اور تمام کرنے والے حضرت خواجہ بہاؤالدین قدس سرہٗ ہیں۔	۵۲
عجب معاملہ ہے پہلے ہر بلا و مصیبت جو واقع ہوتی تھی سرور و فرحت کا باعث تھی۔ مگر اب جبکہ عالم اسباب کی طرف نیچے لائے ہیں الخ۔	۵۲
اسی طرح اگر دعا کرتا تھا تو اس سے مقصود رفع بلا نہیں ہوتا تھا۔ لیکن اب دعا سے مقصود بلا اور مصائب کا رفع کرنا ہے۔	۵۲

مضمون	صفحہ
انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعا کس قبیلہ میں سے ہے۔	۵۲
مکتوب نمبر (۷)	۵۲
اپنے پیر بزرگوار ہی کی طرف اپنے بعض احوال غریبہ کے بیان میں اپنے کچھ استفسارات کے ساتھ	
جو مقام (محدد) عرش سے اوپر تھا اپنی روح کو عروج کے طور پر اس مقام میں پایا۔	۵۲
اس مقام میں یوں متخیل ہوا کہ یہ سارا جہان الخ	۵۳
مختصر یہ کہ جو حالت پہلے کبھی کبھی نصیب ہوتی تھی اب ہر وقت حاصل ہے	۵۳
اس کے بعد ایک بلند محل تھا۔	۵۳
تحیۃ الوضو کی نماز ادا کرنا۔	۵۳
ایک نہایت ہی بلند مقام ظاہر ہوا چار اکابر نقشبند کو اس مقام میں دیکھا۔	۵۳
اپنے آپ کو اول اس مقام سے دور پایا پھر آخر کو اس کے مناسب پایا۔	۵۳
اس مقام تک پہنچنا اس واقعہ کے نتائج سے ہے کہ حضرت امیر کو دیکھا تھا۔	۵۳
پھر اس طرح ظاہر ہوا کہ بُرے اخلاق ہر گھڑی الگ ہو رہے ہیں۔	۵۳
دوسری عرض۔	۵۳
تیسری عرض۔	۵۳
چوتھی عرض۔	۵۴
پانچویں عرض۔	۵۴
مکتوب نمبر (۸)	۵۴
نیز اپنے پیر بزرگوار کی طرف ان حالات کے بیان میں جو صحو اور بقا سے تعلق رکھتے ہیں۔	۵۴
وحدت الوجود اور اس کے توابع سے مشرف کرنا	۵۵

مضمون	صفحہ
استطاعت مع الفعل کا منکشف ہونا۔	۵۵
اس مقام میں اپنے آپ کو حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کے قدم پر پاتا ہے۔	۵۵
کام علاج معالجہ سے گزر چکا ہے۔ اب اس کی بزرگی ہی حجاب ہے۔	۵۶
علمائے کے عقائد کی درستی کی صوفیہ کے ریاضات و مجاہدات پر فضیلت۔	۵۶
علماء اور طلبۃ العلوم کے ساتھ محبت کا اظہار اور توضیح تلویح کے مطالعہ کی چاہت۔	۵۶
حق سبحانہ وتعالیٰ کو جہان کا نہ عین جانتا ہے۔ اور نہ اس سے متصل اور نہ منفصل۔	۵۶
مخلوق کی ذوات اور ان کے افعال وصفات کو حق تعالیٰ کا مخلوق جانتا ہے۔	۵۶
بندے کی قدرت کس معنی سے ہے۔	۵۶
قضاء و قدر کے مسئلے کو علما کے طور پر جاننا۔	۵۶
قابلیت اور استعداد کو کچھ دخل نہیں دیتا۔ کہ یہ ایجاب تک لے جاتی ہے۔	۵۷
مکتوب نمبر (۹)	۵۷
اپنے پیر بزرگوار کی طرف ان حالات کے بیان میں جو نیچے آنے کے مقام سے مناسبت رکھتے ہیں۔	۵۷
اپنی ذلت، کوتاہی اور انکساری کے دیکھنے کے بیان میں۔ اور اعمال میں کوتاہ ہونے کے بیان میں۔	۵۷
شر خیر کا آئینہ ہے۔	۵۸
عجیب کاروبار ہے اس مذمت نے مدح کے معنی پیدا کر دیے۔	۵۸
مقام عبدیت تمام مقامات سے اوپر ہے۔	۵۸
بندگی سے لذت گیر ہونا محبوبوں کا خاصہ ہے۔	۵۸

مضمون	صفحہ
محبوبوں کو مشاہدہ محبوب سے انس ہوتا ہے۔	۵۹
میدان محبوبیت اور بندگی کے شہسوار سردار دین و دنیا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔	۵۹
کمال بشر و نقص سے مراد اس کا علم ذوقی ہے الخ۔	۵۹
جب تک اس طرح اپنے آپ کو زمین پر نہ نہ ڈالے اپنے مولا کے کمالات سے بے نصیب رہتا ہے۔	۵۹
ہر جذبہ میں محبوبیت کے کچھ معنی پائے جاتے ہیں۔ یہ بات نہیں کہ ہر شخص جس کا جذبہ سلوک پر مقدم ہے وہ ضرور محبوبوں میں سے ہے۔	۵۹
مکتوب نمبر (۱۰)	۶۰
اپنے پیر بزرگوار کی طرف۔ قرب و بُعد کے حصول کے بیان میں اور فرق و وصل کے غیر مشہور معنی۔	۶۰
نہایت بُعد کا نام قرب رکھا ہوا ہے۔	۶۰
مراد کو بھی مرید بننا پڑتا ہے۔	
وہ دین و دنیا کے سردار مرادیت کے باوجود مریدین میں سے تھے۔	
مکتوب نمبر (۱۱)	۶۱
اپنے پیر بزرگوار کی طرف بعض کشفوں اور اپنے اعمال کو کم دیکھنے اور اعمال و اقوال میں اپنے آپ کو عیب ناک جاننے کے بیان میں۔	۶۱
بے مناسبتی دو قسم پر ہے۔ ایک تو طریقوں میں سے کسی طریقے کے ظاہر نہ ہونے کے باعث ہوتی ہے۔ اور دوسری مطلق بے مناسبتی ہے۔	۶۲
وہ راستے جو اس مقام تک پہنچاتے ہیں دو ہیں ایک اپنی کوتاہیوں کو دیکھنا اور دوسرا شیخ کی صحبت۔	۶۲
پیر دستگیر کی عنایت کے طفیل بقدر استعداد طریق اوّل کا حصول۔	۶۲
کوئی بھی نیک عمل وقوع پذیر نہیں ہو سکتا جب تک بندہ اس میں اپنے آپ کو متہم اور کوتاہ تصور نہ کرے۔	۶۲
جو کچھ بھی جہان میں ہے حتّٰی کہ کافر فرنگ ملحد زندیق بندہ اپنے آپ سے اسے کئی طریقے بہتر جانتا ہے۔	۶۲
خواجہ احرار کی گفتگو کی مراد کا بیان۔	۶۳
ان مقامات کا ظہور جو ایک دوسرے سے اوپر ہیں۔	۶۳
حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ کے مقام کا مشاہدہ۔	۶۳
حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے مقام کا مشاہدہ۔	۶۳
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام کا مشاہدہ۔	۶۳
حضرت خواجہ نقش بند قدس سرہ کا ہر مقام میں ہمراہ ہونا۔	۶۳
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام سے اوپر کوئی مقام معلوم نہیں ہوتا سوائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام کے۔	۶۳
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام کے بالمقابل ایک عجیب نورانی مقام تھا کہ ہرگز اس طرح کا مقام دیکھنے میں نہیں آیا۔ اپنے آپ کو بھی اس مقام کے عکس کے طور پر رنگین اور منقش پایا۔	۶۳

Marfat.com

مضمون	صفحہ
حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام میں ہونا۔	٦٣
ایک دوسری عرض اپنے پیر بزرگوار کی خدمت میں۔	٦٣
شیخ ابو سعید ابو الخیر قدس سرہٗ کے اس قول کی تشریح کہ عین باقی نہیں رہتا اثر کہاں باقی رہے۔	٦٤
اس بات کے راز کا انکشاف اور اس کا دوام۔	٦٤
دوسری عرض کہ کوئی کتاب دیکھنے کو دل نہیں چاہتا سوائے اکابر کے اقدام کے ذکر کے۔	٦٤
رفع امراض کے لیے توجہ کے اثر کا ظہور۔	٦٥
اور برزخ میں بعض مُردوں کے حالات دریافت کرنا۔	٦٥
آپ کی اور آپ کے متعلقین کی طبائع عالیہ کا بعض لوگوں کی طرف سے تکالیف پہنچانے کے باوجود مکدر نہ ہونا۔	٦٥
بعض دوستوں کے حالات پیر بزرگوار کی خدمت میں عرض کرنا۔	٦٥
شیخ نور کے حالات کا بیان۔	٦٦
سید شاہ حسین کے حالات کا بیان۔	٦٦
میاں جعفر کے حالات کا بیان۔	٦٦
میاں شیخن، شیخ عیسیٰ، شیخ کمال اور شیخ ناگوری کے حال کا بیان۔	٦٦
خواجہ ضیاء الدین کے حال کا بیان۔	٦٦
مولانا شیر محمد کے لڑکے کا ذکر۔	٦٦
ایک خاص کیفیت کے ظہور اور فنا کے ارادہ کا بیان۔	٦٧
وحدت سے ماوراء ایک نظر اور اس کی تمثیل اصل صفات کا برطرف ہونا۔ اور احدیت کا غلبہ اور کان اللہ ولم یکن معہ شی کا حال کے مطابق ہونا۔	٦٧
مولانا قاسم علی اور دوسرے دوستوں کو تکمیل کے مقام سے حصہ ہے۔	٦٧
مکتوب نمبر (١٢)	٦٨
اپنے پیر بزرگوار کی طرف فنا اور بقا کے حصول۔ اور وجہ خاص کے ظہور کے حصول۔ اور سیر فی اللہ اور تجلی ذاتی برقی وغیرہ کی حقیقت کے بیان میں۔	٦٨
ان علوم کا انکشاف جو مقام فنا فی اللہ اور بقاء باللہ سے تعلق رکھتے ہیں	٦٨
ہر شے کی وجہ خاص کا ظہور اور سیر فی اللہ کا معنی۔ اور تجلی ذاتی برقی کی حقیقت اور یہ کہ محمدی المشرب کون ہوتا ہے۔	٦٨
ہر مقام کے لوازمات اور ضروریات کا ظہور اور اولیاء اللہ کے معلومات و مشاہدات پر اِطلاع۔	٦٨
اشیاء کی ذوات اور ان کی قابلیات کو خدا تعالیٰ کی مخلوق جاننا۔	٦٨
وہ سبحانہٗ و تعالیٰ استعداد اور قابلیت کے تابع نہیں ہے۔	٦٨
مکتوب نمبر ١٣	٦٨
اپنے پیر بزرگوار کو لکھا۔ اس راہ کی بے نہایتی علوم حقیقت کی علوم شریعت کے ساتھ مطابقت کے بیان میں۔	٦٨
مشائخ کے اس قول کے بیان میں کہ	

Marfat.com

مضمون	صفحہ
سیرالی اللہ پچاس ہزار سالہ راہ ہے۔ اور اشیاء میں سیر کے واقع ہونے۔ اور طالب ارشاد لوگوں کے غلو کرنے اور ان کے کام میں شروع ہونے کے بیان میں۔	٦٩
ہمہ از دست کا پلہ مقولہ ہمہ اوست سے بھاری جاننا۔	٦٩
تمام کشفیات کا ظاہر شریعت کے مطابق ہونا۔	٦٩
صوفیا کے بعض کشوف کا خلاف شرع ہونا یا سہو کی بنا پر ہے یا سکر کے باعث اور یہ دونوں درمیان راہ کی باتیں ہیں۔ انتہاء راہ کی نہیں۔	٦٩
علماء اور صوفیہ کے درمیان فرق کا بیان۔	٦٩
مکتوبات نمبر ١۴	٧٠
اپنے پیر بزرگوار کی خدمت میں لکھا۔ ان واقعات کے حصول کے بیان میں جو دوران راہ پیش آئے۔ اور بعض مسترشدین کے حالات کے بیان میں۔	٧٠
مرتبہ وجوب کا ظہور بصورت سیاہ رنگ عورت کی صورت میں۔ اور مرتبہ احدیت کا ظہور دراز قامت مرد کی صورت میں۔	٧٠
موت کی آرزو کا پیدا ہونا۔ اور نظر میں ایسا محسوس ہوا کہ گویا میں ایک ایسا شخص ہوں جو دریائے محیط کے کنارے کھڑا ہو۔ اس ارادے سے کہ اپنے آپ کو اس میں گرا دے۔	٧٠
ایک خاص کیفیت کا ظاہر ہونا اس میں ذوق سے یوں محسوس کرنا کہ دل کو غیر حق کی چاہت نہیں رہی۔	٧١
اس وقت نہ عرش رہا اور نہ فرش۔	٧١

مضمون	صفحہ
صفات کلیہ وجوبیہ کا نظر آنا۔	٧١
اپنے یقین کا پرانے کپڑے کے رنگ میں نظر آنا	٧١
ایک واقعہ کی تعبیر۔	٧٢
جو چیز دائماً حاصل ہے وہ حیرت و اجنبیت ہے۔	٧٢
بعض وقائع کی تعبیر سے عاجز رہنا۔	٧٢
اس طریقہ علیہ سے شیخ طاہر فرزند شیخ عبداللہ نیازی کا جو مشاہیر مشائخ سرہند میں سے ہیں۔	
اظہار جذبہ عنایت بعض دوستوں کا بطریق رابطہ راہ فقر میں جانا۔	٧٢
ملا قاسم، ملا مودود محمد و عبدالرحمن، شیخ نور اور ملا عبدالرحمن کا نقطہ فوق تک پہنچنا۔	٧٢
ملا عبدالباری نے اس میں استغراقی پیدا کر لیا ہے۔ اور وہ مطلق منزہ ذات کو اشیاء میں صفت تنزیہی سے دیکھتا ہے۔	٧٢
پیر دستگیر کی دولت ہے جو طالبوں تک پہنچتی ہے۔	٧٣
اس کمینہ کا اس فیض رسانی میں کچھ حصہ نہیں	٧٣
حضرت پیر دستگیر کے حضرت مجدد صاحب میں معنی محبوبیت ثابت کرنے کے بیان میں۔	٧٣
مکتوب نمبر ١٥	٧٣
یہ خط بھی اپنے مرشد بزرگوار کو لکھا۔ ان احوال کے بیان میں جو ہبوط و نزول کے مقامات سے متعلق رکھتے ہیں۔ نیز بعض پوشیدہ اسرار کا بیان۔	٧٣
مدت تک اسے تلاش کرتا رہا لیکن اپنے آپ کو ہی پاتا رہا۔ بعد کو اس کا کام اس جگہ جا پہنچا کہ اگر اپنے آپ کو پایا تو بھی اسے ہی پایا۔	٧٣

Marfat.com

مضمون	صفحہ
عین بقا میں فانی ہے۔ اور عین فنا میں باقی۔ لیکن الخ	۷۳
روح و نفس دونوں جہتوں کی جامعیت کے بیان میں۔	۷۴
اوپر سے فائدہ حاصل کرنا اور نیچے والوں کو فائدہ پہنچانا۔ اس برزخیت کے واسطہ سے عطا کیا گیا ہے۔	۷۴
بائیں ہاتھ سے مراد کے بیان میں۔	۷۴
مقلب قلوب تک پہنچنا سلوک سے وابستہ ہے	۷۴
کسی شخص کے ساتھ مقام کے تعلق کے معنی ایک رکے ہوئے عزیز کے حال کا بیان۔	۷۴
مقامات جذبہ و سلوک کے درمیان منافات اور عدم منافات کا بیان۔	۷۵
مکتوبات نمبر ۱۶	۷۵
یہ مکتوب بھی اپنے پیر بزرگوار کو لکھا۔ عروج و نزول وغیرہ کے حالات کے بیان میں۔	۷۵
اس رسالہ کے بیان میں جو بعض دوستوں کی فرمائش سے میسر آیا۔ اور حضرت خاتمیت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی بارگاہ میں اس کی مقبولیت۔	۷۶
مجلس میں لوگوں کا شیر ببیر کی طرح نظر آنا۔ مدارج قرب میں عروج اور مشائخ کرام کی روحانیت اور عنایات خداوندی کے طفیل تمام مشائخ کے مقامات پر سے گزارنا۔ اور وجوہ ولایت کا ظہور اور مقام قلب تک نزول۔	۷۶
مراد ہونے کے باوجود اس قدر زیادہ منازل طے کرنا ہوتی ہیں کہ مرید ساری عمر میں بھی معلوم نہیں کہ طے کر سکیں۔	۷۶
افراد کے نہایت عروج کا بیان۔	۷۷
اہل اللہ کے بارے میں بدگمانی رکھنے سے ضرر و نقصان کا احتمال غالب ہے۔	۷۷
غیرت خداوندی سے ڈرنا چاہیے۔	۷۷
فرق و جمع کا معنی۔	۷۷
فرق و جمع کے معنی میں اہل سکر کو خاطی قرار دینا	۷۷
مکتوب نمبر ۱۷	۷۸
یہ خط بھی اپنے مرشد بزرگوار کو لکھا۔ بعض ایسے احوال کے بیان میں جو عروج و نزول کے تعلق رکھتے ہیں۔	۷۸
مکتوب نمبر ۱۸	۷۸
یہ مکتوب بھی اپنے مرشد بزرگوار کو لکھا اس تمکین کے بیان میں جو تلوین کے بعد حاصل ہوتی ہے۔	۷۸
جب حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے بہ برکت توجہات علیہ احوال کی رقیت سے آزادی عطا کی۔ تو حیرت و پریشانی کے سوا کچھ ہاتھ میں نہ رہا۔	۷۹
حق الیقین سے مشرف کرنا۔ اور علم و عین کا ایک دوسرے کے لیے حجاب و پردہ نہ ہونا۔	۷۹
ولایت، شہادت اور صدیقیت کے مقامات میں فرق۔	۷۹
اس امر کی تحقیق کہ صدیقیت اور نبوت کے درمیان ایک مقام ہے جس کو قربت کہتے ہیں	۸۰
یہ مقام برزخیت کی لیاقت رکھتا ہے یا نہیں مقام قربت کی بلندی اور اس مقام میں وجود کا ذات پر زائد ہونا۔	۸۰
مقام صدیقیت مقام بقا میں سے ہے۔	۸۰
سلوک سے کیا مقصود ہے۔	۸۱

Marfat.com

مضمون	صفحہ
مسئلہ قضا و قدر پر آگاہ ہونا۔ اور اصول شریعت کے ساتھ اس کی عدم مخالفت علوم و معارف کا بارش کی طرح برسانا اور افاضہ علوم کے مقصد کا بیان۔	۸۱
اللہ تعالیٰ کے قول لیس کمثلہ شی وھو السمیع البصیر کا معنیٰ۔	۸۲
ذوات مخلوقات کا جماد ہونا۔	۸۲
مخلوقات کی صفات کا جماد ہونا۔	۸۳
مخلوقات کے افعال کا جماد ہونا۔	۸۳
بندوں کے اعمال پر ثواب و عقاب کے مسئلے پر ایک سوال اور اس کا جواب۔	۸۳
گفتگو کے دراز ہو جانے پر اپنے پیر و مرشد سے عذر خواہی۔	۸۴
میاں شاہ حسین کے حال کا بیان۔	۸۵
حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے اور شیخ نور اور اپنے ایک رشتہ جوان کا حال۔	۸۵
مکتوب نمبر ۱۹	۸۵
یہ مکتوب بھی اپنے پیر و مرشد کو لکھا۔	۸۵
بعض صاحب حاجت لوگوں کی سفارش کے سلسلہ میں۔	۸۵
مکتوب نمبر ۲۰	۸۶
یہ مکتوب بھی بعض صاحب حاجت لوگوں کی سفارش کے سلسلہ میں اپنے پیر دستگیر کی خدمت میں لکھا۔	۸۶
مکتوب نمبر ۲۱	۸۶
شیخ محمد مکی کی طرف۔ درجات ولایت خصوصاً ولایت محمدی اور نسبت نقشبندیہ کی	

مضمون	صفحہ
بلندی اور ان کے دوام حضور کے بیان میں۔	۸۶
فنا اور موت کے بغیر جو موت جسمانی سے قبل ہے۔ جناب قدس جل وعلا تک رسائی میسر نہیں آسکتی اور نہ باطل الھوں سے نجات مل سکتی ہے۔ اور نہ حقیقت اسلام اور کمال ایمان نصیب ہو سکتا ہے۔ اور یہ فنا ولایت میں قدم اول ہے۔	۸۶
ولایت کے کئی درجے ہیں۔ اور ہر نبی کے قدم پر ایک مخصوص ولایت ہے۔	۸۷
اعلیٰ ترین ولایت وہ ہے جو ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم پر ہے۔	۸۷
بلا اعتبار شے دیگر تجلی ذات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولایت کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور تمام حجابات کا اٹھنا اور وصل عریان اور وجد حقیقی یہاں متحقق ہے اور اس نادر الوجود مقام سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کامل پیروی والوں کو حصہ وافر حاصل ہے۔ یہ تجلی ذاتی اکثر مشائخ کے نزدیک برقی ہے الخ	۸۷
مشائخ نقشبندیہ کے نزدیک تجلی ذاتی کا دائمی حضور ان بزرگوں کے نزدیک ابتداء انتہا میں درج ہے۔	۸۷
اس معاملہ میں ان بزرگوں کی اقتداء صحابہ کرام سے ہے۔ جس طرح ولایت محمدی تمام انبیاء کرام کی ولایتوں سے فوقیت رکھتی ہے۔ اسی طرح ان اکابر کی ولایت تمام اولیاء کی ولایتوں سے فائق اور اعلیٰ ہے۔	۸۸
دوسرے سلسلے والوں کے بعض اکابر کو	

Marfat.com

مضمون	صفحہ
یہ ولایت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن ولایت صاحب طریقہ سے اخذ کرکے۔	۸۸
اس طریقہ علیہ کے بعض کمالات کے اظہار کی غرض و غایت۔	۸۸
مکتوب نمبر ۲۲	۸۸
شیخ عبدالمجید کی طرف۔	۸۸
روح اور نفس کے تعلق اور عروج و نزول اور فنا و بقاء روحی و جسدی اور مقام دعوت کے بیان میں اور فانی اور مخلوق کی طرف لوٹائے گئے۔	۸۸
اولیاء کرام کے درمیان فرق اور خدا تعالیٰ کے نور کو ظلمت اور لامکانی کو مکانی کے ساتھ جمع کرنے کا بیان۔ اور ان دونوں کے درمیان دوستی کا پیدا کرنا اور اس کا نتیجہ۔	۸۹
اس نور کا اپنے مقام اصلی کو بھول جانا اور اس کا نتیجہ۔	۸۹
اس نور کا اپنے مقام اصلی کی طرف رجوع کرنا اور اس کا ثمرہ۔ اور ظلمت کا اس نور کے تابع ہونا۔	۸۹
اس نور کا مطلوب حقیقی میں مستغرق ہونے کے بعد اپنے ظلمانی متعلق کو بھول جانا۔	۸۹
فنا کے بعد بقا کے حصول اور اسم ولایت کے اطلاق و استعمال کے جواز کی صورت میں یا تو استغراق تام ہوتا ہے۔ یا دعوت و ارشاد کے لیے مخلوق کی طرف رجوع ہوتا ہے۔	۹۰
روح کے لیے نہ داہنا ہے اور نہ بایاں۔ لیکن داہنا اس کے حال کے زیادہ لائق اور انسب ہے۔ نور و ظلمت سے مراد۔	۹۰
سوال باوجود بقاء شعور اور توجہ اور اختلاط الخ	۹۰
اس بات کا بیان کہ نفس مجمل ہے۔ اور حواس وغیرہ اس کی تفصیل ہیں۔	۹۰
جاننا چاہیے کہ مستغرقین ارباب سکر سے ہیں الخ۔	۹۱
مکتوب نمبر ۲۳	۹۱
خان خاناں کی طرف۔	۹۱
شیخ ناقص سے اخذ طریقہ سے منع کرنے کے بیان میں۔	۹۱
خداوند تعالیٰ حال سے خالی قال اور عمل سے خالی علم سے نجات عطا کرے۔	۹۲
اے برادر دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔	۹۲
جاننا چاہیے کہ بیج کا ضائع کرنا دو طرح ہے الخ	۹۲
تو شیخ کامل اس طالب کی تربیت کرنے کے وقت الخ	۹۳
صحبت کامل کبریت احمر ہے۔ اس کی نظر دوا اور اس کا کلمہ شفا ہے۔	۹۳
تتمہ۔ کفر بہ لقب رکھنے سے روکنے کے بیان میں۔	۹۳
مسلمانوں کو اہل کفر سے دشمنی رکھنے کا حکم ہے۔	۹۴
بعض مشائخ کی عبارات میں غلبہ سکر کے باعث مدح کفر میں جو کچھ وارد ہوا ہے۔ وہ ظاہر پر محمول نہیں۔	۹۴
کفر حقیقت نقص ہے۔	۹۴
ہوش والوں کو مستوں کی تقلید روا نہیں	
ہر چیز کا ایک موسم اور وقت ہے کہ اسی موسم میں وہ چیز موزوں ہوتی ہے۔	۹۴
لقب کفریہ کے تبدیل کرنے کا حکم۔	۹۴
مواضع تہمت سے بچنے کا حکم۔	۹۴

Marfat.com

مضمون	صفحہ
مکتوب نمبر ۲۴	۹۴
محمد قلیج خان کی طرف۔ اس بیان میں کہ صوفی کائن و بائن ہوتا ہے۔	۹۴
اور اس امر کے بیان میں کہ دل ایک سے زیادہ اشیاء سے تعلق نہیں رکھ سکتا۔	۹۴
اور یہ کہ محبت ذاتی کا ظہور الخ۔	۹۴
مقربین و ابرار کی عبادت کے درمیان فرق اس امر کی تشریح اور اثبات۔	۹۵
بندہ اور رب تعالیٰ کے درمیان حجاب صرف نفس ہے۔	۹۵
محبت ذاتی موجود ہونے کی صورت میں محبوب کا انعام اور اس کی طرف سے تکلیف دونوں برابر ہو جاتے ہیں۔	۹۵
ابرار حق تعالیٰ کی عبادت، خوف عذاب اور طمع ثواب کے لیے کرتے ہیں۔	۹۶
ابرار کی نیکیاں مقربین کی نسبت سیئات میں داخل ہیں۔	۹۶
بعض مقربین بھی عبادت خوف عذاب اور امید ثواب کے لیے کرتے ہیں لیکن الخ	۹۶
ایسے لوگوں کو کمالات نبوت سے بھی حصہ حاصل ہے۔	۹۶
مکتوب نمبر ۲۵	۹۶
خواجہ جہان کو لکھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء راشدین کی متابعت کی ترغیب کے بیان میں	۹۶
تمام کمالات روح وسر وغیرہ حضور کی متابعت سے وابستہ ہیں۔	۹۷
شیخ سلطان کے دو لڑکوں کے لیے سفارش۔	۹۷

مضمون	صفحہ
مکتوب نمبر ۲۶	۹۷
حاجی محمد لاہوری کی طرف۔ اس بیان میں کہ شوق ابرار کو ہوتا ہے۔ مقربین کو نہیں ہوتا۔	۹۷
حدیث قدسی الاطال شوق الابرار کا معنی۔	۹۷
ابرار سے کون لوگ مراد ہیں۔	۹۸
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس قول کا معنی ھکذا کنا ولکن قست قلوبنا	۹۸
اپنے شیخ قدس سرہ کے اس قول کا نقل کرنا کہ واصل منتہی کو بھی کبھی گزشتہ شوق کی تمنی ہوتی ہے۔	۹۸
رفع شوق کا دوسرا مقام۔	۹۸
واصل کے شوق کی طرف رجوع نہ کرنے پر سوال اور اس کا جواب۔	۹۸
سیر تفصیلی کی نہایت کسی کے لیے متصور نہیں۔	۹۹
بیان عدم تصور توقع در حق منتہی واصل جس نے ان مراتب کو اجمالی طور پر طے کیا ہے۔	۹۹
سالک لوگ سیر تفصیلی میں ہمیشہ تجلیات صفاتیہ میں بند رہتے ہیں۔	۹۹
حق تعالیٰ کی طرف مشتاق ہونے سے کیا مراد ہے۔ اس کا جواب۔	۹۹
مکتوب نمبر ۲۷	۱۰۰
خواجہ عمک کو لکھا۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی مدح و ثنا میں۔	۱۰۰
اس سلسلہ کے اکابر کے اس قول سے مراد کہ ہماری نسبت تمام کی نسبت سے فائق ہے۔	۱۰۰
یادداشت کے معنی۔ تجلی ذاتی کا معنی اور حضور بے غیبت کے معنی۔	۱۰۰
یہ نسبت نہایت ہی نایاب ہے۔	۱۰۱

Marfat.com

مضمون	صفحہ
مکتوب نمبر ۲۸	۱۰۱
خواجہ عمک کی طرف صادر فرمایا۔	۱۰۱
حال کی بلندی کے بیان میں ایسے الفاظ سے جو تنزل و تبعد کا وہم ڈالتے ہیں۔	۱۰۲
مکتوب نمبر ۲۹	۱۰۲
شیخ نظام تھانیسری کی طرف۔	۱۰۲
ادائے فرائض کی ترغیب اور سنن و مستحبات کی رعایت اور اس امر کے بیان میں کہ فرائض کے سامنے ادائے نوافل کو کم اہمیت دی جائے اور رات کے نصف اخیر میں نماز عشاء ادا کرنے سے روکنے اور وضو کا مستعمل پانی پینے سے روکنے اور مریدوں کے پیروں کو سجدہ کرنے سے روکنے وغیرہ کے بیان میں۔	۱۰۲
ادائے فرائض میں سنت و مستحب کی رعایت کرنا ہزار سالہ نوافل سے بہتر ہے۔	۱۰۲
منقول ہے کہ ایک روز حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد نمازیوں کو دیکھا ایک شخص کو نماز میں نہ پایا الخ۔	۱۰۳
آداب کی رعایت اور مکروہات سے بچنا اگرچہ تنزیہی ہی ہو۔ ذکر و فکر اور مراقبہ و توجہ سے کئی مرتبے بہتر ہے۔	۱۰۳
بطور زکوٰۃ ایک ٹکہ صدقہ کرنا پہاڑوں برابر صدقہ کرنے سے کئی درجے زیادہ بہتر ہے۔	۱۰۳
نماز عشاء نصف شب اخیر میں ادا کرنا اور اسے نماز تہجد کا ذریعہ بنانا بہت ناپسندیدہ ہے حنفیہ کے نزدیک نماز عشاء رات کے نصف اخیر میں ادا کرنا مکروہ تحریمہ ہے۔	۱۰۳
شوافع کے نزدیک رات کے نصف آخر میں ادا کرنا جائز ہی نہیں۔	۱۰۳
صرف وتر کی تاخیر سے بھی قیام لیل اور بیداری وقت سحر میسر آسکتی ہے۔	۱۰۳
عشاء کی جو نمازیں رات کے نصف اخیر میں ادا کی ہیں انہیں قضا کرلیں۔	۱۰۳
امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستحب رہ جانے کی بنا پر چالیس سال کی نمازیں قضا کیں	۱۰۴
وضو کا مستعمل پانی امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نجس غلیظ ہے۔ فقہاء کرام نے اس کے پینے سے منع کیا ہے۔	۱۰۴
وضو کے بچے ہوئے پانی کو شفا کہا گیا ہے وہ اگر کسی کو دیا جائے تو جائز ہے۔	۱۰۴
بعض دوستوں نے واقعہ میں دیکھا کہ حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ کے وضو کا مستعمل پانی ضرور پئیں ورنہ ضرر عظیم لاحق ہوگا الخ۔	۱۰۴
مریدوں کے اپنے پیروں کو سجدہ کرنے کی مذمت و شناعت۔ اور اس سے سختی سے روکنا۔	۱۰۴
صوفیاء کے علوم احوال ہیں۔ اور احوال اعمال کے نتائج و ثمرات ہیں۔ اعمال کی درستی کے بغیر احوال کا حصہ نہیں مل سکتا الخ	۱۰۴
جس طرح مجالس اہل سلسلہ میں کتب تصوف پڑھی جاتی ہیں کتب فقہ بھی پڑھی جانی چاہئیں۔	۱۰۴
تصوف جبکہ احوال سے تعلق رکھتا ہے اور قال میں نہیں آسکتا اگر اس کی کتابوں کا مطالعہ نہ بھی کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔	۱۰۴

مضمون	صفحہ
مکتوب نمبر ۳۰	۱۰۵
شیخ نظام تھانیسری کو لکھا۔ شہود آفاقی اور انفسی وغیرہ کے بیان میں۔	۱۰۵
اس کی جناب کبریا اس سے بلند تر ہے کہ مجھ جیسا اس کا کچھ بیان کر سکے۔ چون بے چوں کے متعلق کیا اظہار خیال کر سکتا ہے۔	۱۰۵
حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ نے فرمایا ہے اہل اللہ فنا اور بقا کے بعد جو کچھ دیکھتے ہیں اپنے اندر دیکھتے ہیں۔	۱۰۶
تجلی صوری جیسی بھی ہو سیر آفاقی میں داخل ہے الخ	۱۰۶
وجود عدم کی تعریف اکابر نقشبندیہ کے نزدیک وہ بقا جو فنا اتم کے بعد ہے۔ زوال اور خلل سے محفوظ ہے۔	۱۰۷
وہ فنا اور بقاء جو زوال پذیر ہے احوال اور تلوینات میں سے ہے۔	۱۰۷
انسان کی پیدائش سے مقصود بندگی کے وظائف ادا کرنا ہے۔	۱۰۷
عشق و محبت بھی مقاصد میں سے نہیں ہیں	۱۰۷
مراتب ولایت کی نہایت مقام عبدیت ہے۔ اس کے اوپر کوئی مقام نہیں الخ	۱۰۸
حضرت خواجہ نقشبند کا اس شخص کو جواب دینا جس نے دریافت کیا تھا کہ سلوک سے کیا مقصود ہے۔	۱۰۹
بعض زائد امور دوران راہ سامنے آتے ہیں نہایت پر پہنچ کر وہ سب غبار کی طرح اڑ جاتے ہیں۔	۱۰۹
جس طرح نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ علوم وحی سے اخذ کیے اولیاء کرام نے وہی علوم بذریعہ الہام اخذ کیے۔	۱۰۹
علماء دین نے یہ علوم شرائع سے بطریق اجمال اخذ کیے ہیں۔	۱۰۹
مکتوب نمبر ۳۱	۱۰۹
شیخ صوفی کی طرف لکھا۔ توحید وجودی کی حقیقت کے ظہور اور قرب و معیت ذاتی کے بیان میں اور بعض سوالات و جوابات کے بیان میں جو اس مقام سے تعلق رکھتے ہیں۔	۱۰۹
مسئلہ توحید وجودی کی تحقیق۔	۱۱۰
فقیر اس توحید کے مشرب سے از روئے علم حصہ وافر اور لذت عظیم رکھتا تھا۔	۱۱۰
حضرت شیخ مجدد قدس سرہ کا حضرت خواجہ محمد الباقی کی خدمت میں حاضر ہونا۔	۱۱۰
حضرت شیخ قدس سرہ پر از روئے حال اس توحید کا منکشف ہونا اور اس مقام کے علوم و معارف و دقائق کا ظہور۔	۱۱۰
شیخ محی الدین عربی کے دقائق معارف کو ظاہر کرنا۔ الخ	۱۱۰
اس توحید میں سکر وقت اور غلبہ حال کا بیان یہ حال مدت دراز تک رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس حال سے نکالا اور ترقی عطا کی۔	۱۱۰
نسبت احاطہ اور سریان اور قرب و معیت ذاتی کا پوشیدہ ہو جانا۔	۱۱۱
حق سبحانہ وتعالیٰ کسی شے سے اتحاد نہیں رکھتا۔	۱۱۱
انقلاب حقائق عقلاً اور شرعاً محال ہے۔	۱۱۱
تعجب ہے کہ شیخ محی الدین اور ان کے	

Marfat.com

اُردو ترجمے کی ضرورت

حضرت مولانا نور احمد مرحوم کے محشّٰی مکتوبات کی اشاعتِ ثانی سے عربی اور فارسی کے ماہرین کے ذوق کی تسکین کا سامان تو ہو گیا ہے۔ مگر اُردو ترجمے کی نایابی کی بنا پر فارسی سے ناواقف لوگ حضرت امام ربانی کے فیوض و برکات علمیہ اور معارفِ لدنیہ سے بہرہ یاب ہونے سے محروم ہیں۔

اکبری دَور کی پیدا کردہ بداعتقادیوں اور بداعمالیوں اور ہمارے زمانے کے دینی اور اعتقادی فتنوں میں بہت زیادہ مماثلت پائی جاتی ہے۔ اس زمانے کے "لصوصِ دین"[۳۷] اکبری دَور کے "لصوص دین" کے زلہ ربا اور خوشہ چین ہیں۔ اُس وقت اگر تارکِ تقلید ملا مبارک اور اس کے ملحد و زندیق بیٹے ابوالفضل اور فیضی دین اسلام کی بنیادیں کھوکھلی کرنے میں مصروف تھے تو آج ان کے شاگردان رشید دین کے نام پر دین میں تحریفات کرنے میں کوشاں ہیں۔ مسٹر غلام احمد پرویز، ڈاکٹر فضل الرحمٰن اور کانگرسی ملاؤں کے ممدوح و مربی مسٹر مسعود سابق ناظم محکمہ اوقاف کی مکروہ تحریروں اور کاروائیوں سے اہل حق کے دل مجروح ہیں اور اسی قبیل کے لصوص دین کا ایک بہت بڑا گروہ پیدا ہو چکا ہے۔ شیخ محمد اکرام جو سر سید کے مکتبہ فکر سے متعلق ہیں، نے بھی اپنی کتابوں کے ذریعے اہل حق کو بدنام کرنے کی پوری پوری سعی کی ہے۔

گر بگویم شرح ایں بیحد شود[۳۸]

مکتوبات قدسی آیات میں ہر دور اور ہر ملک کے مسلمانوں کے ہر طبقے کے لیے تعلیمات و ہدایات موجود ہیں۔ جس دَور میں یہ لکھے گئے تھے وہ چونکہ ہمارے دَور سے بہت زیادہ ملتا جلتا ہے۔ اس لیے ان میں خاص طور پر ہمارے لیے فوز و فلاح کی تعلیم موجود ہے۔ اس بے دینی و الحاد کے دَور میں جب کہ بداعتقاد لوگ گمراہ کن لٹریچر بہ کثرت پھیلا چکے اور پھیلا رہے ہیں ——— مجدد اعظم کی تحریریں بلاشبہ تریاق کا حکم

شیخ مجدد کا رجوع کرنا جہانگیر سے ٹکر لینے سے زیادہ ہمت کا کام ہے۔

۳۷ لصوص "لص" کی جمع ہے۔ جس کے معنی ڈاکو اور چور کے ہیں۔ مجدد صاحب فرماتے ہیں ——— طالب علمانِ بے باک (آزاد خیال علماء) از ہر فرقہ کہ باشند لصوصِ دین اند۔ اجتناب از صحبت ایں ہا نیز از ضروریاتِ دین است" (دفتر اوّل مکتوب ۲۱۲) بددینوں سے اجتناب کرنے والوں کو تنگ نظر کہنے والے حضرت شیخ مجدد کے اس ارشاد پر غور کریں۔

۳۸ ان ہی لوگوں میں سے ایک پروفیسر محمد حبیب ہیں۔ جو ہندوستان میں ان کی نیابت کا حق ادا کر رہے ہیں۔

Marfat.com

رکھتی ہیں۔

مقامِ صد شکر ہے کہ ہمارے فاضل دوست حضرت مولانا محمد سعید احمد نقشبندی مجددی زید علمہ و مجدہ نے فارسی سے ناواقف لوگوں کو حضرت شیخ مجدد کی تعلیمات سے آگاہ کرنے کے لیے مکمل مکتوبات شریف کا ترجمہ کرنے کی طرف توجہ مبذول کی ہے۔

فاضل مترجم نے حضرت سید نور الحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۲ھ) ساکن حضرت کیلیانوالہ خلیفہ ارشد شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۱۳۴۸ھ) سے روحانی فیض پایا ہے۔ ظاہری علوم کے بھی ماہر ہیں۔ دار العلوم نعمانیہ لاہور میں صدر مدرس رہ چکے ہیں۔ چھ سات سال سے دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں صدر مدرس کے منصب پر فائز ہیں۔ اولیاء کرام کی ان پر خصوصی توجہ ہے۔ کئی برس تک مسجد شاہ محمد غوث قادری لاہوری قدس سرہ میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں۔ اب حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کی مسجد مبارک میں امامت و خطابت کے فرائض باحسن وجوہ انجام دے رہے ہیں۔

سلسلہ نقشبندیہ سے انہیں والہانہ عقیدت ہے۔ تعلیمات صوفیہ علیہ بالخصوص افادات مجددیہ کی اشاعت میں کوشاں رہتے ہیں۔ مولانا نور احمد کے محشیٰ مکتوبات دوبارہ ان ہی کی تحریک و مساعی سے زیور طباعت سے آراستہ ہوئے ہیں۔ انہوں نے بڑی محنت و جانفشانی سے ان کی کاپیاں اور پروف پڑھے اور پلیٹیں بھی دیکھیں —— حضرت امام غزالی قدس سرہ کی تصانیف بدایۃ الہدایہ اور منہاج العابدین کے انہوں نے ترجمے کیے ہیں، جو طبع ہو کر شائع ہو چکے ہیں۔ ان کا قابلِ ذکر ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ جناب ملک حسن علی صاحب جامعی کی کتاب "تعلیمات مجددیہ" کے جواب میں "مسلک امام ربانی" لکھی جو بے حد مقبول ہوئی۔ دو ہزار کا ایڈیشن چند مہینوں میں ختم ہو گیا۔ اب یہ کتاب دوبارہ مع اضافات کے آرہی ہے[۲۹]۔

جناب فاضل مترجم کی علمی کاوشوں اور روحانی نسبتوں کے ذکر کی ضرورت یوں محسوس کی گئی کہ قارئین کرام کو اطمینان ہو جائے کہ مترجم حضرت امام ربانی اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے قوی نسبت رکھنے کی وجہ سے کلام مجدد کو سمجھنے کی استعداد رکھتے ہیں۔ ایسی کتابوں کا ترجمہ کرنے کے لیے علم اور نسبت دونوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ بفضلہ تعالیٰ جناب مترجم ان دونوں نعمتوں سے سرفراز ہیں۔

اس عظیم و ضخیم کتاب کی طباعت کے لیے بھی کسی بہت اچھے ادارے کی ضرورت تھی۔ یہ فضل ایزدی

۲۹ھ ملک صاحب مسلکاً غیر مقلد ہیں۔ انہوں نے مجدد صاحبؒ کے نام پر علامہ ابن تیمیہ کا پروپیگنڈا کرنے کے لیے "تعلیمات مجددیہ" لکھی ہے۔

یہ مسئلہ بھی از خود حل ہو گیا۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی جو بہترین کتابوں کو خوبصورتی اور نفاست سے چھاپنے میں گوئے سبقت لے گئی ہے، کے مالک محترم حکیم محمد تقی صاحب اشرفی اس کو بہ صد ذوق و شوق چھاپ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جناب مترجم کی یہ کوشش مقبولیت دوام کا درجہ حاصل کرے اور قارئین کو عمل کی توفیق ملے۔ جناب ناشر بھی جزائے خیر سے نوازے جائیں۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

یہاں عزیزی محمد اقبال مجددی سلمہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ آں عزیز نے کئی نایاب کتابیں اپنے کتب خانے سے لاکر مجھے دیں۔ اور بعض حوالے تلاش کرنے میں میری مدد کی۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء۔

محمد موسیٰ عفی عنہ

لاہور

یکم محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ ربّ العالمین، اضعاف ما حمدہ جمیع خلقہ کما یحبّ ربّنا ویرضی، والصّلوٰۃ والسلام علیٰ من ارسلہٗ رحمۃ للعالمین، کلما ذکرہ الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون کما ینبغی لہ ویحرٰی وعلیٰ اٰلہ واصحابہ البررۃ التقی والنقی۔

تمام تعریفیں اللہ ربّ العالمین کے لیے، ان تمام تعریفوں سے دُگنی جو اس کی سب مخلوق نے کی ہیں۔ ایسی تعریفیں جو ہمارے رب تعالیٰ کو پسند اور محبوب ہیں اور درود و سلام اس ہستی پر جسے اس نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا جب تک ذکر کرنے والے اس کے ذکر میں مصروف رہیں اور جب تک غافل لوگ اس کے ذکر سے غافل رہیں۔ ایسا درود و سلام جو آپ کی ذات کے لائق و مناسب ہے۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر جو نیک اور متقی اور پاک ہیں۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ یہ حضرت امام ربّانی کے مکتوبات قدسی آیات کا دفتر اول ہے۔ وہ امام ربانی جو محققین کے غوث، عارفین کے قطب، ولایت محمدیہ کی برہان، شریعت مصطفوی کی دلیل و حجت، اسلام اور مسلمانوں کے شیخ ہیں۔ یعنی ہمارے شیخ اور امام الشیخ احمد فاروقی نقشبندی اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت اور قائم رکھے۔ جسے یہ حقیر قلیل البضاعۃ اس درگاہ کے خاک نشینوں میں سے کمترین خاک نشین یار محمد جدید بدخشی طالقانی جمع کر کے اس امید پر احاطہ تحریر میں لایا کہ اس سے طالبان حق جل و علا کو نفع پہنچے۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ سے حفاظت اور توفیق کی درخواست ہے۔

مکتوبؔ اوّل

ان حالات کے بیان میں جو اسم مبارک اَلظَّاھِرُ سے مناسبت رکھتے ہیں۔ اور توحید کی قسم خاص کے ظہور اور اُن عروجات کے بیان میں جو مُحَدّد (عرش) سے اوپر واقع ہوئے۔ اور بہشت کے درجات کے انکشاف اور بعض اہل اللہ کے مراتب کے ظہور کے بیان میں اپنے پیر و مرشد کو لکھا جو بزرگ کامل، کامل کرنے والے، درجات ولایت تک پہنچانے والے، اس طریقے کی ہدایت کرنے والے جس میں ابتداء انتہاء میں دوج ہے، پسندیدہ دین کی تائید کرنے والے ہمارے شیخ و امام الشیخ محمد الباقی نقشبندی احراری قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس۔ اور اللہ انہیں ان کی آرزو کے اقصیٰ مقام تک پہنچائے۔

عرضداشت۔ کمترین بندگان احمد حضور کی خدمت میں عرض اور حسب حکم مبارک گستاخی کرتا ہے اور اپنے احوال پریشان بیان کرتا ہے کہ دورانِ راہ وہ ذات اسم الظاھر میں اس قدر متجلی ہوئی کہ خاص خاص تجلی میں علیحدہ علیحدہ ظہور فرمایا۔ خصوصاً عورتوں کے لباس میں، بلکہ ان کے الگ الگ اجزاء میں ظہور فرمایا۔ اور اس وقت میں اس گروہ مستورات کا اس قدر مطیع و منقاد ہوا کہ کیا عرض کروں۔ اور میں اس انقیاد و اطاعت میں بے اختیار تھا۔ وہ ظہور جو عورتوں کے لباس میں ہوا وہ کسی اور جگہ نہیں تھا۔ خصوصی لطائف اور حسن و جمال کے عجیب و غریب نظارے جو اس لباس میں ظاہر ہوئے کسی اور مظہر میں ظاہر نہ ہوئے۔ میں ان کے آگے اپنے آپ کو پانی کی طرح پگھلا ہوا محسوس کرتا تھا۔ اسی طرح کھانے اور پینے کی ہر چیز میں علیحدہ علیحدہ ظہور ہوا۔ وہ لطافت اور حسن جو لذیذ اور پُرتکلف کھانے میں تھی اس کے ماسوا میں نہ تھی۔ اور میٹھے پانی اور غیر میٹھے پانی میں بھی ایسا ہی فرق تھا۔ بلکہ ہر لذیذ اور شیریں چیز میں اپنے اپنے درجات کے مطابق خصوصی کمال کا ظہور تھا۔ اس تجلی کی خصوصیات کو تحریر میں نہیں لا سکتا۔ اور اگر حاضر خدمت ہوتا تو شاید عرض کرتا۔ لیکن ان تجلیات کے دَوران رفیقِ اعلیٰ (محبوب حقیقی) کی آرزو رکھتا تھا۔ اور ان تجلیات کی طرف اپنی وسعت کے مطابق توجہ نہیں کرتا تھا۔ لیکن غلبہ حال کی وجہ سے کوئی چارہ نہیں پاتا تھا۔ اس اثناء میں معلوم ہوا کہ یہ تجلی خداتعالیٰ کی نسبت تنزیہی سے کوئی مخالفت نہیں رکھتی۔ اور یہ کہ باطن اسی طرح اس نسبت تنزیہی کا گرفتار ہے۔ ظاہر کی طرف بالکل متوجہ نہیں۔ اور میرے ظاہر کو بھی جو اس نسبت سے خالی اور معطل تھا، اس تجلی سے مشرف فرمایا۔ میں نے بالیقین ایسا پایا کہ باطن بالکل کج نظری میں مبتلا نہیں ہے۔ بلکہ تمام معلومات اور ظہورات

Marfat.com

سے اعراض کیے ہوئے ہے۔ اور ظاہر جو کثرت اور دوئی کی طرف متوجہ تھا وہ بھی ان تجلیات سے بہرہ ور ہوا ہے۔ کچھ وقت کے بعد یہ تجلیات خفا اور پوشیدگی میں چلی گئیں۔ اور وہی حیرت و نادانی کی حالت قائم اور موجود رہی۔ اور وہ تجلیات اس طرح معدوم ہو گئیں گویا وہ کبھی مذکور بھی نہیں ہوئی تھیں۔ اس کے بعد ایک خاص فنا رونما ہوئی۔ اور غالب گمان ہے کہ وہ یقین علمی جو تعین کے عود کرنے کے بعد پیدا ہوا وہ اس فنا میں گم ہو گیا۔ اور نفسانیت و انانیت کے گمان کا کچھ اثر باقی نہ رہا۔ اس وقت اسلام کے نشانات ظاہر ہونا اور شرک خفی کے نشانات مٹنا شروع ہوئے۔ اسی طرح اپنے اعمال کی کوتاہی اور اپنی نیتوں اور خیالات کو لائق ملامت جاننے کا احساس شدت سے ظاہر ہوا۔ بالجملہ کچھ نشانات عبودیت اور نیستی کے پھر ظاہر رونما ہوئے۔ خدا سبحانہٗ و تعالیٰ آپ کی توجہ کی برکت سے بندگی کی حقیقت تک پہنچائے۔

عرش پر بہت سے عروجات واقع ہوئے:

مرتبہ اوّل: مسافت طے کرنے کے بعد جب عرش پر پہنچا تو یہ ایسا عروج تھا جہاں دار خلد (جنت) نیچے محسوس ہوتی تھی۔ اس دوران دل میں آیا کہ اس جگہ بعض لوگوں کے مقامات دیکھوں۔ جب اس طرف متوجہ ہوا تو ان کے مقامات نظر پڑے اور ان اشخاص کو بھی ان کے تفاوت درجات کے مطابق ان مقامات میں پایا۔

مرتبہ دوم: پھر ایک اور عروج واقع ہوا۔ جس میں مشائخ عظام، ائمہ اہل بیت، خلفاء راشدین کے مقامات اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقام خاص اسی طرح اپنے اپنے درجات کے مطابق تمام باقی انبیاء و رسل اور فرشتوں کے بلند ترین گروہ کے مقامات عرش سے اوپر مشہود ہوئے۔

اور عرش سے اوپر اس مقدار میں عروج واقع ہوا کہ مرکز خاک سے عرش تک یا اس سے کچھ نیچے۔ اور حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ الاقدس کے مقام تک منتہی ہوا۔ اور اس مقام سے اوپر کچھ مشائخ تھے بلکہ اسی مقام میں یا ذرا اوپر جیسے شیخ معروف کرخی، اور شیخ ابو سعید خراز۔ اور باقی کچھ مشائخ کے مقامات کچھ نیچے اور بعض وہی مقامات رکھتے تھے۔ نیچے تو شیخ علاؤ الدولہ اور شیخ نجم الدین کبریٰ جیسے مشائخ تھے اور ان سے اوپر ائمہ اہل بیت تھے، اور ان سے اوپر خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اور باقی انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقامات ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام سے الگ ایک طرف تھے۔ اسی طرح بلند ترین گروہ ملائکہ کے مقامات بھی علیحدہ ایک طرف کو تھے علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام لیکن حضور سرور کائنات علیہ السلام کے مقام کو سب سے فوقیت اور سرداری حاصل تھی۔ واللہ سبحانہ اعلم بحقائق الامور کلھا (اللہ تعالیٰ ہی تمام امور کے حقائق کو بہتر جانتا ہے)۔

Marfat.com

اور میں جب بھی چاہتا ہوں عروج واقع ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات چاہنے کے بغیر بھی واقع ہوتا ہے۔ اور بعض دوسری چیزیں بھی دکھائی جاتی ہیں، اور بعض عروجوں پر اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں۔ اور بہت سی باتیں بھول جاتی ہیں اور میں بہت کوشش کرتا ہوں کہ بعض حالات لکھوں اور کوشش کرتا ہوں کہ آپ کی خدمت میں عرضداشت کے وقت یاد آئیں، لیکن یاد نہیں آتے۔ اس لیے کہ یہ بات غیر محسوس ہوتی ہے۔ یہ تو استغفار کا موقعہ ہے، کچھ لکھنے کا نہیں۔ اس عریضہ کی تحریر کے دَوران بعض باتیں یاد تھیں، آخر حافظے نے وفا نہ کی اور کچھ نہ لکھ سکا۔ زیادہ گستاخی کی جرأت نہیں۔

ملا قاسم علی کا حال بہتر ہے۔ استہلاک و استغراق کا غلبہ ہے اور تمام مقامات جذبہ سے اوپر قدم رکھ چکا ہے۔ پہلے صفات کو اصل دیکھتا تھا، اب باوجود صفات کے اپنے سے جدا دیکھتا ہے اور اپنے کو خالی محض پاتا ہے۔ بلکہ وہ نور جس سے صفات قائم ہیں اسے اپنے سے جدا دیکھتا ہے اور خود کو اس نور سے الگ ایک طرف پاتا ہے۔ دوسرے دوستوں کے حالات بھی روز بروز بہتر ہو رہے ہیں۔ دوسری عرضداشت میں ان شاء اللہ تعالیٰ تفصیل سے عرض کیا جائے گا۔

مکتوب نمبر (۲)

ترقیوں کے حصُول اور عنایاتِ خداوندی جل سلطانہ پر فخر کرنے کے بیان میں۔

یہ مکتوب بھی اپنے پیر بزرگوار قدس سرّہٗ کو لکھا۔

عرضداشت۔ کمترین بندگان احمد بلند بارگاہ کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔ ماہ رمضان مبارک کے متصل استخارہ کا حکم مولانا شاہ محمد نے پہنچایا۔ ماہ رمضان تک اتنی فرصت نہ مل سکی کہ اپنے آپ کو آستانہ بوسی کے شرف سے مشرف کر سکتا۔ لاچار اس مدت کے گزر جانے سے اپنے آپ کو تسلی دی۔ آپ کی بلند توجہات کی برکت سے مسلسل اور متواتر جو عنایاتِ خداوندی اس ناچیز پر فائض اور وارد ہو رہی ہیں ان کے متعلق کیا عرض کرے ؂

من آں خاکم کہ ابرِ نوبہاری	کند از لطف بر من قطرہ باری
اگر بر روید از تن صد زبانم	چو سبزہ شکر لطفش کے توانم

میں وہ خاک ہوں کہ موسم بہار کا بادل اپنے لطف و کرم سے مجھ پر برس رہا ہے۔ سبزے کی طرح میرے جسم پر اگر سو زبانیں بھی اگ آئیں پھر بھی میں اس کی مہربانیوں کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

اگرچہ اس قسم کے حالات کا اظہار گستاخی کا وہم ڈالتا ہے، اور اس سے فخر و مباہات کا احساس ہوتا ہے ؎

ولے چوں شاہ مرا بر داشت از خاک　　　سزد گر بگذرانم سر ز افلاک

لیکن جب شاہ مجھے خاک سے اوپر اُٹھائے تو لائق ہے کہ میں اپنا سر افلاک سے بھی اوپر لے جاؤں۔

عالم صحو و بقا کی ابتداء اواخر ماہ ربیع الآخر سے شروع ہے اور اس وقت تک بقاء خاص سے ہر لحہ مشرف کر رہے ہیں۔ حضرت شیخ محی الدین قدس سرّہٗ کی تجلی ذاتی کی ابتداء ہو چکی ہے۔ مجھے صحو میں لاتے ہیں اور پھر سُکر کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور اس عروج و نزول میں علوم غریبہ اور معارف عجیبہ فائض کر رہے ہیں۔ اور ہر مرتبہ میں خاص احسان و شہود سے جو اس مقام بقا کے مناسب ہے مشرف کر رہے ہیں۔ ماہِ رمضان مبارک کی چھ تاریخ کو ایک ایسے بقا اور احسان سے مشرف فرمایا گیا ہے جس کے متعلق بندہ کیا عرض کرے۔ معلوم ہوتا ہے کہ نہایت استعداد اسی مقام تک تھی۔ اور وہ وصل جو اس مقام کے مناسب تھا اس سے بھی مشرف فرمایا گیا۔ جذبہ کی جہت اب تمام ہو چکی ہے اور سیر فی اللہ جو اس مقام جذبہ کے مناسب ہے، اس کے آغاز کا وقوع ہو چکا ہے۔ جس قدر فنا اکمل ہوگی اس پر بقا بھی ویسی ہی مرتب ہوگی۔ اور جس قدر بقا اکمل ہوگی، حالت صحو بھی زیادہ حاصل ہوگی۔ اور جس قدر حالت صحو زیادہ ہوگی، اسی قدر علوم کا افاضہ بھی شریعت غرّا کے مطابق زیادہ ہوگا۔ کیونکہ کامل صحو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا حصہ ہے۔ اور وہ علوم جو ان سے صادر ہوتے ہیں وہ سراسر شریعت اور عقائد ہیں، جو ذات و صفات کے بیان میں ہیں۔ اور ان علوم کے ظاہر کی مخالفت بقیہ سکر سے واقع ہوتی ہے۔ اس وقت جو معارف اس کمینہ پر فائض و وارد ہوتے ہیں اکثر معارف شرعیہ پر مشتمل ہیں۔ اور ان میں انہی کا بیان ہے اور علم استدلالی کشفی اور بدیہی اور مجمل مفصل ہو جاتا ہے۔ ع

گر بگویم شرح ایں بے حد شود

یعنی اگر ان کی شرح کی جائے تو بے حد ہو جائے۔ میں ڈرتا ہوں کہ مبادا معاملہ گستاخی تک پہنچ جائے مصرع

بندہ باید کہ حد خود داند

بندے کو چاہیے کہ حد کے اندر رہے

مکتوب نمبر (۳)

بعض دوستوں کے مقام مخصوص میں بند ہو جانے اور بعض کے ترقی کر کے تجلی ذاتی کے مقامات تک پہنچنے کے بیان میں اپنے پیر بزرگوار کو لکھا:

عرضداشت۔ جو دوست یہاں ہیں نیز وہ دوست جو وہاں ہیں ایک مقام میں محبوس و بند ہو چکے ہیں۔ ان کے ان مقامات سے نکلنے کا راستہ مشکل ہو چکا ہے۔ وہ قوت و قدرت جو اس مقام کے مناسب ہے بندہ اپنے اندر نہیں پاتا۔ حق سبحانہ و تعالیٰ آپ کی توجہات عالیہ کی برکت سے ترقی عطا کرے۔ اس کمینہ کے خویشوں میں سے ایک شخص اس مقام سے گزر چکا ہے اور تجلیات ذاتی کی ابتداء تک پہنچ گیا ہے۔ اس کا حال بہت اچھا ہے۔ اس حقیر کے قدم پر قدم رکھ رہا ہے۔ دوسروں کے متعلق بھی پرامید ہے۔ وہاں کے کچھ دوست مقربین کے راستہ سے مناسبت نہیں رکھتے۔ ان کے موافق حال طریقہ ابرار ہے۔ تاہم جس قدر ان کو دولت یقین حاصل ہو چکی ہے وہی غنیمت ہے۔ اسی طریقہ پر ان کو حکم فرمانا چاہیے۔ ع

ہر کسے را بہر کارے ساختند

ہر ایک کو اس کے مناسب حال کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

ان کے نام ظاہر کرنے کی گستاخی نہیں کی۔ آپ سے وہ مخفی نہیں ہوں گے۔ زیادہ گستاخی کی جرأت نہ کی۔

اس عرضداشت کی تحریر کے دن میر سید شاہ حسین نے اپنی مشغولی باطن میں یوں دیکھا گویا بڑے دروازہ تک پہنچ گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ دروازہ حیرت ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اس دروازہ کے اندر نگاہ ڈالتا ہوں تو اندر آپ کو اور مجھے (حضرت مجدد قدس سرہٗ کو) دیکھتا ہوں۔ ہر چند کوشش کرتا ہوں کہ اندر قدم رکھوں لیکن پاؤں میری موافقت نہیں کرتے۔

مکتوب نمبر (۴)

عظیم القدر ماہ مبارک رمضان شریف کے فضائل اور حقیقت محمدیہ علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان میں ـــــ یہ مکتوب بھی اپنے پیر بزرگوار کو لکھا۔

حقیر ترین خادم کی عرضداشت یہ ہے کہ ایک مدت سے بذریعہ خط مبارک اس بلند آستانہ کے خادموں

Marfat.com

کے متعلق بندہ کچھ اطلاع اور واقفیت نہیں رکھتا۔ ہر وقت منتظر ہے۔

ماہ رمضان مبارک کی آمد آمد ہے۔ اس ماہ مبارک کی قرآن مجید کے ساتھ جو تمام کمالات ذاتی اور شیونی کا جامع ہے، اور دائرۂ اصل میں اس طرح داخل ہے کہ ذرہ برابر ظلیت اس کی طرف راہ نہیں پاسکتی۔ اور حقیقت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسّلام اس کا ظل اول ہے، مکمل مناسبت رکھتا ہے۔ اسی مناسبت کی بنا پر اس مقدس کتاب کا نزول اس ماہ مبارک میں واقع ہوا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ۔ رمضان المبارک وہ مہینہ ہے کہ اس میں قرآن حکیم کا نزول ہوا۔

اس بات کا مصداق ہے۔ اور اسی مناسبت کی وجہ سے یہ مہینہ تمام خیرات و برکات کا جامع ہے۔ ہر طرح کی خیر و برکت تمام سال میں جس کسی کو پہنچتی ہے جس راہ سے بھی پہنچتی ہے، اس عظیم القدر ماہ مبارک کی بے نہایت برکات کا ایک قطرہ ہے۔ اگر اس ماہ مبارک میں جمعیت نصیب رہی تو سارا سال جمعیت حاصل رہے گی۔ اور اگر اس ماہ مبارک میں پراگندگی رہی تو سارا سال پراگندگی پیچھا نہیں چھوڑے گی۔ تو کتنا مبارک ہے وہ شخص جس کے پاس یہ مہینہ آیا اور اس سے راضی اور خوش گیا۔ اور خرابی ہے اس شخص کے لیے جس سے یہ مہینہ ناراض گیا اور اس کی برکات و خیرات سے محروم رہا۔ اور اس ماہ مبارک میں قرآن مجید کے ختم کی سنت بھی اسی تعلق کی بنا پر معلوم ہوتی ہے۔ تاکہ تمام اصلی کمالات اور ظلی برکات میسر ہوں۔ تو جس نے ان دونوں کو جمع کر لیا، امید ہے کہ وہ اس کی برکات سے محروم نہیں رہے گا اور اس کی خیرات سے روکا نہیں جائے گا۔

وہ برکات جو اس مبارک مہینے کے ایام سے متعلق ہیں اور ہیں، اور وہ خیرات جو اس کی راتوں سے وابستہ ہیں کچھ اور ہیں۔ اسی راز کے باعث شاید یہ بات ہے کہ جلدی روزہ افطار کرنے کا حکم ہے اور سحری میں تاخیر کرنے کے متعلق وارد ہوا ہے۔ تاکہ دن رات کے دونوں وقتوں کے اجزاء میں امتیاز و فرق حاصل ہو سکے۔ قابلیت اولیٰ جس کا اوپر ذکر ہوا، اور حقیقت محمدیہ علیٰ مظہرہا الصلوات والتسلیمات کہ اس سے عبارت ہے وہ قابلیت ذات نہیں جو صفات سے متصف ہے جیسا کہ بعض لوگوں نے کہا ہے۔ بلکہ عزّ سلطانہٗ کی ذات کی قابلیت مراد ہے جو اعتبار علمی کے ساتھ ملحوظ ہے اور جو تمام کمالات ذاتی اور شیونی سے متعلق ہے۔ یہی حقیقت قرآن مجید کو حاصل ہے۔ باقی رہی اتصاف کی قابلیت جو خانہ صفات سے تعلق رکھتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کے درمیان برزخ اور پردہ ہے۔ یہ دوسرے انبیاء کرام علیٰ نبینا و علیہم الصلوات والتسلیمات کی حقیقت ہے۔ یہی قابلیت بعض اعتبارات کے لحاظ سے جو اس میں پائے جاتے ہیں متعدد حقیقتوں کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ حقیقت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی گو ظلیت رکھتی ہے تاہم صفات کا رنگ اس سے آمیزش

Marfat.com

نہیں رکھتا اور کوئی واسطہ درمیان میں حائل نہیں۔ اور محمدی المشرب جماعت کی حقیقتیں ذات عزّ شانہ کی قابلیات ہیں اعتبار علمی کے ساتھ جو بعض ان کمالات سے متعلق ہے۔ اور محمدی قابلیت ذات واجب تعالیٰ اور ان قابلیات متعددہ کے درمیان برزخ و پردہ ہے۔ اور ان بعض کا حکم اس واسطہ سے ہے کہ ان کا قدم خانہ صفات میں ہے اور بس۔ اور اس خانہ صفات کا نہایت عروج اس قابلیت تک ہے۔ تو ضروری طور پر اس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے۔ اور چونکہ یہ قابلیت انصاف ہرگز مرتفع نہیں ہوسکتی۔ تو ان بعض نے بھی یہ حکم لگا دیا کہ قابلیت محمدی علیٰ مظہرہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ ہمیشہ حائل رہتی ہے۔ ورنہ قابلیت محمدیہ کو علیٰ مظہرہا الصلوٰۃ والسلام جو صرف ایک اعتبار ہے، اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی ذات میں نظر سے ارتفاع ممکن ہے بلکہ اس کا وقوع بھی ہو چکا ہے۔ اور اتصاف کی قابلیت بھی اگرچہ ایک اعتبار ہے۔ لیکن برزخیت کی وجہ سے صفات کا رنگ اختیار کر چکا ہے جو خارج میں زائد وجود کے ساتھ موجود ہیں اور جن کا ارتفاع غیر ممکن ہو چکا ہے۔ لہٰذا ضروری طور پر یہ اتصاف دائماً بیچ میں حائل رہتا ہے۔

اس قسم کے علوم جن کا منشا اصالت اور ظلیت کی جامعیت ہے، بہت وارد اور فائض ہوتے ہیں۔ ان میں سے اکثر کاغذ پر لکھ لیے جاتے ہیں۔ قطبیت کا مقام جو دقیق علوم کا منشا ہے ظلی مقام ہے اور فردیت کا مقام دائرۂ اصل کے معارف کے ورود کا واسطہ ہے۔ ان دو دولتوں (مقام قطبیت اور مقام فردیت) کے حصول کے بغیر ظل اور اصل کے درمیان فرق و امتیاز نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا بعض مشائخ قابلیتِ اُولیٰ کو جسے تعین اول بھی کہتے ہیں ذات سے زائد نہیں مانتے۔ اور اس قابلیت کے شہود کو ہی تجلی ذاتی خیال کرتے ہیں لیکن حق بات وہی ہے جو میں نے بیان کی اور جس کی میں نے وضاحت کر دی ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ حق کو حق ظاہر کرتا ہے اور وہی سیدھے راستے کا ہادی ہے۔

جس رسالے کی تحریر کا بندہ کو حکم ہوا تھا اس کے مکمل کرنے کی توفیق میسر نہیں آسکی اور جتنی لکھ چکا تھا اتنی ہی تحریرات پڑی ہیں۔ پتہ نہیں اس توقف میں خدا تعالیٰ جل سلطانہٗ کی کیا حکمت پوشیدہ ہے۔ زیادہ گستاخی ادب سے دور ہے۔

مکتوب نمبر (۵)

خواجہ برہان الدین کی سفارش کے سلسلہ میں جو آپ کے مخلصوں میں تھے اور کچھ دوسرے حالات کے بیان میں ـــــ یہ مکتوب بھی اپنے پیر بزرگوار کو لکھا۔

کمترین خادم کی عرضداشت یہ ہے کہ حضرات خواجگان نقشبندیہ (قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم) کی طریقت

کے بارے میں لکھ کر ارسالِ خدمت کیا ہے آپ کی نظرِ مبارک سے گزرے گا۔ ابھی مسودہ ہے خواجہ بُرہان آپ کی طرف جلد ہی چل پڑے نقلِ مسودہ کی فرصت نہ مل سکی۔ اس امر کا احتمال ہے بعض دوسرے علوم بھی اس سے لاحق کر دیے جائیں۔ ایک روز رسالہ سلسلۃ الاحرار نظر سے گزرا اور اس کے مطالعہ سے میرے دل شستہ میں گزرا کہ حضرت کی خدمت میں عرض کروں آپ خود اس رسالہ کے علوم کے بارے میں کچھ تحریر فرمائیں یا اس فقیر کو حکم دیں، تاکہ بندہ اس سلسلہ میں کچھ لکھ سکے۔ یہ خیال کافی قوت پکڑ گیا تو اس کے ساتھ ہی اس مسودہ سے متعلق بعض مزید علوم کا فیضان و ورود ہوا۔ بہرحال اس رسالہ کے بعض علوم کی وضاحت ہو سکی۔ اگر اس مسودہ کو تکملہ تصور کر لیں تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ اور اگر بعض مناسب کو منتخب کر کے اس رسالہ سے ملحق کر دیں تو یہ صورت بھی ٹھیک ہے۔ زیادہ جرأت ادب سے دور ہے۔

خواجہ برہان نے اس مدت میں خوب کام کیا ہے اور تیسری سیر سے جو مقامِ جذبہ سے تعلق رکھتی ہے اس سے بھی ان کو حصہ مل چکا ہے۔ صوبہ مالوہ میں معاش کے لحاظ سے ان کا وقت پراگندہ اور مشوش ہو گیا ہے۔ ملازمت کے لیے حاضر ہو رہے ہیں۔ آپ جو حکم بھی فرمائیں گے مبارک ہو گا۔

مکتوب نمبر (۶)

جذبہ اور سلوک کے حصول کے بیان میں، اور جمال و جلال دونوں صفتوں کے ساتھ تربیت پانے اور فنا و بقا اور ان کے متعلقات اور نسبت نقشبندیہ کے فائق اور اعلیٰ ہونے کے بیان میں ـــــ یہ مکتوب بھی اپنے پیر بزرگوار کو لکھا۔

کمترین غلام، احمد کی عرضداشت یہ ہے کہ مرشد علی الاطلاق (اللہ تعالیٰ) جل شانہ، نے آپ کی توجہ کی برکت سے جذبہ اور سلوک دونوں طرح پر (اس ناچیز کی) تربیت فرمائی ہے اور جمال و جلال دونوں صفتوں کی تربیت کے ساتھ نوازا ہے۔ اب جمال عین جلال اور جلال عین جمال ہے۔ رسالہ قدسیہ (مصنفہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) کے بعض حواشی کی اس عبارت کو اپنے مفہوم صریح سے بدل دیا گیا ہے۔ اور ایک موہوم معنی پر حمل کر لیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ عبارت اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے، اس میں تاویل و انحراف کی گنجائش نہیں۔ اور اس تربیت کی علامت یہ ہے کہ مجھے محبت ذاتی سے متحقق کر دیا گیا ہے۔ محبت ذاتی کے ساتھ موصوف ہونے سے قبل اس کا کوئی امکان نہیں ہوتا۔ اور محبت ذاتی فنا کی علامت ہے۔ اور فنا ماسوی اللہ کو بھول جانے کا نام ہے۔ تو جب تک تمام علوم سینہ سے دور نہ ہو جائیں اور انسان جہل مطلق

Marfat.com

سے موصوف نہ ہو جائے فنا سے حصہ نہیں پا سکتا۔ اور یہ حیرت اور جہل دائمی ہے، اس کے زوال کا امکان نہیں۔ اور نہ یہ بات ہے کہ کبھی زائل ہو جائے اور حاصل ہو جائے۔ غایۃ درجہ یہ بات ہے کہ بقا سے پہلے محض جہالت ہوتی ہے اور بقا کے بعد جہالت اور علم دونوں جمع ہو جاتے ہیں۔ عین نادانی میں شعور ہوتا ہے اور عین حیرت میں شہود حاصل ہوا ہوتا ہے۔ اور یہ حق الیقین کا مقام ہے، جہاں علم اور عین ایک دوسرے کے لیے حجاب نہیں ہیں۔ اور وہ علم جو اس جہالت سے پہلے حاصل ہوا ہوتا ہے وہ درجۂ اعتبار سے ساقط ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے اگر علم ہے تو اپنے میں ہے۔ اگر شہود ہے تو وہ بھی اپنے اندر ہے۔ اور اگر معرفت یا حیرت ہے تو وہ بھی اپنے ہی اندر ہے۔ جب تک نظر باہر ہے بے نتیجہ ہے۔ اگرچہ اپنے اندر ہی نظر ہو اِدھر اُدھر سے نظر کو بالکل منقطع کرنا ضروری ہے۔ حضرت خواجہ بزرگ (خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرّہٗ) فرماتے ہیں کہ اہل اللہ فنا اور بقا کے بعد جو کچھ دیکھتے ہیں اپنے اندر دیکھتے اور جو کچھ پہچانتے ہیں اپنے اندر پہچانتے ہیں۔ ان کو اپنے وجود میں حیرت ہوتی ہے۔ اس سے بھی صریحاً معلوم ہوتا ہے کہ شہود، معرفت اور حیرت، یہ سب چیزیں صرف نفس میں ہیں، باہر کہیں بھی نہیں ہیں۔ جب تک ان تینوں سے باہر ہے چاہے اپنے اندر ہی ہو فنا سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا، تو بقا سے کیسے حصہ پا سکتا ہے۔ فنا اور بقا کا نہایت مرتبہ یہی ہے۔ اور یہ فنا مطلق ہے اور مطلق فنا عام ہے۔ بقا فنا کے اندازے کے مطابق ہوتی ہے۔ لہٰذا بعض اہل اللہ فنا اور بقا سے موصوف ہونے کے باوجود باہر کا بھی مشاہدہ کرتے ہیں۔ لیکن ان حضرات نقشبندیہ قدس سرہم کی نسبت تمام نسبتوں سے فائق ہے ؎

نہ ہر کہ آئینہ دارد سکندری داند ۔۔۔ نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

ہر آئینہ رکھنے والا سکندری کے اسرار و رموز سے واقف نہیں ہوتا۔ اور نہ ہر سر تراشنے والا قلندری ہی جانتا ہے۔

جب اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اکابرین سے صدیوں کے بعد صرف ایک یا دو کو اس نسبت سے مشرف کرتے ہیں تو دوسرے سلاسل میں تو اس نسبت کے حصول کا تناسب بہت ہی کم ہے یہ نسبت دراصل حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرّہٗ کی نسبت ہے۔ اور نسبت کو تمام و کمال تک پہنچانے والے خواجہ خواجگان حضرت خواجہ بہاؤالدین المعروف نقشبند قدس سرہم ہیں۔ اور آپ کے خلفاء میں سے حضرت خواجہ علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ اس دولت سے مشرف ہوئے ہیں ؎

ایں کار دولت است کنوں تاکرا دہند

یہ ایک عظیم دولت ہے۔ اب دیکھیے یہ کسے عطا ہوتی ہے

عجیب بات ہے، پہلے ہر بلا و مصیبت جو واقع ہوتی تھی فرحت و سرور کا باعث تھی۔ اور یہ ناچیز مزید کا مطالبہ کرتا تھا۔ اور جس قدر سامان دنیوی کم ہوتا تھا اس سے خوشی ہوتی تھی اور اسی طرح کی آرزو رکھتا تھا۔ لیکن اب جب کہ پھر عالم اسباب کی طرف لایا گیا ہے، تو نظر اپنے عجز اور اپنی محتاجی پر پڑی۔ اگر تھوڑا سا ضرر لاحق ہوتا ہے تو فوراً ہی ایک درجہ غم و حزن محسوس ہوتا ہے، اگرچہ وہ جلد زائل بھی ہوتا ہے اور اس کا کچھ اثر باقی نہیں رہتا۔ اسی طرح پہلے جب بارگاہِ الٰہی میں دفع بلا و مصیبت کے لیے دعا کرتا تھا تو اس سے مقصود اس کا رفع اور ازالہ نہیں ہوتا تھا، بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم اُدْعُوْنِیْ کی بجا آوری مقصود ہوتی تھی۔ لیکن اب دعا سے مصائب و بلیات کا رفع مقصود ہوتا ہے اور وہ خوف و غم جو زائل ہو چکا تھا واپس لوٹ آیا ہے۔ اور معلوم ہوا ہے کہ یہ سب کچھ سُکر کی وجہ سے تھا۔ حالت صحو میں جس طرح عوام الناس کو خوف، غم، عجز، محتاجی اور خوشی کے عوارض لاحق ہوتے ہیں اسی طرح اس بندہ خدا کو بھی ہوتے ہیں۔ ابتدا میں بھی جب دعا سے مقصود دفع بلا و مصیبت نہیں تھی، دل کو یہ بات اچھی نہیں لگتی تھی، لیکن غلبہ حال کے باعث دل میں یہ بات گزرتی تھی کہ انبیاء کرام کی دعائیں بھی حصول مراد کے لیے نہیں ہوتی تھیں۔ اب جبکہ اس حالت سے مشرف کیا گیا ہے اور معاملہ کی اصل حقیقت واضح کر دی گئی ہے تو پتہ چلا ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں عجز و محتاجی، خوف و غم کے تحت تھیں، صرف حکم کی بجا آوری مقصود نہ تھی۔

بعض باتیں جو وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتی رہتی ہیں اُن کے پیش خدمت کرنے کی گستاخی کر جاتا ہوں۔

مکتوب نمبر (۷)

اپنے بعض عجیب و غریب حالات اور ضروری امور کے استفسار کے بیان میں
یہ مکتوب بھی اپنے پیر بزرگوار کی خدمت میں لکھا۔

کمترین غلام، احمد کی عرضداشت یہ ہے کہ وہ مقام جو عرش سے اوپر تھا، یہ ناچیز اپنی روح کو بطریق عروج اس مقام میں پاتا تھا۔ اور وہ مقام حضرت خواجہ بزرگ (خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرّہٗ) کے ساتھ خاص تھا۔ ایک زمانہ کے بعد اپنے بدن عنصری کو بھی اسی مقام میں پایا۔ اور اس وقت خیال میں یوں گزرا کہ تمام عالم عنصریات و فلکیات نیچے کو چلا گیا ہے اور اس کا کوئی نام و نشان باقی نہیں رہا۔ اور جبکہ اس مقام میں صرف بعض اکابر اولیاء تھے۔ اب تمام عالم کو اپنے سمیت اس مقام میں پا کر حیرت ہوتی ہے کہ

Marfat.com

مکمل بیگانگی کے باوجود اپنے آپ کو ان کے ساتھ پاتا ہے۔ الغرض وہ حالت جو کبھی کبھی رونما ہوتی تھی اور اس میں بندہ نہ اپنے آپ کو دیکھتا تھا نہ جہان کو۔ نہ نظر سے کچھ دیکھتا تھا اور نہ علم میں کوئی چیز تھی۔ وہ حالت اب دائمی ہو چکی ہے، اور خلقت عالم کا وجود دید و دانش سے باہر ہو چکا ہے۔

اس کے بعد اس مقام میں ایک بلند محل ظاہر ہوا کہ اس کو سیڑھیاں لگی ہوئی ہیں۔ بندہ ان سیڑھیوں سے باہر آیا۔ اس کے بعد وہ مقام بھی باقی جہان کی مانند آہستہ آہستہ لحہ بہ لحہ نیچے چلا گیا، اور فقیر نے اپنے آپ کو بلندی پر پایا۔ بندہ اتفاق سے تحیۃ الوضو کے نفل ادا کر رہا تھا کہ ایک بہت ہی اونچا مقام نمایاں ہوا اور چار اکابر نقشبندیہ کو اس مقام میں دیکھا۔ اور دوسرے مشائخ بھی جیسے سید الطائفہ جنید بغدادی وغیرہ کو اس مقام میں پایا۔ اور بعض دوسرے مشائخ اس سے اوپر کے مقام میں ہیں۔ لیکن ان کے پائے پکڑے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور بعض نیچے ہیں اپنے اپنے درجات کے مطابق۔ اور اپنے آپ کو ان سے بہت دور پایا۔ بلکہ ان سے کچھ نسبت ہی نہ دیکھی۔ اس واقعہ سے سخت پریشانی اور اضطراب ہوا۔ قریب تھا کہ دیوانہ ہو جاؤں۔ اور غم و غصہ کی زیادتی سے جسم کو ہی خالی کر دے۔ کچھ وقت ایسے ہی گزرا۔ آخر آپ کی توجہات سے اپنے آپ کو بھی اس مقام کے مناسب پایا۔ پہلے میرا سر اس مقام کے برابر ہوا۔ پھر بتدریج اوپر بلند ہو نا گیا اور اس مقام بلند میں بیٹھ گیا۔ توجہ کے بعد یوں دل میں گزرا کہ وہ مقام تکمیل تام کا مقام ہے۔ کہ تمام سلوک طے کرنے کے بعد اس مقام پر پہنچتے ہیں۔ سلوک پورا نہ کرنے والے مجذوب سالک کو اس مقام سے حصہ نہیں مل سکتا۔ اور اس وقت یہ بھی خیال میں گزرا کہ اس مقام پر پہنچنا اس واقعہ کے نتائج سے ہے جو حضور کی خدمت میں رہنے کے زمانہ میں دیکھا تھا۔ اور خدمت اقدس میں عرض بھی کیا تھا کہ حضرت امیر (علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ) تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تجھے آسمانوں کا علم سکھانے آیا ہوں۔ جب خوب توجہ سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ تمام خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے یہ مقام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خاص ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

دوسری بات یہ ظاہر ہوئی کہ بُرے اخلاق و عادات ہر گھڑی مجھ سے الگ ہو رہے ہیں۔ بعض اوقات یوں خیال گزرتا ہے کہ سب الگ ہو گئے ہیں۔ اور دوسرے وقت ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی اور شئے ظاہر ہوئی ہے اور وہ بھی الگ ہو گئی ہے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ بعض امراض اور شدائد کو دور کرنے کی غرض سے توجہ کرنے کے لیے کیا یہ شرط ہے کہ مرضی خدا تعالیٰ معلوم ہو کہ اس معاملہ میں توجہ چاہیے یا نہ چاہیے؟ یا یہ شرط نہیں؟ رشحات کی ظاہر عبارت سے جو حضرت خواجہ (عبید اللہ الاحرار) سے نقل کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ پیشگی جاننا شرط

Marfat.com

نہیں۔ لہٰذا اس مسئلہ میں آپ کا کیا ارشاد ہے۔ حالانکہ مجھے توجہ کرنا اچھا بھی نہیں لگتا۔

تیسری گزارش یہ ہے کہ طالبوں کو حضور میسر آ جانے کے بعد ذکر سے روک دینا اور حضور کی نگہداشت کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اور پھر وہ کونسا مرتبہ حضور ہے جس میں ذکر نہیں کرتے۔ لیکن بعض ایسے بھی ہیں جو اوّل سے آخر تک ذکر میں مصروف رہتے ہیں اور انہیں ذکر سے کسی وقت بھی نہیں روکا گیا۔ اور اپنا کام نہایت کے قریب پہنچا چکے ہیں۔ اصل حقیقت کیا ہے؟ اس بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟

چوتھی گزارش یہ ہے کہ حضرت خواجہ (عبید اللہ احرار قدس سرہٗ) نے اپنے ملفوظات میں فرمایا ہے کہ آخر میں بھی ذکر کا حکم دیا جاتا ہے۔ کیونکہ بعض مقاصد ایسے ہیں کہ وہ اس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے۔ ان مقاصد کا تعین فرمایا جائے۔

خدمت اقدس میں پانچویں گزارش یہ ہے کہ بعض طالب طریقہ نقشبندیہ کی تعلیم کی طلب کا اظہار کرتے ہیں لیکن غذا میں احتیاط سے کام نہیں لیتے۔ لیکن اس بے احتیاطی کے باوجود حضور قلب اور قدرے استغراق پیدا کر لیتے ہیں۔ اور غذا کے متعلق تاکید سے کام لیا جائے تو سستی اور کاہلی کے باعث بالکلیہ طریقہ ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں کیا حکم ہے؟ اور کچھ ایسے بھی ہیں جو ارادت کے ساتھ اس سلسلہ سے صرف اتصال چاہتے ہیں، ذکر کی تعلیم نہیں چاہتے۔ کیا اس قسم کا اتصال جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اس کا کیا طریقہ ہے؟ اس سے زیادہ طویل سلسلۂ کلام گستاخی اور بے ادبی ہے۔

مکتوب نمبر (۸)

ان حالات کے بیان میں جو بقا اور صحو سے تعلق رکھتے ہیں —— یہ مکتوب بھی اپنے پیر بزرگوار کو لکھا۔

کمترین غلام، احمد کی عرضداشت یہ ہے کہ جب سے مجھے صحو میں لائے ہیں اور بقا سے نوازا ہے علوم غریبہ اور معارف نادرہ غیر متعارفہ مسلسل اور لگاتار فائض اور وارد ہو رہے ہیں۔ ان میں سے اکثر کے بیان اور ان کی مستعمل اصطلاح سے موافقت نہیں رکھتے۔ جو کچھ مسئلہ وحدت وجود اور اس کے متعلقات کے بارے میں کہا گیا ہے، مجھے اوّل حال ہی میں اس سے مشرف کر دیا گیا ہے۔ اور کثرت میں وحدت کا مشاہدہ میسر آ چکا ہے۔ پھر اس مقام سے کئی درجے بلند مجھے ترقی عطا فرمائی گئی ہے۔ اور اس ضمن میں انواع و اقسام کے علوم عطا فرمائے گئے ہیں۔ ان مقامات و معارف کی صریحاً تصدیق قوم کے

کلام میں نہیں پائی جاتی۔ اجمالی اشارات و رموز بعض بزرگوں کے کلام مبارک میں پائے جاتے ہیں لیکن ان علوم و معارف کی صحت کا گواہ حال یہ ہے کہ علوم و معارف ظاہر شریعت، اجماع علماء اہل سنت کے بالکل موافق و مطابق ہیں، روش شریعت کے ظاہر سے ذرہ بھی مخالفت نہیں رکھتے، اور حکماء اور اصول عقلیہ سے کوئی مناسبت نہیں رکھتے۔ بلکہ علماء اسلام میں وہ جماعت جو اصول اسلام میں مخالفت رکھتی ہے ان کے اصولوں سے بھی ان علوم کی کوئی موافقت نہیں۔

یہ بھی انکشاف ہوا ہے کہ استطاعت فعل کے ساتھ ہوتی ہے۔ فعل سے قبل انسان قدرت نہیں رکھتا قدرت فعل کے ساتھ بخشتے ہیں اور احکام شریعت کی تکلیف اسباب اور اعضاء کی سلامتی پر دیتے ہیں جیسا کہ علماء اہل السنۃ نے اس کی تحقیق کی ہے۔ اور فقیر اس مقام میں اپنے آپ کو حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ کے قدم مبارک پر پاتا ہے۔ آپ اسی مقام میں تھے۔ اور حضرت علاءالدین رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اس مقام سے حصہ ملا ہے۔ اس سلسلہ عالیہ کے بزرگوں میں سے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس اللہ سرہ الاقدس اور پہلے مشائخ میں سے حضرت معروف کرخی، امام داؤد طائی، حضرت خواجہ حسن بصری اور حضرت حبیب عجمی قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم المقدسہ بھی اسی مقام میں تھے۔

ان سب مقامات اور علوم و معارف کا حاصل و خلاصہ بعد اور بیگانگی ہے۔ علاج معالجہ سے کام گزر چکا ہے۔ جب تک پردے لٹکے ہوئے تھے انہیں اٹھانے کے لیے سعی اور اہتمام کی گنجائش تھی، اس وقت تو اس کی بزرگی اس کا حجاب ہے

فَلَا طَبِیْبَ لَهَا وَلَا رَاقِیْ !

اب نہ تو اس کا کوئی معالج ہے اور نہ جھاڑ پھونک کرنے والا۔

مگر نہایت ہی عجیب معاملہ ہے کہ کمال بے مناسبتی اور بیگانگی کا نام وصل و اتصال رکھا ہوا ہے۔ وہی کتاب یوسف زلیخا کا ایک بیت مناسب حال ہے ؎

درافگندہ دف ایں آوازہ از دوست
کزو بر دست دف کو باں بود پوست

دف نے دوست کی طرف سے آواز بلند کر رکھی ہے۔ مگر اس دوست کی طرف سے دف بجانے والوں کے ہاتھوں میں سوائے ہاتھ کے پوست اور چمڑے کے اور کوئی شے نہیں۔

شہود کہاں ہے، شاہد کون ہے، اور مشہود کیا ہے ؎ ع

"خلق را روے کے نماید او" (وہ مخلوق کو کب چہرہ دکھاتا ہے)

Marfat.com

ما للتراب ورب الارباب   یعنی "چہ نسبت خاک را با عالم پاک"

فقیر خود کو بندۂ مخلوق بے قدرت تصور کرتا ہے اور اسی طرح تمام جہان کو۔ خالق اور قادر اللہ تعالیٰ ہی کو جانتا اور مانتا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی نسبت ثابت نہیں کرتا۔ ماسوا اللہ کو اس کا عین اور مرأۃ بننے کی کہاں گنجائش ہے ع

در کدام آئینہ در آید او
وہ کس آئینہ میں آسکتا ہے

فرقہ صحیحہ اہل سنت وجماعت کے علماء ظاہر اگر بعض اعمال میں کوتاہی کر جاتے ہیں لیکن ذات وصفات سے متعلق ان کے عقائد کی درستی کا جمال اس قدر نورانیت رکھتا ہے کہ ان کی کوتاہی اس نورانیت کے آگے مضمحل اور ناچیز ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس بعض صوفی ریاضات ومجاہدات کے باوجود چوں کہ ذات وصفات سے متعلقہ عقائد میں وہ درستی نہیں رکھتے تو علماء ظاہر جیسا جمال ونورانیت بھی نہیں رکھتے۔ علماء کرام اور دینی طلبہ کے ساتھ بہت محبت پیدا ہو چکی ہے۔ ان کی روش بہت اچھی لگتی ہے۔ فقیر آرزو کرتا ہے کہ علماء اور طلبہ علوم کے گروہ میں بیٹھا ہو اور (اصول فقہ کی آخری اور مشہور کتاب) تلویح کے مقدمات اربعہ کا کسی طالب سے تکرار کر رہا ہو۔ نیز (فقہ حنفی کی مشہور کتاب) ہدایہ کا تکرار بھی شروع کر رکھا ہو۔ اور یہ فقیر معیت اور احاطہ علمی کے مسئلہ میں علماء کے ساتھ شریک ہے۔

اسی طرح یہ فقیر حق سبحانہ وتعالیٰ کو نہ عین عالم جانتا ہے اور نہ عالم سے متصل، نہ عالم سے منفصل اور نہ عالم کے ساتھ اور نہ اس سے جدا، اور نہ محیط اور نہ سرایت کیے ہوئے ہے۔ اور تمام ممکن اشیاء یا ان کی صفات اور ان کے افعال کو مخلوق جانتا ہے اور یہ اعتقاد نہیں رکھتا کہ ممکنات کی صفات اس کی صفات ہیں، اور ان کے افعال اس کے افعال ہیں۔ بلکہ ہر شے کے افعال میں اسی ذات واحد کی قدرت کو مؤثر جانتا ہے ممکنات کی قدرت میں فی الحقیقۃ اثر نہیں جانتا۔ جیسا کہ حکماء اور متکلمین کا مذہب ہے۔

اسی طرح سات صفات حقیقیہ واجب تعالیٰ کو موجود جانتا ہے، اور حق سبحانہ وتعالیٰ کو ہر شے کا ارادہ کرنے والا جانتا ہے۔ اور قدرت بمعنی صحت فعل اور ترک فعل بالیقین تصور کرتا ہے۔ قدرت بمعنی

ان شاء فعل وان لم یشاء لم یفعل   اگر چاہے کرے، اگر نہ چاہے نہ کرے

نہیں مانتا۔ کیونکہ جملہ شرطیہ ثانیہ ممتنع ہے۔ جیسا کہ بعض حکماء اور صوفیہ مانتے ہیں۔ کیونکہ اس معنی سے واجب تعالیٰ پر وجوب لازم آتا ہے۔ اور یہ لزوم تسلیم کرنا حکماء کے اصولوں کے موافق ہے۔ اور قضاء وقدر کے مسئلے کو علماء کے طور پر مانتا ہے۔ تو مالک کو اس بات کا کامل اختیار ہے کہ اپنی ملک میں جس طرح

چاہے تصرف کرے۔ اور قابلیت اور استعداد کا کچھ دخل نہیں مانتا۔ کیونکہ اس سے بھی وجوب لازم آتا ہے۔ اور وہ سبحانہٗ وتعالیٰ مختار ہے' جیسا چاہے کرے۔ اسی طرح اور سب باتیں۔ چونکہ ان حالات کا عرض کرنا ضروری امور میں سے ہے' اس لیے ان کے عرض کرنے کی جرأت اور گستاخی کی ہے۔ ع

بندہ باید کہ حدِ خود داند

بندے کو چاہیے کہ اپنی حد کے اندر رہے

مکتوب نمبر (۹)

ان حالات کے بیان میں جو نیچے آنے کے مقام سے تعلق رکھتے ہیں۔

یہ مکتوب بھی اپنے پیر بزرگوار کی خدمت میں لکھا۔

بدقسمت' سیاہ رُو' کوتاہی میں مبتلا' بدخو' وقت وحال کے مغرور اور وصل وکمال کے فریب خوردہ کی عرضداشت' جس کا ہر کام مولیٰ کریم کی نافرمانی ہے۔ اور اس کا سارا عمل عزیمت اور اولیٰ کا ترک ہے اپنے ظاہر کو آراستہ کر رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی نظارہ گاہ باطن کو خراب اور ویران کر رکھا ہے۔ اس کی ہمت نے ظاہر آرائی پر ہی کفایت کر رکھی ہے اور باطن ہمیشہ اس راستے سے رسوائی میں مبتلا ہے۔ اس کا قال حال کے منافی ہے' اور حال خواب وخیال پر مبنی ہے۔ اس خواب وخیالی سے کیا حاصل ہو سکتا ہے اور ایسے قال و حال سے کیا عقدہ کشائی ہو سکتی ہے۔ بے نصیبی اور خسارہ نقدِ وقت ہے۔ غباوت وضلالت ہاتھ میں ہے فساد وشرارت کا مبداء اور ظلم ومعصیت کا منشا ہے۔ مختصر یہ کہ مجسمۂ عیوب اور مجمع ذنوب ہے۔ اس کی نیکیاں لعنت ورَدّ اور اس کی حسنات طعن ودفع کر دینے کے لائق ہیں۔

رُبَّ قَارِیِّ الْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ يَلْعَنُهٗ	بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔

حدیث کا یہ مضمون اس کے حق میں گواہ عادل ہے۔

وَكَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الظَّمَاءُ وَالْجُوْعُ۔	کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں جنہیں روزہ سے سوا پیاس اور بھوک کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

اس حدیث کا مضمون بھی اس کے حال پر شاہد صادق ہے۔ تو اس شخص پر افسوس جس کا یہ حال ہو' اور یہ مرتبہ در یہ کمال اور یہ درجہ ہو۔ اس کا استغفار کرنا بھی اس کے گناہوں کی طرح گناہ ہے' بلکہ ان سے بدتر ہے اور

Marfat.com

اس کی توبہ اس کے دوسرے معاصی کی طرح سراسر معصیت ہے۔ بلکہ ان سے قبیح تر۔ قبیح جو فعل کرتا ہے وہ بھی قبیح ہوتا ہے۔ ناچیز اس کا مصداق بن چکا ہے۔ ع

زگندم جو ز جو گندم نیاید

گندم سے جو اور جو سے گندم حاصل نہیں ہو سکتی

اس ناکارہ کا مرض ذاتی ہے، علاج پذیر نہیں، اور اس کی بیماری اصلی (پختہ) ہے۔ علاج کو قبول نہیں کرتی۔ جو چیز خلقت اور ذات میں داخل ہو وہ اس سے جدا نہیں ہو سکتی۔ ع

سیاہی از حبشی کے رود کہ خود رنگ است

حبشی سے سیاہی دور نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ اس کا طبعی رنگ ہے

کیا کیا جائے۔ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا بلکہ لوگ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

ان سب خرابیوں کے باوجود اتنی بات ضرور ہے کہ خیر محض کے ساتھ ساتھ شر محض بھی چاہیے تاکہ خیر کی حقیقت واضح ہو سکے۔ اشیاء ضد سے پہچانی جاتی ہیں۔ خیر و کمال کے ساتھ شر و نقص بھی چاہیے حسن و جمال کے لیے آئینہ درکار ہے، اور آئینہ شے کے مقابل ہوتا ہے۔ لہٰذا خیر کے لیے شر اور کمال کے لیے نقص کا آئینہ ضروری ہے۔ تو ہر وہ شے جس میں نقص و شرارت زیادہ ہو گی وہ خیر و کمال کی نمائندگی بھی زیادہ کرے گی۔ عجیب کاروبار ہے کہ ذم نے مدح کے معنی پیدا کر دیے اور یہ شرارت و نقصان خیر و کمال کا محل بن گیا۔ اسی وجہ سے مقام عبدیت تمام مقامات سے بلند ہے۔ کیونکہ یہ معنی مقام عبدیت میں اتم و اکمل ہے۔ محبوبوں کو ہی اس مقام سے مشرف کرتے ہیں، اور محب ذوق شہود سے لذت لیتے ہیں۔ بندگی میں لذت اور اس سے اُنس محبوبوں کے ساتھ خاص ہے۔ محبّوں کا اُنس محبوب کے مشاہدہ سے ہے، مگر محبوبوں کو محبوب کی بندگی میں اُنس نصیب ہوتا ہے۔ اس اُنس میں سے اُس دولت روید تصور تک پہنچاتے ہیں اور اس نعمت سے سرفراز فرماتے ہیں۔ اس میدان میں یکہ دوڑانے والے شہسوار سرور دنیا و دین اور سید اوّلین و آخرین حبیب ربّ العالمین ہیں علیہ من الصلوات اتمہا ومن التحیات اکملہا۔ آپ کے علاوہ جسے چاہتے ہیں کہ اپنے فضل سے نوازیں تو اسے یہ دولت حضور کی کمال متابعت کی برکت سے عطا کرتے ہیں۔ اس کمال سے اسے موصوف کر دیتے ہیں اور اس متابعت کے ذریعہ بلند مقام تک پہنچا دیتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ افضل عظیم کا مالک ہے۔ (صوفی میں کمال شر کے پائے جانے سے مراد) شر و نقص کا علم ذوقی ہے۔ یہ مراد نہیں کہ وہ شر و نقص سے متصف بھی ہوتا ہے۔ اس علم والا متخلق باخلاق اللہ ہوتا ہے۔ یہ علم ذوقی بھی اُس

Marfat.com

تخلق کے ثمرات میں سے ہے۔ ورنہ شرارت ونقص کی وہاں کیا گنجائش ہے۔ اس سے صرف علمی تعلق ہوتا ہے۔ یہ علم خیر محض کے شہودِ تام کے واسطہ سے ہے۔ جو اس تمام خیر کے پہلو میں شر محض دکھائی دیتا ہے۔ اور یہ نفس مطمئنہ کے اپنے مقام پر نیچے اُتر آنے کے بعد ہوتا ہے' اسے یاد رکھو۔ ایسا شخص جب تک اپنے آپ کو زمین پر نہیں مارے گا اور اس کا کام یہاں تک نہیں پہنچے گا۔ اپنے مالک و مولیٰ جل شانہٗ کے کمال سے بے نصیب رہے گا۔ تو وہ شخص کیونکر بے نصیب نہیں رہے گا جو اپنے آپ کو عین مولیٰ خیال کرے اور اپنی صفات کو اس کی صفات تصور کرے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے۔ یہ تو اسماء وصفات واجب تعالیٰ میں کج روی کا راستہ ہے۔ اس عقیدہ کے لوگ

وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ — ان لوگوں سے الگ رہو جو اس کے ناموں میں الحاد کی راہ چلتے ہیں۔

میں داخل ہیں۔ یہ بات نہیں ہے کہ ہر وہ شخص جس کا جذبہ اس کے سلوک سے مقدم ہے وہ محبوبوں میں سے ہے۔ ہاں اتنی بات ہے کہ محبوبیت کے لیے جذبے کا مقدم ہونا شرط ہے۔ اور یہ بات بھی ہے کہ ہر جذبہ میں محبوبیت کے کچھ معنی پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ جذب محبوبیت کے بغیر نہیں ہو سکتا لیکن اس قسم کی محبوبیت عارضی ہے' ذاتی نہیں۔ محبوبیت ذاتی بلا علت ہے۔ جس طرح ہر منتہی کو آخر کار جذبہ میسر آجاتا ہے۔ لیکن یہ محبوں کے زمرہ میں ہی رہتا ہے (محبوبین کے زمرہ میں شامل نہیں ہو سکتا) عارضی طور پر اس میں محبوبیت کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور محبوبیت ذاتی کے لیے یہ معنی کافی نہیں۔ اور وہ معنی عارضی تزکیہ اور تصفیہ ہے۔ بعض مبتدی حضرات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کے باعث اگرچہ بعض امور میں ہی اتباع ہو کسی حد تک اس معنی کو حاصل کر لیتے ہیں۔ بلکہ منتہی میں بھی اتباع ہی کا ہونا ضروری ہے اور بس۔ محبوبوں میں اس معنی (محبوبیت ذاتی فضلی) کا ظہور بھی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی اتباع سے وابستہ ہے۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ وہ معنی ذاتی بھی آپ کے ساتھ مناسبت ذاتی اور اس اسم کی بنا پر ہے جو اس کا رب ہے۔ اور اس اسم کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسم کے ساتھ مناسبت کی بنا پر ہے جو آپ کا رب ہے۔ اس وجہ سے یہ خصوصیت اس میں پیدا ہوئی ہے۔ اور وہاں سے یہ سعادت حاصل کی ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔ واللہ یحق الحق وھو یھدی السبیل۔

مکتوب نمبر (۱۰)

قُرب و بُعد کے حصول اور فِراق و وَصل بمعنی غیر مشہور اور اس سے مناسب بعض علوم کے بیان میں ـــــ یہ خط بھی اپنے پیر بزرگوار کی خدمت میں لکھا۔

حقیر ترین خادم کی عرضداشت یہ ہے کہ ایک مدت سے اس بلند آستانہ کے خادموں کے حالات سے کوئی اطلاع نہیں رکھتا۔ منتظر ہے ؎

عجبے نیست اگر زندہ شود جان عــزیز
چوں ازاں یار جدا ماندہ پیامے برسد

کوئی عجب نہیں کہ اگر جان عزیز زندہ ہو جائے جب اس جدا شدہ دوست کا پیغام پہنچے۔

بندہ جانتا ہے کہ حاضر درگاہ ہونے کی دولت و نعمت کے لائق نہیں۔ ع

ایں بسکہ رسد ز دور بانگِ جرسم

یہ کافی ہے کہ دور ہی سے جرس (گھنٹی) کی آواز آتی رہے

عجیب کاروبار ہے۔ نہایت بُعد کا نام قرب رکھا ہوا ہے' اور غایت فراق کو وصل و ملاقات کہا جاتا ہے۔ گویا فی الحقیقت اس کے ضمن میں قرب و وصال کی نفی کی طرف اشارہ ہے ؎

کیف الوصول الی سعاد و دونہا
قلل الجبال و دونھن خیوف

سعاد (معشوقہ) کا وصل کیسے نصیب ہو سکتا ہے۔ حالانکہ میرے اور اس کے درمیان پہاڑوں کی بلند چوٹیاں اور ان چوٹیوں تک پہنچنے سے پہلے دشوار گزار نشیب و فراز واقع ہیں۔ تو حزن ابدی اور فکر دائمی دامنگیر ہو چکا ہے۔

مراد کو بھی آخر الامر مرید کے ارادہ سے مرید ہونا پڑتا ہے۔ اور محبوب کو بھی محب کی محبت میں محب بننا پڑتا ہے۔ دین و دنیا کے سردار علیہ من الصلوات اکملہا و من التحیات افضلہا مرادیت اور محبوبیت کے مقام کے باوجود محبین اور مریدین میں سے تھے۔ اسی لیے آپ کے حال کی یوں خبر آئی ہے کہ:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متواصل الحزن دائم الفکر	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ غمگین اور متفکر رہتے تھے۔

Marfat.com

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمایا:

مَا اُوْذِیَ نَبِیٌّ مِثْلَ مَا اُوْذِیْتُ — کسی نبی کو اتنی اذیت نہیں پہنچائی گئی جتنی مجھے پہنچائی گئی ہے۔

محب لوگ تو محبت کا بوجھ اُٹھا سکتے ہیں۔ محبوبوں کے لیے اس بوجھ کا اٹھانا دشوار ہے۔ یہ قصہ بڑا دراز ہے۔ ع

قصۃ العشق لا انفصام لہا

قصہ عشق ختم نہیں ہو سکتا

اس عرضداشت کا حاصل وخلاصہ یہ ہے کہ شیخ اللہ بخش قدرے جذب ومحبت رکھتا ہے مجبور کر کے یہ چند کلمات آپ کے خادموں کی طرف لکھوائے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ ملازمت کا شوق ظاہر کر کے ان حدود کی طرف متوجہ ہوا ہے۔ اول کچھ مخصوص ارادوں کا اظہار کیا مگر میری طرف سے ان کے متعلق عدم دلچسپی محسوس کر کے اب صرف ملاقات پر راضی ہو گیا ہے۔ اور یہ چند کلمات لکھوائے۔ زیادہ گستاخی ادب سے دور ہے۔

مکتوب نمبر (۱۱)

بعض مکاشفات، اپنے قصور دیکھنے کے مقام کے حصول اور تمام اعمال واقوال میں اپنے آپ کو عیب ناک جاننے اور شیخ ابو سعید ابوالخیر کے اس کلام "عین ملی ماند اشہ کجا ماند" کے راز کے ظاہر ہونے اور بعض دوستوں کے حالات کے بیان میں —— یہ مکتوب بھی اپنے پیر بزرگوار کو لکھا۔

کمترین غلام، احمد کی عرضداشت یہ ہے کہ جس مقام میں ناچیز نے اپنے آپ کو پہلے دیکھا تھا آپ کے حکم عالی کے مطابق جب دوبارہ اس کا ملاحظہ کیا تو خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عبور اس مقام میں دکھائی دیا۔ مگر چونکہ اس مقام میں قیام واستقرار نہ تھا اس وجہ سے پہلی دفعہ نظر نہ پڑے۔ جس طرح ائمہ اہل بیت میں سے سوائے امامین کریمین اور امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اس میں استقرار نہ رکھتے تھے۔

اور وہ جو پہلی دفعہ اپنے آپ کو اس مقام کے مناسب نہ پایا، یہ بے مناسبتی دو طرح کی ہے۔

ایک تو یہ کہ طریقوں میں سے کسی طریقہ کے ظاہر نہ ہونے کی وجہ سے بے مناسبتی طاری ہوتی ہے۔

جب اس طرف راستہ دکھا دیتے ہیں تو وہ بے مناسبتی ایک طرف کو ہٹ جاتی ہے۔

دوسری قسم وہ ہے جسے بے مناسبتی مطلق کہتے ہیں۔ یہ کسی طرح بھی قابلِ زوال نہیں ہے۔ اور وہ راستے جو اس مقام تک پہنچاتے ہیں صرف دو ہیں۔ تیسرا کوئی راستہ نہیں۔ یعنی نظر میں ان دو طریقوں کے علاوہ اور کوئی طریقہ ظاہر نہیں ہوتا۔

ایک تو اپنے نقص اور قصور کو دیکھنا اور خیرات اور نیک کاموں میں اپنے آپ کو متہم اور عیب ناک تصور کرنا ہے۔

دوسرا اس شیخ کامل مکمل مجذوب کی صحبت ہے جس نے سلوک مکمل کر لیا ہو۔

حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ کی عنایت و مہربانی کی طفیل پہلا راستہ بقدرِ استعداد عنایت فرما دیا ہے۔ چنانچہ کوئی عمل اعمالِ خیر میں سے واقع نہیں ہوتا مگر ناچیز اپنے آپ کو اس میں متہم اور عیب ناک تصور کرتا ہے۔ جب تک کسی طرح سے اپنے آپ پر تہمت اور عیب نہیں رکھتا بے قرار اور بے آرام رہتا ہے۔ اپنے خیال میں یہ جانتا ہے کہ اپنے سے کوئی بھی ایسا عمل صادر نہیں ہوتا جو نیکیاں لکھنے والے فرشتوں کے لکھنے کے قابل ہو۔ اور ایسا جانتا ہے کہ نیکیوں کا اعمال نامہ اعمالِ خیر سے خالی ہے، اور انھیں لکھنے والے کراماً کاتبین معطل اور بے کار ہیں۔ خدائے جل وعلا کے لائق ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور جو کچھ جہان میں ہے، حتیٰ کہ کافر فرنگ اور ملحد زندیق، سب کو اپنے سے کئی اعتبار سے بہتر جانتا ہے اور ان سب سے بدترین خیال کرتا ہے۔ اور جذبے کی جہت سے اگرچہ سیر الی اللہ مکمل اور تمام ہو چکی ہے لیکن اس کے بعض لوازم اور توابع باقی تھے جو اس فنا کے ضمن میں جو سیر فی اللہ کے مرکز کے مقام میں واقع ہوئی ہے تمام اور مکمل ہو گئے ہیں۔ اور اس فنا کے حالات اس سے پہلی عرضداشت میں تفصیلاً لکھ دیے ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے اس فنا کو نہایت کام جو کہا ہے اس سے مراد وہی فنا ہو جو تجلی ذات اور سیر فی اللہ کے تحقق و وجود کے بعد متحقق ہوتی ہے۔ اور ارادے کی فنا بھی اسی فنا کے شعبوں میں سے ہو سے

ہیچکس را تا نگردد او فنا ‏ ‏ ‏ ‏ نیست رہ در بارگاہِ کبریا

کوئی شخص بھی جب تک فنا نہ ہو بارگاہِ خداوندی کی طرف اسے راستہ نہیں مل سکتا۔

اور اس مقام سے مناسبت نہ رکھنے والے دو گروہ بھی نظر میں ہیں:

ایک جماعت اس مقام کی طرف متوجہ اور وصول کے راستے کی متلاشی ہے۔ اور ایک گروہ اس مقام کی طرف کچھ التفات اور توجہ نہیں رکھتا۔ اس مقام تک وصول کے طریقوں میں سے طریقہ دوم

Marfat.com

آپ کی توجہ سے زیادہ ظاہر ہوتا ہے اور مناسبت بھی اسی طریقہ سے محسوس کرتا ہے چونکہ آپ کی جانب سے مامور تھا اس لیے تعمیل حکم کے طور پر بعض امور کے بیان میں جرأت وگستاخی کی ہے۔ ورنہ ؎

من ہماں احمد پارینہ کہ ہستم ہستم

میں وہی پرانا احمد ہوں جو تھا۔

دوسری عرض یہ ہے کہ اس مقام کو دوبارہ ملاحظہ کرنے سے کچھ اور مقامات اوپر نیچے ظاہر ہوئے۔ عاجزی اور شکستگی کے ساتھ توجہ کرنے کے بعد جب اس مقام پر جو مقام سابق سے فوق اور اوپر تھا پہنچا تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ہے۔ اور دوسرے خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی اس مقام سے عبور حاصل ہو چکا ہے۔ اور یہ مقام بھی تکمیل وارشاد کا مقام ہے اسی طرح اوپر دو اور مقام بھی جن کا ابھی ذکر ہوگا۔ اور اس مقام سے اوپر ایک مقام دکھائی دیا جب اس مقام پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا مقام ہے۔ اور دوسرے خلفاء کو بھی اس مقام سے عبور حاصل ہو چکا ہے۔ اور اس مقام سے بھی اوپر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ظاہر ہوا۔ اس مقام تک بھی پہنچنا نصیب ہوا۔ اور مشائخ میں سے حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس کو ہر مقام میں اپنے ساتھ پایا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دوسرے خلفاء کو بھی اس مقام سے عبور واقع ہو چکا ہے۔ فرق صرف عبور اور قیام اور گذرنے اور ٹھہرنے کا ہے۔ اور اس سے اوپر کوئی مقام محسوس نہیں ہوتا سوائے حضرت رسالت مآبیت کے مقام کے علیہ من الصلوات اتمہا ومن التحیات اکملہا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام کے بالکل مقابل ایک اور مقام ظاہر ہوا جو نہایت ہی نورانی تھا۔ ایسا نورانی مقام کبھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام سے کچھ بلند تھا جس طرح چبوترے کو زمین سے قدرے بلند بناتے ہیں۔ اور معلوم ہوا کہ وہ مقام مقام محبوبیت ہے۔ اور یہ مقام رنگین اور منقش تھا میں نے اس کے پرتو سے اپنے آپ کو بھی رنگین اور منقش پایا۔

اس کے بعد اسی کیفیت میں اپنے آپ کو لطیف پایا اور ہوا کی طرح یا قطعہ بادل کی طرح آفاق میں منتشر دیکھا اور بعض کناروں کو گھیرے ہوئے پایا۔ اور حضرت خواجہ بزرگ (شاہ نقشبند بخاری قدس سرہٗ) صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام میں اپنے آپ کو ان کے مقام کے مقابل پاتے ہیں۔ اس کیفیت کے مطابق جو عرض کی گئی ہے۔

دوسری عرض یہ ہے کہ تلقین وارشاد کو ترک کر دینا اچھا نہیں لگتا۔ اور یہ بات اچھی بھی کیسے لگ سکتی

Marfat.com

ہے جس طرح سارا عالم گرداب ضلالت و گمراہی میں غرق ہو رہا ہو۔ ایک شخص اگر اپنے اندر رانہیں نکالنے کی قوت و طاقت رکھتا ہو تو کیسے بری الذمہ تصور کر سکتا ہے۔ اگرچہ دوسرے کاموں کی بھی مشغولیت ہے مگر وعظ و ارشاد میں مشغول رہنا بھی ضروری اور پسندیدہ ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ دوران عمل جو وساوس و خطرات پیش آتے ہیں ان سے توبہ و استغفار لازم رکھے۔ اس شرط کے ملحوظ رکھنے سے رضا کے دائرہ میں داخل ہو سکتا ہے۔ اس شرط کو ملحوظ نہ رکھنے کی صورت میں رضا میں داخل نہیں ہو سکتا بلکہ نیچے تہ میں ہی کھڑا رہتا ہے۔ لیکن حضرت خواجہ نقشبند اور حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہما کے بارے میں اس شرط کے لحاظ کے بغیر ہی پسندیدگی ہے۔ اور اس (مجدد صاحب) کم درجہ حال کا عمل اس شرط کے لحاظ کے بغیر داخل ہوتا ہے اور کبھی نیچے تہ میں کھڑا رہتا ہے۔

ایک اور عرض یہ ہے کہ کتاب نفحات الانس (مصنفہ مولانا جامی قدس سرہٗ) میں حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں آیا ہے کہ "عین نمی ماند اثر کجا ماند" (عین باقی نہیں رہتی تو اثر کیسے باقی رہ سکتا ہے) لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ۔ آتش عشق کسی شے کو باقی نہیں چھوڑتی۔ یہ بات پہلی نظر میں تو مشکل محسوس ہوئی۔ کیونکہ حضرت شیخ محی الدین اور ان کے متبعین اس بات پر ہیں کہ کسی معلوم چیز کا اللہ تعالیٰ کے معلومات میں سے زائل ہو جانا محال ہے۔ ورنہ واجب تعالیٰ کے لیے علم کے بجائے جہل لازم آئے گا۔ اور ذات ہی زائل نہ ہو تو اثر کہاں جائے گا۔ اسی طور پر یہ بات ذہن میں بیٹھی ہوئی تھی۔ حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ کے کلام کے مفہوم کا عقدہ حل نہیں ہو رہا۔ لیکن کامل توجہ کے بعد حق تعالیٰ نے اس کلام کا راز بھی منکشف کر دیا اور یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ نہ ذات رہتی ہے اور نہ اثر۔ اور میں نے اپنے اندر بھی یہی معنی پایا، اور کوئی مشکل باقی نہیں رہی۔ اس معرفت کا مقام بھی دکھائی دیا۔

یہ نہایت ہی بلند مقام ہے جو حضرت شیخ اور ان کے متبعین کے بیان سے بھی اونچا ہے۔ یہ دو باتیں باہم مختلف اور متناقض نہیں بلکہ دونوں الگ الگ جگہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کو تفصیل سے بیان کرنا طوالت اور رنج و ملال کا باعث ہے۔

اور حضرت شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کے دوام اور ہمیشگی کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کا بھی پتہ چلا کہ بات سے کیا مراد ہے اور دوام سے کیا مراد ہے۔ اور اپنے اندر بھی یہ کیفیت دائماً محسوس کرتا ہے۔ اگرچہ یہ بات نوادرات سے ہے۔

ایک گزارش یہ ہے کہ کتاب دیکھنے کو طبیعت بالکل نہیں چاہتی۔ ہاں اکابر کے مقامات و مراتب

Marfat.com

عالیہ اگر کسی جگہ درج ہوں تو انہیں دیکھنے سے طبیعت بہت خوش ہوتی ہے۔ مشائخ متقدمین کے حالات بڑے مرغوب ہیں۔ حقائق و معارف سے متعلق کتابیں علی الخصوص توحید اور تنزلات مراتب سے متعلق مضامین کا مطالعہ نہیں کر سکتا۔ بندہ اپنے آپ کو اس باب میں حضرت شیخ علاؤالدولہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت مناسبت پاتا ہے۔ اور اس مسئلہ میں ذوق و حال کے اندر شیخ مذکور علیہ الرحمۃ سے متفق ہے لیکن اس سلسلہ میں سابق علم اس کام کی طرف اور اس بارہ میں شدت کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ بعض امراض کے دفع کرنے کی توجہ کی گئی اور اس کا اثر بھی ظاہر ہوا۔ اسی طرح بعض فوت شدگان جو عالم برزخ سے تعلق رکھتے ہیں کے حالات بھی ظاہر ہوئے۔ ان کے عالم برزخ کے آلام و شدائد کے رفع کرنے کے لیے توجہ کی گئی۔ لیکن اب توجہ پر قدرت نہیں۔ صورت حال یہ ہے کہ آج کل میں کسی ایک کام پر بھی اپنے آپ کو جمع اور حاضر نہیں کر سکتا۔ لوگوں کی کچھ سختیاں فقیر پر گزری ہیں اور مجھے اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا ہے۔ اور مجھ سے تعلق رکھنے والے بہت سے لوگوں کو ناحق خرابی و بربادی میں ڈالا ہے اور جلاوطن کیا ہے۔ اس کے باوجود دل پر اس سے ذرا سا غبار یا بے چینی تک محسوس نہیں ہوئی۔ دل میں ان کے متعلق برائی کا گزرنا تو بہت دور ہے۔

بعض دوستوں نے اس مقام جذبہ سے شہود و معرفت حاصل کی ہے لیکن اب تک انہوں نے سلوک میں قدم نہیں رکھا۔ ان کے کچھ حالات بھی عرض خدمت کیے ہیں۔ امید ہے کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ جذبہ کے پہلو کی تکمیل کے بعد انہیں دولتِ سلوک سے بھی مشرف کرے گا۔

شیخ نور اسی مقام میں بند ہے۔ نقطۂ فوق تک جو مقام جذبہ سے تعلق رکھتا ہے ابھی تک نہیں پہنچا۔ حرکات و سکنات سے آزار دیتا ہے۔ خرابی اور قباحت کو محسوس نہیں کرتا تو بے اختیار اس کا کام توقف اور رکاوٹ کا شکار رہتا ہے۔ اسی طرح اور بہت سے دوست بھی جو آداب کی رعایت ملحوظ نہیں رکھتے ان کا کام بھی توقف میں پڑا رہتا ہے۔ اس بارے میں حیران ہے کہ میری طرف سے کوئی ارادۂ توقف نہیں، بلکہ ان کی ترقی کا ارادہ ہے۔ بے اختیار کام میں رکاوٹ واقع ہو جاتی ہے۔ ورنہ قرب کا راستہ بہت قریب ہے۔

مولانا مسعود نیچے کے نقطے تک پہنچ چکے ہیں۔ جذبہ کے کام کو انجام تک پہنچا دیا ہے، اور اس مقام کی برزخیت تک پہنچ گئے ہیں، اور فوق کو بھی من وجہٍ نہایت تک لے گئے ہیں۔ پہلے تو صفات کو بلکہ اس نور کو جس کے ساتھ صفات قائم ہیں اپنے سے جدا محسوس کیا اور اپنے آپ کو شیخ فانی پایا پھر صفات کو ذات سے جدا دیکھا اور احدیت کی اس دید کے ذریعے مقام پر پہنچے۔ اب میرے حال اور

Marfat.com

اپنے حال کو اس قدر گم کر چکا ہے کہ نہ احاطہ کا قائل ہے اور نہ معیت کا۔ خیال کو ابطن بطون (مرتبہ وحدت صرفہ) کی طرف متوجہ کر لیا ہے کہ حیرت اور نادانی کے سوا کچھ ہاتھ میں نہیں رکھتا۔

اور سید شاہ حسین بھی مقام جذبہ کے ذریعہ آخری نقطہ تک پہنچ گیا ہے اور ان کا سیر آخری نقطہ تک پہنچ چکا ہے۔ اسی طرح صفات کو ذات سے جدا دیکھا۔ لیکن ذات احد کو ہر جگہ پاتا ہے اور ظہور سے محظوظ ہوتا ہے۔

اسی طرح میاں جعفر بھی آخری نقطہ کے قریب پہنچ چکا ہے اور بہت شوق و ولولہ ظاہر ہوتا ہے۔ یہ بھی شاہ حسین کے قریب ہے۔ دوسرے دوستوں میں بھی فرق و تفاوت ظاہر ہوتا ہے۔

میاں شیخی اور شیخ عیسیٰ اور شیخ کمال جذبہ میں نقطہ فوق تک پہنچ گئے ہیں شیخ کمال بھی نزول کی طرف متوجہ ہے۔ اور شیخ ناگوری بھی نقطہ فوق کے نیچے آچکا ہے لیکن ابھی کافی مسافت در پیش ہے۔ اور اس جگہ کے دوستوں میں سے اس وقت تک آٹھ یا نو بلکہ دس افراد نقطہ فوق کے نیچے آچکے ہیں۔ بعض نقطہ سے واصل ہو چکے ہیں اور نزول کی طرف رُخ کر رہے ہیں۔ اور کچھ قریب ہیں اور کچھ ابھی دور ہیں۔

میاں شیخ مزمل اپنے کو گم پاتا ہے اور صفات کو اصل سے دیکھتا ہے۔ اور مطلق کو تمام جگہوں میں پاتا ہے۔ اور اشیاء کو سراب کی طرح بے اعتبار جانتا ہے۔ بلکہ کچھ بھی نہیں پاتا۔

مولانا محمود کے متعلق ایسا خیال ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اگر لوگوں کو تعلیم دینا شروع کر دیں تو یہ ایک پسندیدہ بات ہے۔ لیکن وہی اجازت جو مقام جذبہ سے مناسبت رکھتی ہے۔ اگرچہ بعض امور ابھی رہتے ہیں ان کا استفادہ اور حصول ہونا چاہیے۔ لیکن اس نے جانے میں جلدی کی' توقف نہ کیا۔ حضور اقدس کی خدمت میں آرہا ہے۔ جو مناسب جانیں اس کا حکم فرما دیں۔ اس کمینہ کے علم میں جو کچھ تھا عرض کر دیا ہے۔ اصل حکم آپ کا ہے۔

خواجہ ضیاء الدین محمد چند روز یہاں رہے۔ قدرے حضور اور جمعیت قلب پیدا کر لی تھی۔ آخر کار اسباب معاش کی قلت کی بنا پر یہاں رہنے میں اپنا خاطر جمع نہ رکھ سکے اور فوج کی ملازمت کی طرف متوجہ ہو گئے۔

مولانا شیر محمد کا لڑکا بھی ملازمت کی طرف میلان رکھتا ہے۔ قدرے حضور جمعیت قلب اسے بھی حاصل ہے۔ بعض رکاوٹوں کے باعث خاص ترقی نہیں کر سکا۔ زیادہ گفتگو گستاخی ہے۔ ع

بندہ باید کہ حد خود داند!

غلام کو اپنی حد کے اندر رہنا چاہیے

اس عرضداشت کے بعد ایک اور کیفیت رونما ہوئی۔ اور ایک حال پیش آیا۔ تحریراً جس کے بیان

Marfat.com

کی گنجائش نہیں ہے۔ اس جگہ ارادے کی فنا متحقق ہوئی۔ جس طرح سابقاً مرادوں سے ارادے کا تعلق برطرف تھا ایسا ہی ہوا۔ مگر اصل ارادہ ابھی باقی تھا جیسا کہ عرضداشت میں عرض کیا جا چکا ہے۔ اب ارادے کی بھی بیخ کنی ہو گئی ہے۔ اب نہ تو کوئی مراد ہے نہ ارادہ۔ اور اس فنا کی صورت بھی دکھائی دی۔ اور بعض علوم جو اس مقام سے مناسبت رکھتے تھے وہ بھی فائض اور وارد ہوئے۔ ان علوم کے دقیق اور مشکل ہونے کے باعث چونکہ انہیں تحریر میں لانا مشکل تھا اس لیے اشہب قلم کی باگ ان علوم سے پھیر لی ہے۔ اس فنا کے تحقق اور علوم عطا کیے جانے کے وقت ایک خاص نظر وحدت سے اوپر بھی پہنچی۔ اگرچہ یہ بات طے شدہ ہے کہ وحدت سے اوپر کوئی نظر نہیں جا سکتی۔ بلکہ اس سے اوپر کوئی نسبت نہیں۔ لیکن بندہ کو جو کچھ پیش آتا ہے عرض خدمت کرتا ہے۔ اور جب تک یقین نہ ہوا لکھنے کی جرأت نہ کی۔

اور اس مقام کی صورت کو وحدت سے اوپر اس طرح دیکھتا ہے جس طرح آگرہ دہلی سے آگے ہے۔ اور اس راہ میں کچھ شک و شبہ نہیں پاتا۔ اگرچہ نظر میں نہ وحدت ہے نہ اس سے اوپر کوئی شے اور نہ کوئی مقام جسے حقیقت کے عنوان سے جان سکے، یا حق کو اس سے اوپر تصور کرے۔ حیرت و جہل پورے طور پر موجود ہیں۔ اور اس دید سے کچھ فرق نہیں پڑا۔ میں نہیں جانتا کہ کیا عرض کروں۔ سب تناقض در تناقض ہے۔ معاملہ گفتگو میں نہیں آ سکتا اور حال بے شبہ متحقق اور موجود ہے۔ میں اللہ کے حضور میں استغفار کرتا ہوں اور قول، فعل، خیال اور نظر میں سے ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔

نیز اس وقت یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ قبل ازیں میں جو صفات کا فنا جانتا تھا وہ درحقیقت صفات کا فنا نہیں بلکہ خصوصیات صفات اور ما بہ الامتیاز کی فنا تھی جو وحدت میں مندرج تھی، اور خصوصیات زائل ہو جاتی ہیں۔ اب اصل صفات ایک دوسری میں خلط اور درج ہو کر ایک طرف ہو گئی ہیں۔ اب احدیت کے غلبہ نے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا۔ اور وہ تمیز جو مرتبہ علم اجمالی یا تفصیلی میں حاصل تھی، باقی نہیں رہی۔ اور نظر مکمل طور پر خارج پر آ چکی ہے۔ اللہ کی ذات تھی اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا۔ اور وہ اب بھی ایسا ہی ہے جیسا پہلے تھا۔ اور اب علم حال کے مطابق ہو چکا ہے۔ پہلے اس مضمون کا صرف علم تھا، حال نہیں تھا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ درستی یا خرابی پر متنبہ فرمائیں گے۔

دوسری بات یہ نظر آتی ہے کہ جس طرح مولانا قاسم علی کو مقام تکمیل میں حصہ ہے اسی طرح یہاں کے اور دوستوں کا حصہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

Marfat.com

مکتوب نمبر (۱۲)

مقام فنا و بقا کے حصول اور ہر شے کے وجہ خاص کے ساتھ حصول اور سیر فی اللہ کی حقیقت اور تجلی ذاتی برقی وغیرہ کے بیان میں ـــــــ یہ مکتوب بھی اپنے مرشد بزرگوار کو لکھا۔

کمترین غلام احمد درگاہ عالی میں عرض کرتا ہے کہ اپنی تقصیرات کیا عرض کرے۔ جو اللہ نے چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

وہ علوم جو مقام فنا اور بقا باللہ سے تعلق رکھتے تھے حق سبحانہ کی مہربانی سے منکشف ہو چکے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ہر شے کی وجہ خاص کیا ہے۔ اور سیر فی اللہ کس معنی میں ہے۔ اور تجلی ذاتی برقی کسے کہتے ہیں۔ اور محمدی المشرب کون ہوتا ہے۔ اور اسی طرح کے اور علوم۔ اور ہر مقام میں اس کے لوازم وضروریات بھی دکھاتے ہیں۔ اور کم ہی ایسی شے باقی رہی ہے جس کا اولیاء اللہ نے نشان بتلایا ہے اور جو انہیں راہ میں پیش آتی ہے مجھے نہ دکھائی گئی ہو۔ جو مقبول ہوتا ہے بلا علت اور بلا سبب ہی مقبول ہوتا ہے۔ اور جس طرح ذوات اشیاء کو مجعول و مخلوق جانتا ہے ان کی اصل قابلیتوں اور استعدادوں کو بھی مصنوع و مخلوق ہی جانتا ہے۔ خدا تعالیٰ قابلیت کے تابع نہیں۔ اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی شے اس پر حاکم ہو۔ زیادہ گستاخی نہ کی۔ ع

بندہ باید کہ حد خود داند

بندے کو چاہیے کہ اپنی حد میں رہے

مکتوب نمبر (۱۳)

راہ عرفان کی بے نہایتی اور علوم حقیقت کے علوم شریعت کے مطابق ہونے کے بیان میں ـــــــ یہ مکتوب بھی اپنے پیر بزرگوار کو لکھا۔

کمترین غلام احمد عرض کرتا ہے اس راہ کی بے نہایتی پر آہ ہزار آہ۔ اس جلدی سے سیر اور اس قدر واردات اور عنایات! نہایت ہی حیرانی کی بات ہے۔ یہی وہ مقام ہے جس کے متعلق

Marfat.com

مشائخ عظام نے فرمایا ہے کہ سیر الی اللہ پچاس ہزار سال کا راستہ ہے۔

تعرج الملٰئکۃ والروح الیہ فی یوم	چڑھتے ہیں ملائکہ اور روح اس کی طرف ایسے
کان مقدارہ خمسین الف سنۃ	دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔

اس آیت میں شاید اسی طرف اشارہ ہے۔ جب کام ناامیدی کو پہنچا اور تمام امیدیں منقطع ہوگئیں تو:

ھوالذی ینزل الغیث من بعد ما	وہی ذات ہے جو ناامیدی کے بعد بارش برساتی
قنطوا وینشر رحمتہٗ	ہے اور اپنی رحمت بکھیر دیتی ہے۔

تو اس نے کام بنا دیا۔

چند روز ہوئے ہیں کہ اشیاء میں سیر واقع ہوئی ہے۔ رشد و ہدایت کے طالبوں نے پھر غلو اور زور دینا شروع کر دیا ہے۔ لہٰذا قدرے ان کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ لیکن اس وقت تک اپنے آپ کو رشد و تکمیل کے قابل نہیں پاتا۔ لیکن لوگوں کے اصرار کے باعث بتقاضائے مروت و حیا کچھ نہیں کہتا۔ مسئلہ توحید وجودی میں جیسا کہ سابقاً متوقف و متردد تھا جیسا کہ مکرر عرض کیا جا چکا ہے اور افعال و صفات کو اصل سے ملاتا تھا۔ جب حقیقت حال معلوم ہوگئی وہ توقف اور تردد اب ختم ہوگیا ہے اور ہمہ از وست کا پلہ بھاری ہو چکا ہے۔ یافت اور کمال کو اس میں بہت پایا ہے۔ مقولہ ہمہ اوست اور افعال و صفات کو اور رنگ میں معلوم کیا ہے۔ ہر ایک ایک سے گزار کر آگے اوپر کی طرف لے گئے ہیں۔ اور ہر طرح کا شبہ بالکلیہ زائل ہوگیا ہے۔ تمام مکاشفات ظاہر شریعت کے مطابق ہو چکے ہیں۔ بال برابر ظاہر شریعت سے مخالفت نہیں رکھتے۔ بعض صوفیہ جو خلاف ظاہر شریعت مکاشفے بیان کرتے ہیں یہ بات یا تو سہو و فراموشی کے باعث ہے یا سکر کی بنا پر۔ ورنہ باطن ظاہر کے ہرگز مخالف نہیں۔ راستے کے دوران مخالفت محسوس ہوتی ہے اور جمع اور توجیہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ حقیقۃً انتہاء کو پانے والا باطن کو ظاہر شریعت کے مطابق پاتا ہے۔

علماء اور ان بزرگواروں کے درمیان صرف اسی قدر فرق و تفاوت ہے کہ علماء دلیل اور علم سے جانتے ہیں اور یہ بزرگ اسی شے کو کشف و ذوق سے پالیتے ہیں۔ اور ان کے صحت حال پر اس مطابقت سے بڑی اور کوئی دلیل نہیں ہوسکتی:

یضیق صدری ولا ینطلق	میرا سینہ تنگی محسوس کرتا ہے اور میری زبان
لسانی	نہیں چلتی۔

Marfat.com

نقد وقت ہے۔ میں نہیں جانتا کہ کیا عرض کروں۔ بعض احوال کو لکھ کر رکھنے کی توفیق نہیں پاتا' اور آپ کی خدمت میں عرض کرنے کی گنجائش بھی نہیں ہے۔ شاید اس میں کوئی حکمت ہو۔ اس محروم جدا ماندہ کو غریب پروری کی توجہ سے محروم نہ رکھیں اور راہ میں ہی نہ چھوڑ دیں ؎

این سخن را چوں تو مبدا بودۂ گر فزوں گردد تو اش افزودۂ

اس بات کا محل آغاز آپ ہی بنے ہیں۔ لہٰذا یہ اگر دراز ہو جائے تو اس کے دراز کرنے والے آپ ہی ہیں زیادہ گستاخی نہ کی۔ ع

بندہ باید کہ حد خود داند
بندے کو چاہیے کہ اپنی حد کو پہچانے

مکتوب نمبر (۱۴)

ان واقعات کے حاصل ہوتے ہیں جو دوران راہ پیش آئے ہیں' اور بعض طالبوں کے حالات کے بیان میں ــــــ یہ مکتوب بھی اپنے مرشد بزرگوار کو لکھا۔

کمترین غلام' احمد کی عرضداشت یہ ہے کہ وہ تجلیات جو مخلوقات کے مراتب میں ظاہر ہوئی تھیں ان کا کچھ حصہ گزشتہ عرضداشت میں عرض کیا جا چکا ہے۔ اس کے بعد مرتبۂ وجوب جو تمام صفات کا جامع ہے' ظاہر ہوا اور بد صورت سیاہ رنگ عورت کی شکل میں سامنے آیا۔ اس کے بعد مرتبہ احدیت دراز قد مرد کی شکل میں نمودار ہوا' جو کشادہ اور چھوٹی دیوار پر کھڑا ہو۔ اور یہ دونوں تجلیات خفائیت کے عنوان میں ظاہر ہوئیں بخلاف پہلی تجلیات کے' کہ وہ دوسرے عنوان میں ظاہر ہوئیں۔

اسی اثنا میں موت کی آرزو پیدا ہوئی اور یوں نظر میں آیا کہ گویا میں ایک شخص ہوں جو تمام زمین کا احاطہ کیے ہوئے دریا کے کنارے کھڑا ہے' اس ارادے سے کہ اپنے آپ کو اس میں پھینک دے۔ لیکن ایسا بھی محسوس کیا کہ اسے پیچھے سے مضبوط رسی سے باندھا ہوا ہے کہ دریا میں گر نہیں سکتا۔ اور وہ رسیاں بدن عنصری کے ساتھ تعلق سے عبارت ہے۔ اور میں نے آرزو کی کہ رسیاں ٹوٹ جائیں' اور ایک خاص کیفیت بھی رونما ہوئی کہ اس وقت ذوق کے طور پر جانا کہ سوائے حق سبحانہ کے کوئی حاجت نہیں رہی۔ اس کے بعد صفات کلیہ وجوبیہ جو اپنے جائے نزول اور مظاہر خصوصیات کے اعتبار سے ظاہر تھیں نظر پڑیں۔

اس کے بعد وہ تمام خصوصیات نیچے چلی گئیں اور الکلیۃ الوجوبیہ کے عنوان کے سوا کچھ باقی نہ رہا۔ اور ان کے خصوصیات سے خالی ہونے کی حالت بھی دکھائی دی۔ اور اس وقت معلوم ہوا کہ اب درحقیقت صفات کو اصل کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ اور خصوصیات سے خالی ہونے سے پہلے صفات کو اصل کے ساتھ ملانے کا کچھ معنی نہیں تھا۔ مگر مجازی طور پر۔ جس طرح کہ تجلی صوری والوں کا حال ہے۔ اور حقیقی فنا اس وقت متحقق ہوئی۔

اس حالت کے موجود ہونے کے بعد اپنے اور دوسروں میں پائی جانے والی صفات سب کو ایک ہی طرح پر پایا اور مقامات کا امتیاز اٹھ گیا۔ اس وقت شرک خفی کے بعض باریک اور دقیق اقسام سے بھی خلاصی اور نجات میسر آگئی۔ اس وقت نہ عرش رہا نہ فرش۔ نہ زمان رہا نہ مکان، اور نہ ہی جہات اور حدود۔ اگر سالہا سال غور کرتا رہوں تو بھی یہ بات ہرگز علم میں نہیں آتی کہ عالم کا ایک ذرہ بھی پیدا اور مخلوق ہوا ہے۔

اس کے بعد اپنا تعین نظر آیا اور اپنی وجہ خاص بھی نظر آئی۔ اپنا تعین تو بوسیدہ اور پارہ پارہ کپڑے کی شکل میں جیسے کسی شخص نے پہن رکھا ہو دکھائی دیا۔ اور میں نے اس شخص کو وجہ خاص جانا لیکن یہ حقانیت کے عنوان سے متصور نہ ہوا۔

اس کے بعد اس شخص کے نزدیک ہی باریک چمڑا نظر آیا۔ میں نے اپنے آپ کو عین وہ چمڑا محسوس کیا اور اس تعین کے کپڑے کو اپنے سے الگ دیکھا۔ اور وہ نور جو اس چمڑے میں تھا نظر آیا۔ ایک گھڑی بعد وہ نور نظر سے غائب ہو گیا اور یہ پوست اور کپڑا بھی نظر سے اوجھل ہو گئے۔ اور وہی پہلی جہالت ہی باقی رہ گئی۔

اس واقعہ مذکورہ کی صورت جو علم میں آئی عرض کرتا ہے، تاکہ اس کی صحت وسقم معلوم ہو جائے۔ اور وہ یہ ہے کہ یہ صورت مذکورہ صورت علمیہ ہے۔ جس طرح وجوب اور امکان کے درمیان واسطہ۔ کہ اس کی ہر طرف ایک دوسری سے الگ ہے اور درمیان میں مکمل اور پورا فرق موجود ہے۔ اور وہ پوست (چمڑا) جو اس پرانے کپڑے اور نور کے درمیان واقع ہے وہ عدم اور وجود کے درمیان واسطہ ہے۔ میں نے اپنے آپ کو اس پوست کے آخر پر جو دیکھا، تو اس سے اس برزخ (واسطے) تک پہنچ جانے کی طرف اشارہ ہے۔ اور اس سے پہلے میں نے اپنے آپ کو واقعات میں عدم اور وجود کے درمیان برزخ اور واسطہ محسوس کیا۔ لیکن ظاہراً وہ آفاق کی نظر سے تھا اور یہ انفس کی نظر سے۔ اور اس وقت ایک فرق اور بھی ظاہر ہوا تھا بوقت تحریر یاد نہ رہا۔ اسے ذہن میں رکھیں۔

جو کچھ دائما اور ہمیشہ حاصل ہے وہ تو حیرت اور نادانی ہے۔ ہاں کبھی کبھی اس طرح کے شعبدے ظاہر ہوتے ہیں اور پھر ختم ہو جاتے ہیں، اور ان کی صرف معرفت باقی رہ جاتی ہے۔ اور بعض واقعات کے بیان سے عاجز ہے۔ اگر کوئی چیز علم میں آتی ہے تو اس پر اعتماد نہیں کرتا۔ اسی مناسبت سے عرضداشتوں میں گستاخی کر بیٹھتا ہے۔ ممکن ہے آپ کے بتانے سے کسی امر کا یقین حاصل ہو جائے۔ اس بات کا امیدوار ہے کہ آپ کی بلند توجہات سے کھینے اور فضول تعلقات کی گرفتاری سے نجات حاصل ہو جائے۔ ورنہ کام بہت مشکل ہے ؎

بے عنایت حق و خاصانِ حق ! گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

اللہ تعالیٰ اور اس کے بندگانِ خاص کی عنایات کے بغیر اگر کوئی فرشتہ سرشت بھی ہو تو اس کا نامۂ عمل سیاہ ہی ہے۔

شیخ عبداللہ نیازی کا بیٹا شیخ طٰہٰ جو سرہند کے مشہور مشائخ میں سے ہے اور حاجی عبدالعزیز بھی اس سے پوری واقفیت رکھتا ہے۔ قدم بوسی اور نیازمندی عرض کرتا ہے۔ اور اسے بھی اس بلند اور شریف طریقہ کی طرف رجوع اور تقاضا پیدا ہو چکا ہے۔ صدق و نیاز سے التجا کرتا ہے۔ میں نے اسے استخارہ کرنے کو کہا ہے۔ ویسے ظاہراً وہ اس طریقہ سے مناسبت رکھتا ہے۔ اور وہ دوست جنہوں نے یہاں سے ذکر کی تعلیم حاصل کی ہے، ان میں سے اکثر رابطہ کے طریقہ پر مشغول ہیں۔ ان میں سے بعض تو واقعات میں دیکھ کر رابطہ اختیار کر چکے ہیں اور ساتھ ساتھ آتے ہیں۔ اور بعض دہلی سے آنے سے پیشتر رابطہ کا تعلق رکھتے تھے اور پہلے سے حضور و استغراق کے ساتھ چل رہے ہیں۔ ان میں سے بعض صفات کو اصل سے دیکھتے ہیں اور بعض اصل سے نہیں دیکھتے۔ لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ ان میں سے کوئی بھی توحید وجودی کے انوار و مکاشفات کے راستے پر نہیں چل رہا۔

ملّا قاسم علی، ملّا مودود محمد اور عبدالمومن مقام جذبہ سے بظاہر نقطہ فوق تک پہنچ چکے ہیں۔ لیکن ملّا قاسم علی ارشاد و تکمیل کے لیے مخلوق کی طرف توجہ رکھتا ہے۔ دوسرے دو کے متعلق معلوم نہیں کہ اس طرف توجہ ہے یا نہیں۔

شیخ نور ابھی نقطہ تک پہنچا نہیں، اس کے نزدیک ہے۔ ملّا عبدالرحمٰن بھی نقطہ کے نزدیک ہے تھوڑی سی مسافت درمیان میں باقی ہے۔

ملّا عبدالہادی نے حضور میں استغراق پیدا کر لیا ہے، اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ذات مطلق جل شانہٗ کو میں اشیاء کے اندر صفت تنزیہ کے ساتھ دیکھتا ہوں اور افعال کو بھی اس ذات مقدس کی طرف سے جانتا

Marfat.com

ہوں۔ یہ آپ کے گھر کی دولت ہے جو طالبوں اور سعادت مندوں پر فائض اور وارد ہو رہی ہے۔
اور اس کمینے کا اس فیض رسانی میں کچھ حصہ نہیں ع

من ہماں احمد پارینہ کہ ہستم ہستم
میں تو وہی پرانا احمد ہوں جو کہ تھا

آپ نے ایک روز واقعات میں سے ایک واقعہ کے درمیان فرمایا تھا کہ اگر اس (مجدد صاحب قدس سرہٗ) میں محبوبیت کے معنی نہ ہوتے تو مقصد تک پہنچنے میں بہت دیر لگتی۔ اور اس (مجدد صاحب قدس سرہٗ) کی محبوبیت بھی اپنی عنایت و مہربانی سے بیان کی تھی۔ اس بات سے پوری امید ہے۔ اور یہ جرأت اور گستاخی اسی بنا پر ہے۔

مکتوب نمبر (۱۵)

ان حالات کے بیان میں جو ہبوط اور نزول سے مناسبت رکھتے ہیں۔ نیز بعض مخفی اسرار کے بیان میں —— یہ مکتوب بھی اپنے مرشد بزرگوار کو لکھا۔

اس بندے کی عرضداشت جو حاضر بھی ہے اور غائب بھی، جو پانے والا بھی ہے اور نہ پانے والا بھی اور رجوع کرنے والا بھی ہے اور اعراض کرنے والا بھی۔

عرض یہ ہے کہ مدت دراز تک وہ مطلوب حقیقی کی تلاش کرتا رہا مگر اس کے باوجود اس نے اپنے آپ ہی کو پایا۔ اس کے بعد اس کا کام اس مقام کو پہنچا کہ اگر اس نے اپنی تلاش کی تو پھر بھی بجائے اپنے مطلوب حقیقی کو ہی پایا۔ اب اس کو گم کر چکا ہے اور اپنے آپ ہی کو پاتا ہے۔ اور اس کو گم کرنے کے باوجود اس کا متلاشی نہیں رہا۔ اور مطلوب حقیقی کے فقدان کے باوجود اس کا خواہاں نہیں۔ علم کے لحاظ سے حاضر، پانے والا اور رجوع کرنے والا ہے، اور ذوق کے لحاظ سے غائب۔ گم کرنے والا اور اعراض والا ہے۔ اس کا ظاہر بقا ہے اور اس کا باطن فنا۔ عین بقا میں فانی ہے اور عین فنا میں باقی۔ لیکن فنا علمی ہے اور بقا ذوقی۔

اس کا کاروبار ہبوط و نزول (نیچے کے مقام میں) قرار پا چکا ہے۔ اور عروج و بلندی سے رہ چکا ہے۔ اور جس طرح اسے دل سے دلوں کے پھیرنے والے (حق جل وعلا) کی طرف لے گئے تھے۔ اب دلوں کے پھیرنے والا (حق تعالیٰ) سے پھر مقام قلب کی طرف نیچے لے آئے ہیں۔

اس کا روبار ہبوط و نزول (نیچے کے مقام میں) قرار پا چکا ہے اور عروج و بلندی سے رہ چکا ہے۔ اور جس طرح اسے دل سے دلوں کے پھیرنے والے (حق جل وعلا) کی طرف لے گئے تھے اب دلوں کے پھیرنے والے (حق تعالیٰ) سے پھر مقام قلب کی طرف نیچے لے آئے ہیں۔

روح کے نفس سے نجات پا جانے اور اطمینان کے بعد نفس کے نکل جانے کے باوجود غالب آنے والے انوار سے اس کی روح کو روح و نفس دونوں جہتوں کا جامع کر دیا گیا ہے، اور ان دونوں کی برزخیت اور واسطے سے مشرف کر دیا گیا ہے۔ اوپر کی طرف سے فائدہ حاصل کرنے اور نیچے والوں کو فائدہ پہنچانے والا۔ اس واسطہ برزخیت کے حصول کی وجہ سے مجھے اوپر سے فیض لینے اور نیچے والوں کو فائدہ پہنچانے کا مرتبہ بھی عطا کر دیا گیا ہے۔ عین فائدہ حاصل کرنے کی حالت میں فائدہ پہنچا بھی رہا ہے۔ اور عین فائدہ پہنچانے کی حالت میں استفادہ بھی کر رہا ہے ؎

گر بگویم شرح ایں بیحد شود　　　　ور نویسم بس قلمہا بشکند

اگر میں اس کی شرح کروں تو بہت دراز ہو جائے۔ اور اگر لکھنے لگوں تو کتنی ہی قلمیں ٹوٹ جائیں

بعد ازیں عرض کرتا ہے کہ دست چپ مقام قلب سے عبارت ہے۔ جو مقلب قلب یعنی واجب تعالیٰ تک عروج کرنے سے پہلے حاصل ہے۔ اوپر سے نزول کے بعد جب مقام قلب پر آتے ہیں یہ دوسرا مقام ہے جو چپ و راست کے درمیان برزخ واسطہ ہے جیسا کہ اس کے واقف کار لوگوں پر ظاہر و واضح ہے۔ اور سلوک نامکمل کردہ مجذوب اصحاب قلب ہیں۔ مقلب قلوب (حق تعالیٰ) تک پہنچنا سلوک سے وابستہ ہے۔ اور کسی شخص کے ساتھ مقام کا تعلق اس کے اس مقام میں شان خاص حاصل ہونے سے کنایہ ہے۔ اور اس مقام کے اصحاب میں اس کی امتیازی اور علیحدہ حیثیت کی طرف اشارہ ہے۔ اور اس کی امتیازی حیثیتوں میں ہماری اس بحث میں انجذاب کی سبقت اور بقا خاص ہے۔ جو اس مقام کے مناسب علوم و معارف کا منشا ہے۔ مقام قلب کے علوم اور جذبہ، سلوک، فنا و بقا وغیرہ کی حقیقت اس رسالہ میں تفصیل سے لکھ دی گئی ہے جس کا وعدہ ہو چکا ہے۔

میر سید شاہ حسین پریشانی کے عالم میں روانہ ہو گئے۔ ان علوم و حقائق کے نقل کرنے کی فرصت نہ ملی۔ ان شاء اللہ جلد ہی ان کے مطالعہ کا شرف حاصل ہو گا۔

ایک عزیز جو مقام فوق میں رکا ہوا تھا نیچے مقام جذبہ میں آ چکا ہے۔ لیکن عالم (جہان) کی طرف اس کی کوئی توجہ نہیں۔ فوق کی طرف ہی توجہ رکھتا ہے۔ چونکہ اوپر کی طرف عروج بے اختیار تھا

اس لیے وہ بالطبع مقام جذبہ سے مناسبت رکھتا تھا۔ اوپر سے نیچے آنے کے وقت اپنے ساتھ بہت کم چیزیں لایا ہے۔ اس نسبت کا سرمایہ جو توجہ بلا اختیار اور اس کے عروج کا اثر تھا اب بھی باقی ہے۔ جذبہ کی نسبت میں جسم میں روح اور ظلمت میں نور کی طرح ہے۔ لیکن یہ جذبہ حال حضرات خواجگان قدس اسرارہم کے جذبہ سے علاوہ ہے۔ بلکہ یہ وہ جذبہ ہے جو حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے آباء کرام کی طرف سے ملا ہے اور اس میں انہیں خاص شان حاصل ہے۔ اور ایک واقعہ میں بعض طالبوں کو جو دکھائی دیا کہ حضرت خواجہ احرار اس طرح دکھائی دیے کہ اس عزیز متوقف (رُکے ہوئے) نے کھا لیا ہے' اس کا اثر اس مقام میں ظاہر ہوا ہے۔ یہ جذبہ مقام افادہ سے مناسبت نہیں رکھتا۔ اس مقام میں رُخ ہمیشہ فوق کی طرف ہے اور سکر دائمی ہمیشہ اس کو لازم ہے۔

جذبہ کے بعض مقامات ان میں داخل ہونے کے بعد سلوک کے منافی ہیں۔ اور کچھ دوسرے مقامات سلوک کے منافی نہیں۔ بلکہ ان میں داخل ہونے کے بعد سلوک کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ یہ جذبہ ایسا ہے کہ ان میں داخلے کے بعد منافی سلوک ہے۔

اس عریضہ کی تحریر کے دوران بندہ اس مقام کی طرف متوجہ ہوا تو اس کے بعض دقائق ظاہر ہوئے۔ جب تک کوئی سبب پیش نہ آئے توجہ میسر نہیں آتی۔ واللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

چند ماہ ہوئے کہ وہ عزیز نیچے آچکا ہے۔ البتہ مکمل طور پر مقام جذبہ مذکورہ میں داخل نہیں ہوا۔ اس مقام کی شان کا علم نہ ہونا اور توجہات کا منتشر ہونا اس کا مانع ہے۔ امید ہے کہ ان بے جوڑ اور بے ربط کلمات کے مطالعہ کے وقت اس مقام میں مکمل دخول میسر آجائے گا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ کو وہ عزیز مکمل طور پر نیچے لے آئے گا۔

مکتوب نمبر (۱۶)

عروج و نزول وغیرہ کے حالات کے بیان میں ——— یہ مکتوب بھی اپنے مرشد بزرگوار کو لکھا۔

احقر الطلبہ کی عرضداشت یہ ہے کہ مولانا علاؤ الدین نے آپ کے نوازش نامے پہنچائے۔

Marfat.com

ان نوازش ناموں کے ہر ایک مقدمہ کی وضاحت وشرح وقت کے مطابق کی گئی ہے۔ ان تحریر شدہ علوم کے بعض متممات و مکملات بھی دل میں آئے۔ ان کی تحریر کی فرصت نہ ملی۔ میری طرف سے عریضہ لانے والا صرف عریضہ لے کر ہی روانہ ہو گیا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بعد کو جلد ہی خدمت اقدس میں ارسال کیے جائیں گے۔ اس وقت وہ رسالہ جو تیار ہو چکا تھا ارسال خدمت کیا ہے۔ اور وہ رسالہ بعض دوستوں کی فرمائش پر میسر آیا ہے۔ ان دوستوں نے فرمائش کی تھی کہ بعض ایسے نصائح لکھو جو اس طریقہ میں نفع مند ثابت ہوں اور ان کے مطابق زندگی بسر کی جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ رسالہ ھٰذا بے نظیر اور کثیر البرکات ہے۔ رسالہ ھٰذا کی تحریر کے بعد یوں معلوم ہوا کہ حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والسلام اُمت کے مشائخ کی جماعت کثیرہ کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور یہ رسالہ دست مبارک میں پکڑا ہوا ہے۔ اور کمال کرم و مہربانی سے اسے بوسہ دے رہے ہیں اور مشائخ کو دکھا رہے ہیں کہ اس طرح کے عقائد رکھنے چاہییں۔ اور مشائخ کی وہ جماعت جو اس رسالہ کے علوم سے سعادت مند تھی وہ بہت نورانی اور ممتاز تھی اور نادر الوجود تھی۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والتحیۃ کے روبرو کھڑی تھی۔ یہ قصہ بہت دراز ہے۔ اور اسی مجلس میں اس واقعہ کی اشاعت کا بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس احقر کو حکم دیا۔ ع

باکریماں کارہا دشوار نیست

کریم لوگوں کے لیے کوئی کام مشکل نہیں

جس روز سے بندہ ملازمت سے الگ ہوا ہے مقام فوق کی طرف رغبت کے سبب مقام ارشاد سے چنداں مناسبت نہیں رکھتا۔ چند بار یہ ارادہ اور قصد بھی کیا کہ کسی گوشہ میں الگ بیٹھ رہے۔ ہمنشینی کرنے والے لوگ ببر اور شیر کی طرح نظر آتے تھے۔ عزلت اور گوشہ نشینی کا ارادہ پختہ ہو چکا تھا۔ لیکن استخارہ اس کے موافق نہ آیا۔ مدارج قرب میں عروج انتہا کی انتہا کو پہنچ چکا ہے جس کی کوئی حد و غایت نہیں، یہ بھی میسر ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے۔ مجھے لے جاتے ہیں اور لے آتے ہیں۔ ہر دن وہ نئی شان و حالت میں ہے۔ تمام مشائخ کرام الا ماشاء اللہ کے مقامات سے بھی گزر واقع ہو چکا ہے ؎

رگلے بر دند زیں دہلیزۂ پست   بداں درگاہ والا دست بردست

اس پست دہلیز سے ایک خاک کو اس درگاہ والا میں ہاتھوں ہاتھ لے گئے۔

اس دوران میں اگر مشائخ کرام کی روحانیات کی وساطت و مدد کا شمار کروں تو بات بہت لمبی ہو جائے۔ خلاصہ یہ کہ اصل کے تمام مقامات سے ظل کے مقامات کی طرح گزار کر لے گئے عنایات

Marfat.com

ربانی کے متعلق کیا لکھے۔ جو بھی مقبول و منظور ہوا، بلا علت و بلا سبب ہی منظور و مقبول ہوا۔ ولایت کے طریقے اور اس کے کمالات اس قدر دکھائے گئے ہیں کہ انہیں کس طرح تحریر میں لائے۔

ذوالحجہ شریف کے مہینہ میں مدارج نزول کی طرف مقام قلب تک نیچے آنا ہوا۔ یہ مقام تکمیل و ارشاد کا مقام ہے۔ لیکن ابھی تک مکمل اور پورا کرنے والی چیزیں جو اس مقام سے تعلق رکھتی ہیں، مزید درکار ہیں۔ دیکھیے کب میسر ہوں۔ معاملہ آسان نہیں ہے۔ مراد ہونے کے باوجود اس قدر منازل طے کرنے پڑتے ہیں کہ مریدوں کو اگر عمر نوح بھی مل جائے تو شاید طے نہ کر سکیں اور انہیں یہ میسر نہ آسکے۔ بلکہ یہ وجوہ اور طریقے مراد لوگوں کے ساتھ خاص ہیں۔ مریدوں کے لیے ان میں قدم رکھنے کی کوئی جگہ نہیں۔ افراد کا انتہائی عروج مقام اصل کی ابتدا تک ہے۔ بہت سے لوگ ادھر گزر نہیں سکتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ فضل عظیم کا مالک ہے۔

مراتب تکمیل و ارشاد میں توقف اور رکنے کی وجہ یہ ہے۔ اور نورانیت کا حاصل نہ ہونا غیب کی ظلمت کے نور کے ظاہر ہونے کی وجہ سے اور کسی بنا پر نہیں۔ لوگ اپنے خیالات میں بہت کچھ بکاتے رہتے ہیں۔ ان کا کچھ اعتبار نہیں ؎

درنیابد حال پختہ ہیچ کام — پس سخن کوتاہ باید والسلام

ناقص انسان پختہ شخص کے حال سے واقف نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا بات ختم کرنی چاہیے۔ والسلام۔

اس قسم کے ظنی امور میں نقصان کا احتمال غالب ہے۔ اس جماعت کو فرمادیں کہ اس خستہ دل سے اپنے خیالات کی نظر پوشیدہ کرلیں۔ نظر دوڑانے کی جگہیں اور بہت ہیں ؎

من گم شدہ ام مرا مجوئید — باگم شدگان سخن مگوئید

میں گم ہو چکا ہوں مجھے تلاش نہ کرو۔ — اور گم شدہ لوگوں سے بات نہ کرو۔

غیرت خداوندی سے ڈرنا چاہیے۔ وہ کام جسے حق تعالیٰ کمال قرار دے اس کی تنقیص کرنا بہت ہی نامناسب ہے، بلکہ فی الحقیقت خدا تعالیٰ کے ساتھ معارضہ اور مقابلہ ہے۔ اور مقام قلب میں نزول کرنا درحقیقت یہ مقام فرق میں آنا ہے، جو مقام ارشاد ہے۔ اس جگہ مقام فرق سے مراد نفس کا روح اور روح کا نفس سے جدا ہونا ہے۔ اس کے بعد کہ نفس روح کے نور میں داخل اور جمع تھا جمع اور فرق کے بیان میں جو مفہوم اس سے زائد ہو وہ سکر کی وجہ سے ہے۔ خدا تعالیٰ کو مخلوق سے جدا دیکھنا جسے اہل سکر مقام فرق خیال کرتے ہیں کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ روح کو حق خیال کرتے ہیں اور روح کو نفس سے جدا اور الگ دیکھنے کو حق تعالیٰ کا دیکھنا خیال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خلق سے پاک و منزہ ہے۔

ارباب جذبہ کے اکثر علوم کا یہی حال ہے۔ کیونکہ ان کے ہاں حقیقت معاملہ مفقود و معدوم ہے اور معاملہ سب کا سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ ایک دوسرے رسالے میں ارباب جذبہ اور سلوک کے علوم اور ان دونوں کی حقیقت بہ تفصیل تحریر کر دی گئی ہے آپ کی نظر مبارک سے ان شاء اللہ تعالیٰ گزرے گا۔

مکتوب نمبر (۱۷)

بعض ایسے حالات کے بیان میں جو عروج و نزول سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ اور باتوں کے بیان میں ——— یہ مکتوب بھی اپنے مرشد بزرگوار کو لکھا۔

ادنیٰ ترین خادم کی عرضداشت یہ ہے کہ وہ عزیز جو ایک عرصہ سے رُکا ہوا تھا، تحریر کے دن ایسا ظاہر ہوا کہ اسے اس مقام سے قدرے عروج حاصل ہوا ہے۔ اور بہت نیچے لائے ہیں۔ لیکن مکمل طور پر نزول نہیں کیا۔ اور دوسرے لوگ جو اس مقام کے نیچے تھے انہوں نے بھی عروج حاصل کر کے اسی مقام فوق کے راستے نزول کی طرف رُخ کر لیا ہے۔ اس کے بعد جو کیفیت بھی ظاہر ہو گی عرض خدمت کر دی جائے گی۔

اگر صاحب معاملہ اپنے انکشاف حال کے بعد کچھ لکھے تو درستی کے بہت قریب ہے۔

چونکہ اس قضیہ نزول کا ظہور فوری تھا اور اس حقیر کو جُلاب لینے کی وجہ سے لاغری اور ضعف طاری تھا۔ آخر کار اس نزول کو اختیار نہ کر سکا۔ امید ہے کہ ان شاء اللہ اس کا ظہور بھی ہو جائے گا۔

مکتوب نمبر (۱۸)

تمکین کے بیان میں جو تلوین کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ اور ولایت کے تین مراتب کے بیان میں اور اس امر کے بیان میں کہ واجب تعالیٰ کا وجود اس کی ذات سے زائد ہے وغیر ذالک کے بیان میں ——— یہ مکتوب بھی اپنے پیر بزرگوار کی خدمت میں لکھا۔

کمترین غلام پر تقصیر احمد بن عبدالاحد کی عرضداشت یہ ہے کہ جب تک احوال و واردات رُخ دکھاتے رہے تو ان کے عرض کرنے کی گستاخی اور جرأت کرتا رہا۔ جب خدا تعالیٰ سبحانہ نے آپ کی بلند توجہات سے احوال کی غلامی سے آزادی عطا کی اور تلوین کے بعد تمکین سے مشرف فرمایا۔ تو

Marfat.com

حاصل کار یہ ہے کہ سوائے حیرت و پریشانی کے کچھ ہاتھ میں نہیں آیا۔ اور وصل سے فصل کے سوا اور قرب سے بُعد کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا۔ اور معرفت سے نادانی اور علم سے جہل کے سوا کسی بات میں اضافہ نہیں ہوا۔ اس بنا پر عریضے ارسال کرتے میں توقف و رکاوٹ ہو گئی۔ اور صرف روزمرہ کی خبریں لکھنے کی جرأت نہیں کی۔ اس کے ساتھ ساتھ دل پر انجماد و سردی اس قدر غالب ہو چکی ہے کہ کسی بھی کام میں سرگرمی نہیں ہے اور بے کار لوگوں کی طرح کوئی کام نہیں کر سکتا ہے

من ہیچم و کم ز ہیچ ہم بسیارے
وز ہیچ و کم از ہیچ نیاید کارے

میں بالکل ہیچ بلکہ ہیچ سے بھی بہت ہی کم ہوں۔ ہیچ اور ہیچ سے بھی کم شخص سے کوئی کام نہیں ہو سکتا۔

اصل بات کی طرف آتا ہوں:

عجب بات ہے کہ اب حق الیقین سے مجھے مشرف کیا گیا ہے کہ اس مقام میں علم اور عین ایک دوسرے کے لیے حجاب اور پردہ نہیں ہیں۔ اور فنا اور بقا اس مقام میں جمع ہیں۔ یہ ناچیز عین حیرت اور بے نشانی میں علم و شعور سے متصف ہے۔ اور عین غیبت حضور کا حکم رکھتی ہے۔ علم و معرفت کے باوجود جہل و نادانی کے علاوہ کچھ اضافہ نہیں ہوا ع

عجب اینست کہ من واصل و سرگردانم

تعجب تو یہ ہے کہ میں واصل بھی ہوں اور سرگرداں بھی

خدا تعالیٰ نے محض اپنی عنایت بے کراں سے مدارج کمالات میں ترقیات عطا فرما دی ہیں۔ مقام ولایت سے اوپر مقام شہادت ہے۔ ولایت کی نسبت شہادت کی نسبت کے سامنے اس طرح ہے جس طرح تجلی صوری تجلی ذاتی کے سامنے۔ بلکہ ان دو نسبتوں میں بُعد و فاصلہ ان دو تجلیوں کے بعد و فاصلہ سے کئی مرتبہ زیادہ ہے۔ اور شہادت کے مقام کے بعد صدیقیت کا مقام ہے اور وہ فرق و تفاوت جو ان دو مقاموں کے درمیان ہے وہ اس سے زیادہ ہے کہ اسے کسی عبارت سے تعبیر کیا جا سکے اور اس سے بڑھ کر ہے کہ اس کی طرف اشارہ کیا جا سکے۔ اور اس مقام صدیقیت سے اوپر کوئی مقام نہیں۔ مگر مقام نبوت حضور سرور کائنات علیہ الصلوات والتسلیمات۔ صدیقیت اور نبوت کے درمیان اور کوئی مقام نہیں ہے۔ بلکہ کسی اور مقام کا ہونا محال ہے۔ اور اس کے محال ہونے کا حکم کشف صریح صحیح سے معلوم ہو چکا ہے۔ بعض اہل اللہ نے جو ان دو مقاموں کے درمیان واسطہ بیان کیا ہے اور

Marfat.com

اس کا نام قربت رکھا ہے، فقیر کو اس سے بھی مشرف کیا گیا ہے۔ اور اس مقام کی حقیقت پر بھی مطلع کیا گیا ہے۔

بہت توجہ اور بے شمار تضرع اور عاجزی کے بعد پہلے تو صرف اسی قدر ظاہر ہوا جس قدر بعض اکابر نے بیان کیا ہے۔ آخر الامر حقیقت کا علم بھی دے دیا گیا۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اس مقام کا حصول عروج کے وقت مقام صدیقیت کے حصول کے بعد ہے۔ لیکن اس کا واسطہ بننا محل تامل ہے۔ ظاہری ملاقات کے وقت ان شاء اللہ تعالیٰ حقیقت کو تفصیل سے عرض کرے گا۔ وہ مقام قرب نہایت ہی بلند مقام ہے۔ منازل عروج میں اس مقام سے اوپر کوئی مقام معلوم نہیں ہوتا۔ وجود کے ذات واجب تعالیٰ پر زائد ہونے کی کیفیت اس مقام میں ظاہر ہوتی ہے۔ جیسا کہ علماء حق شکر اللہ تعالیٰ اسعیہم کی تحقیق ہے۔ اس جگہ وجود بھی راہ میں ہی رہ جاتا ہے۔ اور عروج اس سے بھی اوپر واقع ہو جاتا ہے۔
ابو المکارم رکن الدین شیخ علاؤ الدولہ اپنی بعض تصانیف میں فرماتے ہیں فوق عالم الوجود عالم ملک الودود یعنی عالم وجود سے اوپر ملک الودود (حق تعالیٰ) کا عالم ہے۔ صدیقیت کا مقام مقامات بقا میں سے ہے جس کا رُخ عالم کی طرف ہے۔ اس سے بھی بہت نیچے مقام نبوت ہے جو فی الحقیقت بہت بلند ہے اور کمال صحو و بقا کا مقام ہے۔ قرب کا مقام مقام صدیقیت اور مقام نبوت کے درمیان برزخیت اور واسطہ کی لیاقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ اس کا رُخ صرف تنزیہہ کی طرف ہے اور تمام عروج سے اس کا تعلق ہے اور ان دونوں میں بہت فرق ہے ؎

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
ہر چہ استاد ازل گفت بگو میگویم

مجھے طوطی کی طرح آئینے کے پیچھے بٹھا دیا گیا ہے۔ جو کچھ استاد ازل کہتا ہے کہ کہو میں وہ کہتا ہوں۔
علوم شرعیہ نظریہ استدلالیہ کو فقیر کے لیے ضروریہ کشفیہ کر دیا گیا ہے۔ علماء شریعت کے اصولوں سے بال برابر بھی مخالفت نہیں ہے۔ انہیں علوم اجمالیہ کو تفصیلی کر دیا گیا ہے اور نظریت (محتاج غور و فکر) سے ضروریت و بداہت کی طرف لایا گیا ہے۔
کسی شخص نے حضرت خواجہ بزرگ قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس سے پوچھا کہ سلوک سے مقصود کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا تاکہ اجمالی معرفت تفصیلی معرفت کی شکل اختیار کر لے اور علوم استدلالی کشفی ہو جائیں یہ نہیں فرمایا کہ ان کے سوا کچھ اور علوم حاصل ہو جائیں۔ ہاں یہ بات الگ ہے کہ راہ سلوک میں بہت سے علوم و معارف رونما ہوتے ہیں جن سے گزرنا پڑتا ہے۔ جب تک نہایۃ النہایۃ تک جو مقام صدیقیت

ہے کوئی نہ پہنچے ان علوم سے حصہ نہیں پا سکتا۔ کاش! میں جان لیتا کہ بعض اہل اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ انہیں یہ مقام شریف حاصل ہو چکا ہے۔ حالانکہ فی الواقع انہیں اس مقام کے علوم و معارف سے کوئی مناسبت نہیں۔ تو وہ کس طرح اس کے قائل ہیں۔ اور ہر علم والے سے اوپر علم والا موجود ہے۔

اور مجھے مسئلہ قضاء و قدر کے راز پر بھی اطلاع بخشی گئی ہے۔ اور یہ مسئلہ اس طرح مجھے بتایا گیا ہے کہ روشن شرع سے ذرہ بھی مخالفت نہیں رکھتا۔ اور اس کی اس سے کوئی منافات لازم نہیں آتی۔ اور پھر یہ مسئلہ جس طرح مجھے بتایا گیا ہے وہ ایجاب کے نقص اور جبر کے شائبہ تک سے مبرا اور منزہ ہے۔ اور اس طرح ظاہر و باہر ہے جیسے چودھویں رات کا چاند۔

تعجب کی بات ہے کہ اصول شریعت سے مخالفت نہ ہونے کے باوجود اسے کیوں پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ اگر مخالفت کا شائبہ ہوتا تو البتہ اخفا اور پوشیدگی مناسب تھی۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کے افعال کے متعلق باز پرس نہیں ہو سکتی۔

کرا زہرہ آنکہ از بیم تو کشاید زباں جز بہ تسلیم تو

کس کی طاقت و قدرت ہے کہ تیرے خوف و ہیبت کے باعث تسلیم کے سوا اعتراض کی زبان کھولے۔

علوم و معارف موسلا دھار بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ قوت مدرکہ ان کے اٹھانے سے عاجز ہے قوت مدرکہ تو محض تعبیر ہے۔ ورنہ بادشاہ کی عطاؤں کو بادشاہ کی سواریاں ہی اٹھا سکتی ہیں۔

پہلے پہلے یہ شوق تھا کہ ان علوم غریبہ کو قید کتابت میں لے آئے۔ لیکن توفیق نہ مل سکی اور اس راہ میں بوجھ محسوس کیا۔ آخر الامر تسلی دی گئی کہ ان علوم کے افاضہ سے مقصود حصول ملکہ ہے، یاد کرنا مقصود نہیں۔ جس طرح طالب علم تحصیل علوم اس مقصد کے لیے کرتے ہیں کہ مولویت کا ملکہ حاصل کر لیں۔ صرف و نحو وغیرہ علوم کے قواعد و اصول ضبط کرنا مقصود نہیں ہوتا۔ ان علوم میں سے کچھ علوم عرض کرتا ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ اس کی مثل کوئی شے نہیں اور وہ سمیع و بصیر ہے۔

اس کلام کا ابتدائی حصہ تو تنزیہ محض کے اثبات کے لیے ہے، جیسا کہ خود ظاہر ہے۔ اور وھو السمیع البصیر کے الفاظ تنزیہ کی تکمیل و اتمام کے لیے ہیں۔

اس کا بیان اس طرح ہے کہ جب ثبوت سمع و بصر عالم کے ساتھ ثبوت مماثلت کا وہم ڈالتا ہے۔ اگرچہ کچھ قدرے ہی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس وہم کو دفع کرنے کے لیے مخلوقات سے سمع و بصر کی نفی فرما دی

یعنی صرف وہی ذات جل شانہٗ سمیع و بصیر ہے۔ وہ سمع و بصر جو مخلوق میں پائی جاتی ہے اس کا دیکھنے اور سننے میں کچھ دخل نہیں۔ مخلوق میں ان دو صفات کو پیدا کرنے کے بعد جس طرح خدا تعالیٰ سمع و بصر پیدا کرتا ہے مخلوق سننے اور دیکھنے کا کام لیتی ہے۔ اور یہ بھی عادتِ الٰہی کے جاری ہونے کے مطابق ہے۔ بغیر اس کے کہ مخلوقات کی صفات کی اس میں تاثیر ہو۔ اور اگر تاثیر تسلیم بھی کی جائے تو وہ بھی حق تعالیٰ ہی کی پیدا شدہ ہے۔ لہٰذا جس طرح مخلوق کی ذوات جمادِ محض ہیں اسی طرح ان کی صفات بھی جمادِ محض ہیں۔ جس طرح صاحبِ قدرت محض اپنی قدرت سے پتھر میں صفتِ کلام پیدا کر دے تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ فی الحقیقۃ پتھر کلام کر رہا ہے اور اس میں صفتِ کلام موجود ہے۔ جس طرح پتھر جمادِ محض ہے اسی طرح یہ صفت اگر فرض کر لی جائے تو وہ بھی جمادِ محض ہی ہے۔ حروف و آواز کے پیدا ہونے میں اس کا کوئی دخل نہیں۔ تمام صفات اسی طرح کی ہیں۔ غایۃ ما فی الباب اتنی بات ہے کہ یہ دو صفات چونکہ زیادہ ظاہر تھیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی نفی خصوصیت سے فرمائی۔ اس سے باقی صفات کی نفی بطریقِ اولیٰ ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے صفتِ علم پیدا فرمائی، اس کے بعد اس کی معلوم کی طرف توجہ پیدا فرمائی۔ اس کے بعد معلوم کے ساتھ اس کا تعلق پیدا فرمایا۔ اس کے بعد معلوم کو اس پر منکشف کر دیا۔ پھر اس میں صفتِ علم پیدا فرمانے کے بعد اپنی عادت کے مطابق اس میں انکشاف پیدا فرمایا تو اس سے ثابت ہو گیا کہ علم کا انکشاف میں کیا دخل ہے۔

اسی طرح پہلے صفتِ سمع پیدا فرمائی، پھر کان لگانا، پھر مسموع کی طرف توجہ، پھر سننا، پھر مسموع شے کا ادراک۔

اسی طرح پہلے بصر کو پیدا فرمایا، پھر پتلی کا گھمانا، پھر دکھائی دینے والی چیز کی طرف توجہ۔ اس کے بعد دیکھنا پیدا فرمایا۔ پھر اس دیکھی جانے والی شے کا ادراک۔ علیٰ ھٰذا القیاس۔

سمیع و بصیر درحقیقت وہ ذات ہے جس کے سماع اور رؤیت کا مبدأ یہ دو صفات ہوں اور مخلوق میں ایسا کوئی نہیں تو مخلوق میں کوئی درحقیقت سمیع و بصیر بھی نہیں۔

اس گفتگو سے ثابت ہو گیا کہ مخلوق کی صفات بھی اس کی ذوات کی طرح جمادِ محض ہیں۔ تو آیہ کریمہ کے آخری الفاظ سے مقصود مخلوقات کی صفات کی بالکلیہ نفی ہے۔ یہ مقصود نہیں کہ ان کی بھی صفات ہیں اور یہ صفات اللہ تعالیٰ کے لیے بھی ثابت ہیں تاکہ تشبیہ و تنزیہ کا اجتماع لازم آئے بلکہ تمام آیۃ کریمہ مکمل طور پر تنزیہ کے اثبات اور تشبیہ کی نفی کے لیے ہے۔

علم اول یعنی ان کی صفات کا حق سبحانہ و تعالیٰ کے لیے اثبات اور ان کی ذوات کو جماد محض جاننا اور ذوات کو پرنالے اور کوزے کی طرح تصور کرنا کہ ان سے پانی صرف ظاہر ہوتا ہے مقام ولایت سے مناسبت رکھنے والے علوم میں سے ہے۔ اور علم ثانی یعنی ان کی صفات کو بھی جماد کی طرح جاننا اور ان کو مکمل طور پر بے علم جاننا جب کہ وارد ہوا ہے:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ — تو بھی میت ہے اور وہ بھی مردے ہیں۔

یہ علم ثانی مقام شہادت سے مناسبت رکھنے والے علوم میں ہے۔

اس جگہ بھی کچھ فرق دونوں مقاموں کے درمیان سمجھا جاتا ہے۔ تھوڑی چیز زیادہ پر دلالت کرتی ہے اور ایک گھونٹ بڑے سمندر پر دلالت کرتا ہے۔ ع

سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

سال کا اچھا ہونا اس کے موسم بہار کے اچھا ہونے کی وجہ سے ہے

اسی طرح اس بلند مقام والے افعال مخلوقات کو بھی میت اور جماد کی طرح پاتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ان کے افعال کو حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے ساتھ ملاتے ہیں، اور ان افعال کا فاعل حق سبحانہٗ کو جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بہت بلند و برتر ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص پتھر کو حرکت دے اور اس کو جنبش میں لائے تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ شخص جنبش و حرکت میں ہے۔ بلکہ یہ کہا جائے گا یہ شخص پتھر میں حرکت کا موجد ہے اور حرکت پتھر میں ہے۔ اس کے ساتھ جس طرح پتھر جماد محض ہے اس کی حرکت بھی جماد محض ہے۔ بالفرض اگر کوئی شخص اس پتھر کی حرکت سے ہلاک ہو جائے تو یہ نہیں کہتے کہ اس پتھر نے ہلاک کیا ہے۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اسے ہلاک کیا ہے۔ اور علمائے شریعت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کا قول اس علم کے موافق ہے۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ مخلوق سے افعال کا صدور اگرچہ ارادہ اور اختیار سے ہے مگر ان کا مفعول حق تعالیٰ کا مخلوق و مصنوع ہے اور ان کے افعال کو اس کی مصنوعیت و مخلوقیت میں کچھ دخل نہیں۔ ان کے افعال محض چند حرکات ہیں۔ مخلوق و مجعول کی مجعولیت میں ان کی قطعاً کوئی تاثیر نہیں اس پر اگر یہ شبہ وارد کیا جائے کہ اس صورت میں افعال مخلوقات کو ثواب و عذاب کا باعث قرار دینا غیر معقول بات ہے۔ یہ تو بالکل اس طرح ہوا جیسے پتھر کو کسی امر کا مکلف قرار دیں اور اس کے فعل پر اس کی مدح یا مذمت کریں۔

اس شبہ کے ازالے کے لیے میں کہتا ہوں کہ پتھر اور مکلفین میں فرق ہے۔ کیونکہ مدار تکلیف قدرت و ارادہ ہے۔ اور پتھر میں کوئی ارادہ نہیں لیکن چونکہ مکلفین میں بھی ارادہ حق تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے۔ حصول مراد میں ان کے ارادے کی کوئی تاثیر نہیں تو وہ ارادہ بھی میت کی طرح ہے۔ اس نے صرف اتنا کام کیا کہ ارادہ کے موجود ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حسب عادت اس شے کو پیدا فرما دیا۔ اور اگر قدرت کو کسی قدر مؤثر مان بھی لیں جیسا کہ علماء ماوراء النہر شکر اللہ سعیہم نے فرمایا ہے جب بھی ان میں تاثیر تو خدا تعالیٰ نے ہی پیدا کی ہے۔ جس طرح بھی اس نے پیدا کی ہے۔ تو اس کی تاثیر بھی بالکل بلا اختیار ہے تو اس کی تاثیر بھی جماد کی طرح ہے۔

مثلاً ایک شخص نے ایک پتھر کسی کی حرکت دینے سے اوپر سے نیچے آتے ہوئے دیکھا۔ وہ پتھر کسی حیوان کو لگا اور اسے ہلاک کر دیا۔ تو وہ شخص جس طرح اُس حیوان کو جماد جانتا ہے بالکل اسی طرح اس کی حرکت کو بھی جماد ہی جانتا ہے اور اس سے جو اثر مرتب ہوا ہے یعنی ہلاک کرنا اسے بھی جماد ہی جانتا ہے۔ لہٰذا ذوات، صفات اور افعال مخلوقات سب کے سب جماد محضہ اور اموات صرفہ ہیں پس وہی ذات حی و قیوم اور سمیع و بصیر ہے۔ اور علیم و خبیر اور اپنے ارادے کے مطابق جو چاہے کرنے والی ہے۔ آپ فرما دیں:

"اگر تمام سمندر میرے رب کے کلمات کے لیے سیاہی بن جائیں تو سمندر ختم ہو جائیں گے مگر میرے رب کے کلمات ختم نہ ہوں گے۔ اگر اتنے ہی اور سمندر مدد کو لائے جائیں"۔

بہت گستاخی کر دی ہے اور بے حد جرأت واقع ہو گئی ہے۔ کیا کیا جائے۔ بات کی چھائی نے جو جمیل مطلق (حق تعالیٰ) کی طرف سے ہے۔ اس بات پہ آمادہ کر دیا ہے کہ سخن اور سلسلہ کلام جس قدر دراز ہو جائے اچھا ہی ہے۔ اور یہ فقیر اس ذات کی طرف سے جو کچھ کہتا ہے بہت خوب دکھائی دیتا ہے۔ اس کے باوجود اپنے آپ کے لیے کچھ مناسبت نہیں پاتا کہ اس کی طرف سے بات کرے یا اس کا نام زبان پہ لائے ؎

ہزار بار بشستم دہن بمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن مرا نمے شاید

میں نے ہزار بار اپنا منہ مشک وگلاب سے دھویا۔ پھر بھی میں تیرا نام لینے کے لائق نہیں۔ ع

بندہ باید کہ حدِ خود داند
بندہ کو چاہیے کہ اپنی حد کو پہچانے

Marfat.com

عنایت اور توجہ کا امیدوار رہے۔ اپنی خرابی کے متعلق کیا عرض کرے۔ اپنے اندر جو عنایات بھی پاتا ہے، آپ کی توجہ عالی سے ہی پاتا ہے۔ ورنہ ع

من ہماں احمد پارینہ کہ ہستم ہستم

میں وہی پرانا احمد ہوں جو تھا۔

میاں شاہ حسین توحید وجودی کا راستہ رکھتا ہے اور اس میں حظ اٹھاتا ہے۔ دل میں آتا ہے اسے نکال کر حیرت کی طرف لایا جائے، جو مقصود ہے۔

محمد صادق بچپن کی وجہ سے اپنے آپ کو ضبط نہیں کر سکتا۔ اگر کسی سفر میں ہمراہ رہے تو بہت ترقیات حاصل کرے۔ دامن پہاڑ کی سیر میں ہمراہ تھا تو اسے بہت ترقی حاصل ہوئی۔ مقام حیرت میں غوطہ لگا چکا ہے۔ اور حیرت میں فقیر کے ساتھ پوری مناسبت رکھتا ہے شیخ نور بھی اسی مقام میں ہے۔ بہت ترقی کر چکا ہے۔

اس فقیر کے خویشوں میں سے ایک نوجوان ہے جس کا حال بہت اچھا ہے تجلیات برقیہ کے نزدیک ہے اور پوری طرح مستعد ہے۔

مکتوب نمبر (۱۹)

بعض حاجت مندوں کی سفارش کے سلسلہ میں۔ یہ مکتوب بھی اپنے مرشد بزرگوار کو لکھا۔

حقیر ترین خادم کی عرضداشت یہ ہے کہ ایک شخص لشکر سے آیا ہے۔ اس نے بتایا ہے دہلی اور سرہند کے وظیفہ لینے والے فقراء کے وظائف کی مقدار جو فصل خریف سے تعلق رکھتی ہے، اس بلند درگاہ کے ملازموں کے حوالے کر دی گئی ہے۔ تحقیق حق کے بعد مستحقین تک پہنچا دیں۔ اس بنا پر یہ گستاخی کی جا رہی ہے کہ فصلانے کے ہزار ٹکے شیخ ابوالحسن حافظ اور صاحب علم کے لیے اور ہزار ٹکے شیخ شاہ محمد حافظ کے نام پر سرکار نواب شیخ کی طرف سے مقرر ہیں۔ یہ دونوں مذکورہ حضرات زندہ اور قائم ہیں۔ ان کے بارے میں کوئی شبہ نہیں۔ انہوں نے اپنا کوئی آدمی بھیجا ہے جو با اعتماد ہے اگر اس خبر کو سچ تسلیم کر لیں تو ان دونوں کے وظیفے کی رقم اس عریضہ لانے والے کے حوالے کر دیں۔ یہ دونوں حضرات اس وقت سرہند میں ہیں۔

Marfat.com

مکتوب نمبر (۲۰)

یہ خط بھی بعض حاجت مندوں کی سفارش کے سلسلہ میں اپنے مرشد بزرگوار کو لکھا۔

احقر ترین خادم کی عرضداشت حبیب اللہ سرہندی کی والدہ اور اس کی زوجہ منکوحہ اور دوسرے خادموں کے وظائف کے بارے میں۔ تحریر کردہ عریضہ کے اندر اس بلند درگاہ کے خادموں کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ اگر ان کے وظائف کی رقم دہلی میں آچکی ہو تو مولانا علی کو فرمادیں کہ ان کی تسلی کردیں۔ ان میں سے بعض وکالتہ اور اصالتہ آچکے ہیں۔ اگر مبلغات نہ آئے ہوں تو بھی چونکہ مذکورہ حضرات زندہ اور قائم موجود ہیں، ان کے پروانجات کی تصحیح فرمادیں — زیادہ گستاخی ہے۔

مکتوب نمبر (۲۱)

درجاتِ ولایت خاصکر ولایتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کے بارے میں۔ نیز طریقہ نقشبندیہ علیہ قدس سرہم کی مدح وثنا اور ان کی نسبت کی بلندی اور دوسرے تمام سلاسل سے افضل ہونے اور اس بیان میں کہ ان کا حضور دائمی ہے۔ شیخ محمد مکیؒ ولد حاجی قاضیؒ موسیٰ لاہوری کی طرف لکھا گیا۔

آپ کا مکتوب شریف ولطیف اس عبد ضعیف ونحیف کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اجر وثواب کو عظیم کرے، تمہارے کام آسان کرے، تمہیں شرح صدر نصیب فرمائے اور تمہارے عذر قبول کرے بحرمت سید البشر جو بصر کی کجی سے پاک ومطہر ہیں۔ علیہ وعلیٰ آلہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا

میرے بھائیو! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جب تک وہ موت جو حسی موت سے پہلے ہے جسے اہل اللہ کے ہاں فنا سے تعبیر کرتے ہیں حاصل نہ ہو اس پاک جناب تک وصول میسر نہیں آسکتا۔ بلکہ آفاق سے تعلق رکھنے والے معبودانِ باطلہ اور نفسانی خواہشات کے الہوں کی عبادت سے نجات حاصل نہیں ہوسکتی اور نہ اس وقت تک حقیقتِ اسلام اور کمال ایمان میسر آسکتا ہے۔ تو مقبول بندوں کے گروہ اور اولیاء کے درجے میں بندہ کیسے داخل ہوسکتا ہے۔ حالانکہ اطوارِ ولایت میں یہ فنا پہلا قدم ہے جو رکھا جاتا ہے

Marfat.com

اور یہ سب سے پہلا کمال ہے جو ابتدا میں حاصل ہوتا ہے، اول ولایت سے اس کے آخر کا حال اس کی ابتداء سے اس کی انتہا کو قیاس کرنا چاہیے۔ فارسی میں کیا ہی اچھا کہا گیا ہے ع

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

میرے باغ کی رعنائی سے میری بہار کا اندازہ کرلو

اور فارسی میں یوں بھی کہا گیا ہے ؂

سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

سال کی خوبی اس کی بہار کی خوبی کی وجہ سے ہے

اوپر نیچے ولایت کے بہت سے درجات ہیں۔ کیونکہ ہر نبی کے قدم پر ایک ولایت ہے جو اس سے خاص ہے۔ اور سب سے اعلیٰ درجے کی ولایت وہ ہے جو ہمارے نبی علیہ وعلیٰ جمیع اخوانہ من الصلوات انمہا ومن التحیات ایمنہا۔ اس لیے کہ تجلی ذاتی جس میں اسماء صفات شیون و اعتبارات کا نہ بطور ایجاب اور نہ بطور سلب کوئی اعتبار نہیں۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولایت کے ساتھ مخصوص ہے، اور علم و عین ہر لحاظ سے تمام وجودی اور اعتباری حجابات کا اٹھ جانا اسی مقام میں حاصل ہوتا ہے۔ اس وقت وصل پوری طرح نصیب ہوتا ہے اور وجد درجہ گمان میں نہیں بلکہ حقیقتاً حاصل ہو جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والوں میں سے کاملین کو نصیب کامل اور حصہ وافر اس نادر الوجود مقام سے عطا ہوتا ہے۔

تو اگر تم لوگ اس بلند درجہ دولت اور اس درجہ علیا کے حصول کی توجہ رکھتے ہو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع و پیروی کو مضبوط پکڑو۔

اور اکثر مشائخ رحمہم اللہ کے نزدیک یہ تجلی برقی ہے۔ یعنی حضرت ذات جل سلطانہٗ سے تمام حجابات کا اُٹھ جانا۔ بجلی کی طرح تھوڑے سے وقت کے لیے ہوتا ہے پھر اسماء وصفات کے پردے لٹکا دیے جاتے ہیں اور انوار ذات کی شعاعیں پھر پوشیدہ ہو جاتی ہیں۔ تو حضور ذاتی بجلی کی مانند ایک لمحہ کے لیے ہوتا ہے۔ اور اکثر اوقات غیبت ذاتی ہی رہتی ہے۔ اور ان مشائخ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے نزدیک حضور ذاتی دائمی کا اعتبار ہے۔ زائل ہونے اور غیبت سے بدل جانے والے حضور کا کوئی اعتبار نہیں۔ لہٰذا ان اکابر کا کمال تمام کمالات سے بڑھ کر ہے اور ان کی نسبت تمام نسبتوں سے فوقیت رکھتی ہے۔ جیسا کہ ان کی عبارات میں واقع ہو چکا ہے کہ ہماری نسبت تمام نسبتوں سے اوپر ہے۔ اور نسبت سے ان کی مراد حضور ذاتی دائمی ہے۔

اور زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ان کاملین کے طریقہ میں ابتداء انتہاء میں درج ہے۔ اور اس معاملہ میں ان کی اقتداء حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام کے ساتھ ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کی پہلی صحبت میں وہ کچھ پا گئے جو دوسروں کو نہایت میں جاکر میسر آتا ہے۔ اور نہایت کے بدایت میں درج ہونے سے ہوتا ہے۔ تو جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت تمام انبیاء و رسل علیہم الصلوات والتسلیمات کی ولایتوں سے فائق و اعلیٰ ہے اسی طرح ان اکابر کی ولایت تمام اولیاء قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی ولایتوں سے فائق و اعلیٰ ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو، حالانکہ ان اکابر نقشبندیہ قدس اسرارہم کی ولایت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے۔

ہاں دوسرے سلاسل کے بعض کاملین کو بھی یہ نسبت نصیب ہوئی ہے۔ لیکن وہ بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت سے اخذ کرکے۔ جیسا کہ حضرت ابو سعید خراز نے اس نسبت کے دوام حصول کی خبر دی ہے۔ کیونکہ اس شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جبہ شریف پہنچا تھا۔ جیسا کہ صاحب نفحات (مولانا جامی قدس سرہٗ) نے نقل کیا ہے۔

اس طریقہ نقشبندیہ عالیہ کے ان بعض کمالات کے اظہار سے مقصود طالبان فقر کو اس طریقہ کی طرف رغبت دلانا ہے۔ ورنہ میں اس سلسلہ کے کمالات کی شرح کہاں کرسکتا ہوں۔ مولوی معنوی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

شرح او حیف است با اہلِ جہاں — ہمچوں رازِ عشق باید در نہاں
لیک گفتم وصف او تا رہ برند — پیش ازاں کز فوت او حسرت خورند

اس کی شرح اہل جہان کے سامنے کرنا ظلم و ستم ہے۔ جس طرح رازِ عشق پوشیدہ ہی رہے تو بہتر ہے۔ لیکن اس کی صفت اس لیے بیان کردی ہے تاکہ لوگ اس راہ کو اختیار کریں۔ اس سے قبل کہ اس کے فوت اور ہاتھ سے نکل جانے کے بعد حسرت اور افسوس کریں۔

آپ کو سلام علیکم اور ان تمام کو جو ہدایت کے پیروکار ہیں۔

مکتوب نمبر (۲۲)

روح اور نفس کے درمیان وجہ تعلق اور ان کے عروج و نزول اور فنا جسدی و روحی اور ان دونوں کے بقا اور مقام دعوت اور اولیاء کرام میں سے ذاتِ حق میں ہی مستہلک اور مستغرق شدہ اور

Marfat.com

دعوت کی طرف رجوع کرنے والے اولیاء کرام کے درمیان فرق کے بیان میں ــــ شیخ عبدالمجید بن شیخ محمد مفتی لاہوری کی طرف لکھا۔

وہ ذات پاک ہے جس نے نور و ظلمت کو جمع کر دیا۔ اور لامکانی جہت سے مبرا کو ممکن شے کے ساتھ جو جہت میں موجود ہے ملا دیا تو نور کے لیے ظلمت کو محبوب بنا دیا اور نور کو ظلمت پر عاشق کر دیا۔ نور کا ظلمت کے ساتھ کمال محبت کے ساتھ تعلق اور ربط قائم کر دیا' تاکہ اس طرح نور کی جلاء میں مزید نورانیت پیدا ہو جائے۔ اور ظلمت کے ساتھ پڑوس کے باعث نور کی صفائی درجہ کمال کو پہنچ جائے جس طرح آئینہ کو جب خوب صاف اور صیقل کرنا اور اس کی لطافت کا اظہار کرنا چاہتے ہیں تو اولاً شیشہ پر مٹی ڈالتے ہیں' تاکہ مٹی کی ظلمت اس کے ساتھ لگنے سے اس کی خوب صفائی ہو۔ اور کثافت طبعی کے تعلق سے اس کی رونق دوبالا ہو۔

تو اس نور کو پہلے جو شہود قدسی حاصل تھا یہ اس کو بھول گیا۔ بلکہ اپنے معشوق ظلمانی میں استغراق اور ہیکل جسمانی کے ساتھ تعلق کی وجہ سے یہ نور اپنی ذات اور توابع وجود کو بھی فراموش کر گیا۔ اور اس کے ساتھ صحبت اور ہم نشینی کے باعث اصحاب مشئمہ میں سے ہو گیا۔ اور اس کی مجاورت اور پڑوس کی وجہ سے اصحاب میمنہ کی کرامات کو بھی ضائع کر گیا۔ تو اگر اسی استغراق کی تنگی میں پڑا رہا' اور فضاء اطلاق کی طرف نہ نکلا تو اس پر افسوس اور بہت افسوس' کیونکہ اسے مقصود میسر نہ آسکا اور اپنی استعداد کا جوہر ضائع کر دیا۔ تو دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ اور اگر نیکی اس کی طرف سبقت کر کے آگئی۔ اور اعلیٰ درجے کی عنایت اس کے شامل حال ہو گئی۔ اور اس نے سر اٹھا لیا۔ اور جس کو گم کر چکا تھا پا لیا اور یہ کہتے ہوئے الٹے پاؤں لوٹ آیا ؎

الیک یا منیتی حجی و معتمری   ان حج قوم الی ترب واحجار

اے میری آرزو! میرا حج اور عمرہ تیری ہی طرف ہے۔ اگرچہ دوسرے لوگ خاک اور پتھروں کی عمارت کی طرف حج کو جاتے ہیں۔

اور اگر احسن طریقہ پر مطلوب مقدس کے مشاہدہ میں دوبارہ استغراق حاصل ہو گیا۔ تو اس وقت ظلمت نور کے تابع ہو جاتی ہے۔ اور نور کے غالب انوار میں درج ہو جاتی ہے۔ جب یہ استغراق اس حد کو پہنچتا ہے کہ اپنے ظلمانی متعلق کو بالکل فراموش کر دیتی ہے اور ایسا شخص اپنے نفس اور اس کے توابع وجود سے بھی کلیتہً بے خبر ہو جاتا ہے۔ اور نور الانوار کے مشاہدہ میں ہلاک ہو جاتا ہے' اور پردوں کے پیچھے کے مطلوب کا حضور نصیب ہو جاتا ہے تو فنا جسمانی اور روحانی سے مشرف ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

اور اگر اسے فنا کے بعد اس مشہود کے ساتھ بقا بھی حاصل ہو جاتی ہے تو اس کے لیے فنا و بقا کی دو جہتیں حاصل ہو جاتی ہیں اور اس وقت ہر ولایت کا اطلاق درست ہو جاتا ہے۔ اس وقت اس کا حال دو باتوں سے خالی نہیں ہوتا۔ یا تو بالکلیہ دائماً مشہود میں استغراق و استہلاک ہو جاتا ہے، یا مخلوق کو خدا کی طرف دعوت دینے میں مصروف ہو جاتا ہے۔ اس طرح کہ اس کا باطن تو خدا کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کا ظاہر مخلوق کے ساتھ۔ اس وقت نور اس میں پائی جانے والی ظلمت سے خلاصی پا جاتا ہے اور مطلوب کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اور اس خلاصی کے باعث وہ اصحاب یمین میں سے ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ہاں اگرچہ یمین و شمال کچھ بھی فی الحقیقۃ نہیں ہے۔ پھر بھی یمین اس کے حال و کمال کے زیادہ مناسب و اولیٰ ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ جہت خیر کا جامع ہے۔ ویسے اللہ تعالیٰ کے یمین و شمال یمن و برکت دونوں میں مشترک ہیں۔ جیسا کہ واجب تعالیٰ عز شانہٗ کی شان میں واقع ہو چکا ہے کہ اس کے دونوں ہاتھ یمین ہیں۔ اور یہ ظلمت اس نور سے مقام عبادت اور ادائے طاعت کے مقام میں اتر آتی ہے اور نور لامکانی سے ہماری مراد روح ہے بلکہ اس کا خلاصہ اور ظلمت جو جہت سے مقید ہے اس سے نفس مراد ہے۔ اسی طرح باطن سے روح اور ظاہر سے نفس مراد ہے۔

اگر کوئی یہ شبہ پیش کرے کہ اولیاء مستہلکین (ذات حق میں مستغرق) کو بھی اس عالم کا شعور ہوتا ہے اور ان کی بھی اس جہان کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ اور وہ بھی اپنے بنی نوع سے خلط ملط اور میل جول رکھتے ہیں تو پھر استہلاک اور عالم قدس کی طرف دائماً بالکلیۃ توجہ رہنے کے کیا معنی ہیں اور ان اولیاء مستہلکین اور دعوت و ارشاد کے لیے رجوع کردہ اولیاء کرام کے درمیان کیا فرق ہوا؟

تو ہم اس شبہ کے جواب میں کہتے ہیں کہ استہلاک اور بالکلیۃ توجہ نفس کے انوار روح میں درج ہونے کے بعد نفس اور روح کی دونوں توجہ سے عبارت ہے، جیسا کہ اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے۔ اور یہاں اور اس جیسی چیزوں کا شعور حواس، قویٰ اور جوارح سے ہوتا ہے جو نفس کے لیے بمنزلہ تفصیل ہیں تو ان اولیاء مستہلکین کا مجمل اور خلاصی یافتہ باطنی حصہ تو مطالعہ مشہود کے اندر انوار روح کے ضمن میں مستہلک و فانی ہوتا ہے اور ان کی تفصیل شعور سابق پر ہی باقی رہتی ہے۔ اس میں کوئی فتور لاحق نہیں ہوتا۔ بخلاف ان اولیاء کرام کے جو دعوت و ارشاد کی خاطر جہان کی طرف رجوع کیے ہوئے ہیں۔ کہ ان کا نفس مطمئنہ ہونے کے بعد دعوت کے لیے انوار روح سے نکل آتا ہے اور اسے اس وقت اس عالم سے مناسبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس مناسبت کے سبب اس کی دعوت مقام اجابت میں آجاتی ہے۔ لیکن یہ بات کہ نفس درجہ اجمال میں ہے اور حواس وغیرہ درجہ تفصیل میں، تو اس کی وجہ

Marfat.com

یہ ہے کہ نفس کا تعلق قلب صنوبری سے ہے۔ اور حقیقت جامعہ قلبیہ کے واسطے سے روح کا تعلق اس سے ہے۔ اور روح کی طرف سے وارد ہونے والے فیوض اولاً نفس پر وارد ہوتے ہیں۔ پھر اس سے تفصیل کے ساتھ قویٰ اور جوارح تک پہنچتے ہیں۔ تو ان حواس و قویٰ کا اجمالی طور پر خلاصہ نفس میں موجود ہوتا ہے لہٰذا اس تحقیق سے دونوں قسم کے اولیاء کرام کے درمیان فرق ظاہر و واضح ہوگیا۔

اور یہ بات بھی جاننے کے لائق ہے کہ پہلا گروہ ارباب سُکر میں سے ہے اور دوسرا اصحاب صحو میں سے۔ شرافت پہلے کو حاصل ہے اور فضیلت دوسرے کو۔ پہلا مقام ولایت کے مناسب حال ہے اور دوسرا نبوت کے مناسب حال۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کرامات اولیاء سے مشرف کرے، اور کمال متابعت انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہٗ علیٰ نبینا و علیھم و علیٰ جمیع اخوانہ من الملٰئکۃ المقربین والعباد الصالحین الیٰ یوم الدین پر ثابت قدمی نصیب کرے۔ آمین۔

کاتب الحروف اگرچہ عجمی ہونے کی وجہ سے عربی جیسی چاہیے نہیں جانتا۔ لیکن چونکہ آپ کا مکتوب شریف عربی میں تھا، تو اس طرف سے بھی آپ کے طریقۂ املا پر ہی تحریر کر دیا گیا۔ سلام ہے مُہر کلام۔

مکتوب نمبر (۲۳)

پیر ناقص سے طریقہ اخذ کرنے سے روکنے اور اس کے نقصان و ضرر اور اہل کفر سے مشابہ القاب سے منع کرنے کے بیان میں ـــــ عبدالرحیم المشہور بخان خاناں کے خط کے جواب میں اس کی طرف ارسال کیا گیا۔

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ہمیں اور تمہیں ایسی قیل و قال سے نجات دے جو حال سے خالی ہے۔ اور اس علم سے بھی نجات عطا فرمائے جو عمل سے محروم ہے بحرمتہ سید البشر جو ہر کالے اور گورے کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ علیہ و علیٰ آلہ من الصلوات افضلھا و من التسلیمات اکملھا ـــــ اور اللہ تعالیٰ اس بندے پر بھی رحم فرمائے جو اس پر آمین کہے۔

باسعادت و باصداقت برادر نے تمہارا خط پہنچایا۔ اور زبان ترجمان سے تمہاری جناب کا حال نقل کیا جو نقل کیا۔ تو میں نے یہ شعر پڑھا ؎

اھلاً لسعدیٰ والرسول و حبذا | وجہ الرسول لحب وجہ المرسل

Marfat.com

ترجمہ: اے سُعدیٰ (معشوقہ) اور اے اس کے قاصد! تم اپنے اہل میں تشریف لائے ہو۔ اور تمہاری طرف سے آنے والے قاصد کا چہرا کس قدر حسین ہے۔ کیونکہ روانہ کرنے والے کا چہرہ بڑا محبوب ہے۔

اے ظہور کمالات کے لائق برادر عزیز! اللہ تعالیٰ تمہیں قوت سے فعل کی طرف لائے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ تو اس شخص پر افسوس جس نے اس میں کچھ نہ بویا اور زمین استعداد کو خالی رکھا اور تخم اعمال کو ضائع کر دیا۔

اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ زمین کو ضائع کرنا اور خالی رکھنا دو طرح پر ہے۔ ایک یہ کہ اس میں کچھ نہ بوئے۔ دوسرا یہ کہ اس میں خبیث اور ردی تخم ڈالے۔ بیج ضائع کرنے کی یہ دوسری قسم ضرر و فساد میں پہلی قسم سے بہت زیادہ ہے، جیسا کہ مخفی اور پوشیدہ نہیں۔ اور بیج کی خرابی اور فساد یہ ہے کہ انسان پیر ناقص سے اخذ طریقہ کرے اور اس کے راستہ پر چلے۔ کیونکہ پیر ناقص اپنی خواہش نفس کا تابع اور پیروکار ہوتا ہے۔ اور جس چیز میں خواہش اور ہوائے نفسانی کی آمیزش ہو وہ مؤثر نہیں ہو سکتی۔ اور اگر اثر کرے گی بھی تو خواہش نفس کی ہی معاونت کرے گی۔ تو اس طرح تاریکی پر تاریکی میں اضافہ ہو گا۔

دوسری خرابی یہ ہے کہ پیر ناقص اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ تک پہنچانے والے راستوں اور نہ پہنچانے والے راستوں میں تمیز و فرق نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ خود اب تک غیر واصل ہے۔ نیز یہ پیر ناقص طالبوں کی مختلف استعدادوں میں تمیز نہیں کر سکتا۔ اور جب طُرق جذبہ (سیر انفسی) اور طریق سلوک (سیر آفاقی) میں تمیز نہیں کر سکتا تو عین ممکن ہے کہ ایک طالب کی استعداد طریق جذبہ سے مناسبت رکھتی ہو، اور ابتدائے حال میں طریق سلوک سے مناسبت نہ ہو۔ اور پیر ناقص طرق مختلفہ اور استعدادات مختلفہ میں تمیز نہ کر سکنے کی وجہ سے ابتداء سے طریقہ سلوک پر چلا دے، تو طالب کو بھی گمراہی میں ڈال دے۔ جس طرح خود گمراہی میں پڑا ہوا ہے۔

پس شیخ کامل، کامل کرنے والا جب اس طالب کی تربیت کا ارادہ کرے گا، اور اسے راہ عرفان پر چلانا چاہے گا، تو اولاً اسے پیر ناقص کی پیدا کردہ خرابی اور پیر ناقص کے سبب پیدا شدہ فساد کی اصلاح کی ضرورت پڑے گی۔ اس کے بعد اس کی زمین استعداد کے مطابق صالح اور مناسب بیج ڈالیگا تب جا کر اچھے پودے اُگیں گے۔

مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ　　خبیث و ردی کلمہ کا حال خبیث اور ردی درخت

Marfat.com

اجتُثّت مِن فَوقِ الاَرضِ مَا لَهَا مِن قَرَارٍ۔	کی طرح ہے جو زمین کے اوپر ہی سے اکھیڑ لیا گیا ہو اس کے لیے کوئی قرار و استحکام نہ ہو۔
وَمَثَلُ کَلِمَۃٍ طَیِّبَۃٍ کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصلُھَا ثَابِتٌ وَّ فَرعُھَا فِی السَّمَآءِ	اور اچھے کلمے کا حال اچھے درخت کی طرح ہے جس کی جڑ زمین میں مضبوط اور ثابت ہو اور اس کی شاخیں آسمان میں ہوں۔

پس کامل، کامل بنانے والے شیخ کی صحبت کبریت احمر (سُرخ گندھک) ہے۔ اس کی نظر دوا اور اس کی باتیں شفا ہیں۔ اور اس کے بغیر تو خار دار درخت پر ہاتھ پھیرنے والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کے طریقہ پر قائم اور ثابت رکھے۔ کیونکہ متابعت شریعت ہی اصل کار اور مدار نجات، مناط سعادت ہے۔ فارسی میں کیا ہی اچھا کہا گیا ہے ؎

محمد عربی کابروئی ہر دو سرا است
کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سر او

محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو دنیا اور آخرت دونوں کے سردار ہیں۔ جو شخص آپ کے دروازے کی خاک نہیں بننا چاہتا اس کے سر پہ خاک پڑے (وہ ذلیل و نامراد ہو)

ہم اس مقالے کو حضور سید المرسلین کی صلوات پر ختم کرتے ہیں۔ آپ پر تسلیمات، تحیات، اور برکات کا نزول ہوتا رہے۔

التتمہ:

کمال تعجب کی بات یہ ہے کہ برادر باسعادت نے نقل کیا ہے کہ اس کے ہمنشینوں میں سے بعض ایسے فاضل شعراء ہیں جنہوں نے اشعار میں اپنا لقب کفری رکھا ہوا ہے۔ حالانکہ یہ شاعر سادات عظام اور نقبائے (بہتر) کرام میں سے ہے۔ کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ اسے اس بین الشناعۃ بُرے اسم پر کس چیز نے برانگیختہ کیا ہے۔ مسلمان کے لیے مناسب ہے کہ اس بُرے نام سے شیر سے بھی زیادہ بھاگے اور اس سے پوری طرح نفرت و کراہت کرے۔ کیونکہ یہ اسم اور اس کا مسمّٰی دونوں اللہ سبحانہٗ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں ناپسند و مبغوض ہیں۔ مسلمانوں کو تو حکم ہے کہ اہلِ کفر سے عداوت رکھیں اور ان پر سختی کریں۔ لہٰذا ایسے بُرے اسم سے احتراز و پرہیز ضروری اور واجب ہے۔

اور بعض مشائخ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی عبارات میں غلبہ سکر میں جو کفر کی مدح اور زنار

Marfat.com

وغیرہ باندھنے کی ترغیب واقع ہوئی ہے' اس کے ظاہری معنی مراد نہیں ہیں اور ان کی تاویل کی گئی ہے۔ کیونکہ مستوں کا کلام ٹھیک معنی پر محمول کیا جاتا ہے۔ اور ظاہری اور قریب الفہم معنی پر محمول نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ وہ غلبہ سکر کے باعث ان ممنوعات کے ارتکاب میں معذور ہیں۔ کیونکہ ان بزرگواروں کے نزدیک کفر حقیقت اسلام حقیقی کی نسبت سراسر نقص اور خراب ہے۔ اور غیر مست اور غیر مغلوب الحال لوگ ان کی تقلید کرنے میں ان کے نزدیک اور اہل شرع کے نزدیک بھی قطعاً غیر معذور ہیں کیونکہ ہر شے کا ایک موسم اور وقت خاص ہوتا ہے۔ کہ اس وقت میں وہ شے اچھی اور گوارا ہوتی ہے۔ اور دوسرے وقت میں وہی شے قبیح ہو جاتی ہے۔ اور عقلمند ایک وقت کو دوسرے وقت پر قیاس نہیں کرتا۔ لہٰذا میری طرف سے انہیں کہیں کہ وہ اس لقب کو بدل کر کوئی اچھا اور اسلامی لقب اختیار کریں۔ کیونکہ مسلمان کے حال و قال کے موافق کوئی اسلامی لقب ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پسندیدہ دین کی طرف منسوب کرنا چاہیے۔ اور تہمت اور برائی کے مقامات سے اجتناب کرنا چاہیے۔ جیسا کہ ہمیں اس کا حکم ہے:

اِتَّقُوْا مِنْ مَوَاضِعِ التُّهَمِ — تہمت کے مقامات سے بچو۔

نہایت سچا اور بے غبار کلام اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ — مومن غلام مشرک آزاد سے بہتر ہے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ — ہر متبع ہدایت پر سلامتی کا نزول ہو۔

مکتوب نمبر (۲۴)

اس امر کے بیان میں کہ صوفی کائن ہے اور بائن ہے۔ اور دل کا تعلق ایک سے زیادہ کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ اور محبت ذاتی کا ظہور محبوب کی طرف سے آنے والے رنج و انعام کو برابر کر دیتا ہے۔ اور مقربین اور ابرار کی عبادت کے فرق اور اولیاء مستہلکین اور دعوت و ارشاد پر مامور اولیاء کرام کے درمیان فرق و امتیاز کے بیان میں ——— محمد قلیج خان کی طرف ارسال فرمایا

بحرمتہ حضور سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ تمہیں سلامت رکھے اور خیر و عافیت عطا فرمائے۔

انسان اس کے ساتھ ہوتا ہے جس کے ساتھ اس کی محبت ہوتی ہے۔ تو وہ شخص بہت ہی مبارک

Marfat.com

ہے جس نے اپنے قلب میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے علاوہ کسی کی محبت باقی نہیں رکھی۔ اور جس کی مراد اور مقصود وہ بلند و مقدس ذات ہو چکی ہے۔

تو ایسا شخص فی الحقیقۃ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے' اگرچہ بظاہر مخلوق کے ساتھ ہو اور صورتاً مخلوق کے ساتھ مشغول و مصروف ہو۔ یہی کائن بائن صوفی کی شان ہے۔ کائن یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے والا۔ بائن یعنی حقیقۃ مخلوق سے جدا اور الگ ہونے والا۔ یا کائن سے مراد ہے صورتاً مخلوق کے ساتھ ہونے والا' اور بائن یعنی فی الحقیقۃ ان سے الگ اور جدا۔ اور قلب کی محبت ایک سے زیادہ اشیاء کے ساتھ نہیں ہو سکتی۔ تو جب تک اس کا تعلق حُبّی اس ایک کے ساتھ رہے گا اس کے ماسوا کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔

اور یہ جو انسان کی بہت مرادیں اور کثیر اشیاء مثلاً مال' اولاد' سرداری' مدح' لوگوں کے سامنے بلندی رتبہ کے ساتھ تعلق محبت محسوس ہوتا ہے' تو یہاں بھی فی الواقع اس کا محبوب ایک ہی شے ہے' اور وہ اس کا نفس ہے۔ اور ان سب کے ساتھ محبت اپنے نفس کے ساتھ محبت کی فروعات ہیں۔ کیونکہ ان اشیاء کی چاہت اپنے نفس کے لیے ہوتی ہے' نہ کہ بذاتِ خود ان اشیاء کے ساتھ۔ تو جب اس کی اپنے نفس سے محبت ختم ہو گئی تو بالتبع ان اشیاء کے ساتھ محبت بھی ختم ہو گئی۔ اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ بندے اور رب کے درمیان انسان کا اپنا نفس ہی حجاب ہے۔ دوسری کائنات حجاب نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کائنات بندے کی مراد و مطلوب نہیں تاکہ حجاب بنے۔ بلکہ بندے کی مراد اور اس کا مطلوب خود اس کا اپنا نفس ہے۔ لہٰذا فی الواقع وہی حجاب بھی ہے۔ تو جو شخص اپنے نفس کی چاہتوں سے بالکلیہ خالی نہ ہو رب تعالیٰ کو اپنا مطلوب و مراد نہیں بنا سکتا۔ اور نہ اس کے دل میں حق تعالیٰ کی محبت کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ اور یہ اعلیٰ درجہ کی دولت فناء مطلق کے ساتھ ہی متحقق و موجود ہو سکتی ہے۔ اور یہ فناء مطلق تجلی ذاتی سے وابستہ ہے۔ کیونکہ ظلمات اور تاریکیوں کا مکمل طور پر اُٹھنا اسی وقت متصور ہو سکتا ہے جب سورج پورے طور پر طلوع ہو کر چمکنا شروع کر دے۔ تو جب یہ محبت جسے محبت ذاتی سے تعبیر کرتے ہیں' حاصل ہو جاتی ہے' تو محب کے نزدیک محبوب کی طرف سے ہونے والے انعامات اور اس کی طرف سے آنے والے مصائب و آلام برابر حیثیت اختیار کر جاتے ہیں اور اس وقت اخلاص کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔ اب وہ خدا تعالیٰ کی عبادت و بندگی صرف اس کی رضا کے لیے کرتا ہے' طلب انعام یا دفع آلام کے لیے نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں اس کے نزدیک برابر ہو چکی ہیں۔ یہ مقربین کا مرتبہ ہے۔ کیونکہ ابرار تو اس کی عبادت طمع اور خوف کی بنا پر کرتے ہیں۔ اور طمع اور

خوف کا تعلق اور واسطہ خود ان کی اپنی ذوات سے ہوتا ہے۔ اور یہ کوتاہی اس بنا پر ہے کہ انہیں محبت ذاتی کی سعادت نصیب نہیں ہوتی۔

اس تحقیق سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ ابرار کی نیکیاں مقربین کے لیے برائیوں کا حکم رکھتی ہیں۔ تو ابرار کی حسنات ایک لحاظ سے حسنات ہیں اور ایک لحاظ سے سیئات۔ اور مقربین کی حسنات من کل الوجوہ حسنات ہیں۔

ہاں کچھ مقربین ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کی عبادت و بندگی طمع اور خوف کے تحت کرتے ہیں۔ بقاء اکمل اور عالم اسباب کی طرف نزول کرنے کے بعد۔ لیکن ان کے خوف اور طمع کا تعلق ان کی اپنی ذوات کے ساتھ نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے طمع اور اس کی ناراضگی کے خوف سے عبادت وبندگی کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر وہ جنت طلب کرتے ہیں تو اپنے حظوظ نفسانی کے لیے نہیں بلکہ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا مقام ہے۔ اور اگر دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں تو اپنے نفوس سے دفع عذاب الم کے لیے نہیں، بلکہ اس لیے کہ وہ حق تعالیٰ کی ناراضگی کا مقام ہے۔ کیونکہ یہ اکابر اپنے نفسوں کی غلامی سے آزاد ہو چکے ہیں اور خالص اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ہو چکے ہیں۔ اور مقربین میں سب سے اعلیٰ مرتبہ اور اس مرتبہ والے کو مرتبہ ولایت خاصہ کے حصول کے بعد مقام نبوت کے کمالات سے پورا حصہ ملتا ہے۔ اور ان مقربین میں سے جو اولیاء ارشاد و دعوت کی غرض سے عالم اسباب کی طرف نزول نہیں فرماتے وہ اولیاء مستہلکین ہیں (یعنی ذات ہی میں منہمک و مستغرق)۔ ان کو مقام نبوت کے کمالات سے کچھ حصہ نہیں ملتا۔ اور یہ تکمیل کے اہل بھی نہیں ہوتے، بخلاف پہلے گروہ کے۔ کہ وہ تکمیل کی اہلیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان اکابر کی محبت و عقیدت عطا کرے۔ بحرمتہ سید البشر علیہ علیٰ آلہ واتباعہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا۔ کیونکہ انسان اس کے ساتھ شمار ہوتا ہے جس سے محبت رکھتا ہے۔ اول و آخر سلام

مکتوب نمبر (۲۵)

حضور سید المرسلین اور آپ کے خلفاء راشدین علیہ وعلیہم من الصلوات اکملہا ومن التسلیمات اتمہا کی متابعت کی ترغیب وتحریض کے بیان میں ــــــ خواجہ جہاں کو لکھا گیا۔

اللہ تعالیٰ تمہارے دل کو سلامتی عطا کرے۔ تمہارے سینہ کو کشادہ کرے۔ تمہارے نفس کو

Marfat.com

پاکیزگی عطا کرے اور تمہارے پوست بدن کو نرم کرے۔ یہ سب کچھ بلکہ روح، سر، خفی اور اخفیٰ کے تمام کمالات کا حصول حضور سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا کی متابعت اور پیروی کے ساتھ وابستہ ہیں۔ لہٰذا تم پر حضور سرور کائنات اور آپ کے بعد آپکے خلفاء راشدین جو ہدایت دینے والے اور ہدایت یافتہ ہیں، کی متابعت لازم وضروری ہے کیونکہ خلفاء راشدین ہدایت کے ستارے اور ولایت کے آفتاب ہیں۔ تو جس کو ان کی پیروی کا شرف نصیب ہوگیا وہ عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوگیا۔ اور جس کی سرشت میں ان کی مخالفت ڈال دی وہ دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

بقیہ مقصود یہ ہے کہ مرحوم الشیخ سلطان کے دونوں بیٹے پریشانی اور تنگی معاش میں مبتلا ہیں۔ آپ سے التماس ہے کہ ان کی مدد واعانت فرمائیں۔ ان کی امداد آپ کے شایان شان ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوگوں کی حاجت برآری کی توفیق بخشی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی توفیق میں مزید اضافہ کرے۔ اور خیر وبھلائی کو آپ کا رفیق وساتھی بنائے۔ آپ کو اور ہر متبع ہدایت کو سلام۔

مکتوب نمبر (۲۶)

اس امر کے بیان میں کہ شوق ابرار کو ہوتا ہے۔ مقربین کو نہیں ہوتا۔ اور اس مقام کے مناسب علوم کے بیان میں ——— دانش مند شیخ مولانا حاجی محمد لاہوری کو لکھا گیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں شریعت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کے طریقہ پر قائم و ثابت رکھے۔

حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے کہ ابرار کو میری ملاقات کا شوق عرصہ دراز سے دامنگیر ہے اور میں ان کی ملاقات کا شوق ان سے بھی زیادہ رکھتا ہوں۔ اللہ سبحانہ نے اس کلام میں ابرار کے لیے شوق ثابت کیا ہے۔ کیونکہ مقربین واصلین کو کوئی شوق نہیں ہوتا کیونکہ شوق کسی شئے کے گم ہونے کا متقاضی ہے۔ اور گم ہونا مقربین کے حق میں مفقود ہے۔ دیکھتے نہیں کہ انسان اپنی ذات کا مشتاق نہیں ہوتا۔ حالانکہ اسے اپنی ذات سے انتہا درجہ کی محبت ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ انسان کی اپنی ذات مفقود نہیں۔ تو مقرب واصل کا حال جو حق تعالیٰ کے ساتھ باقی اور اپنے نفس سے فانی ہو چکا ہے۔ حق تعالیٰ کے ساتھ بالکل اسی طرح ہوتا ہے جس طرح انسان کا اپنی ذات کے ساتھ تعلق

Marfat.com

ہے۔ لہٰذا مشتاق صرف ابرار ہی ہیں۔ کیونکہ یہی لوگ محبّ فاقد گم کردگان مطلوب ہیں۔ اور ابرار سے مراد غیر واصل اور غیر مقرب ہیں خواہ وہ ابتداء میں ہوں یا درمیان میں اگرچہ وسط سے ایک رائی کے دانہ برابر کچھ ہی باقی ہو۔ فارسی میں کیا ہی اچھا کہا گیا ہے ؎

فراق دوست اگر اندک است اندک نیست

درون دیدہ اگر نیم موست بسیار است

دوست کا فراق اگر تھوڑا بھی ہو تو وہ تھوڑا نہیں ہے۔ آنکھ میں آدھا بال بھی پڑ جائے تو وہ بہت ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ قرآن مجید پڑھتا ہے اور روتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہم لوگ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ لیکن اب ہمارے دل سخت ہو چکے ہیں۔ آپ کا یہ ارشاد مدح مشابہ ذم کے قبیل سے ہے۔ میں نے اپنے شیخ (خواجہ محمد الباقی) قدس سرہٗ سے سنا آپ فرماتے تھے منتہی واصل بہت دفعہ اس شوق اور طلب کی آرزو کرتا ہے جو اسے ابتدا میں حاصل تھی۔

اور اس شوق کے زائل ہو جانے کا مقام اور ہے، جو اول سے اکمل اور اتم ہے۔ اور ادراک سے عاجز اور نا امید ہونے کا مقام ہے۔ کیونکہ شوق متوقع چیز کا ہوتا ہے۔ جب کسی شے کی توقع اور امید نہ ہو تو اس کا شوق بھی نہیں ہوتا۔

تو جب یہ کامل جو نہایت کمال کو پہنچ چکا ہوتا ہے اس عالم کی طرف رجوع قہقری کرتا ہے تو رجوع کی وجہ سے مطلوب کے مفقود ہونے کے باوجود وہ شوق عود نہیں کرتا۔ کیونکہ شوق کا زوال مطلوب کے گم ہونے کی بنا پر نہیں تھا، بلکہ اس کا زوال یاس اور نا امیدی کے حصول کی بنا پر تھا۔ اور وہ رجوع الی الخلق کے بعد بھی موجود ہے۔ لیکن اس کے برعکس کامل اول کا شوق عالم کی طرف رجوع کرنے سے واپس عود کر آتا ہے۔ کیونکہ وہی مطلوب کی گمشدگی پھر اسے حاصل ہو جاتی ہے جو پہلے زائل ہو چکی تھی۔ تو جب رجوع کے باعث مطلوب کا فقدان پایا گیا تو وہ شوق پھر حاصل ہو جاتا ہے جو اس کے زوال کے باعث زائل ہو چکا تھا۔

یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ وصول کے مراتب تو کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا وصول کے بعض مراتب کی توقع اور امید تو رہتی ہی ہے۔ اس وجہ سے واصل مقرب کے لیے بھی شوق مذکور متصور ہو سکتا ہے۔ اس لیے کہ ہم اس اعتراض کے جواب میں کہتے ہیں کہ مراتب وصول کا منقطع نہ ہونا سیر تفصیلی پر مبنی ہے۔

Marfat.com

جس کا تعلق اسماء، صفات، شیون اور اعتبارات سے ہے۔ اور سیر تفصیلی طے کرتے والے سالک کے لیے انتہاء متصور نہیں ہو سکتی، اور شوق مذکور کبھی بھی اس سے زائل نہیں ہو سکتا۔ اور جس واصل کامل کے متعلق ہم گفتگو کر رہے ہیں اس سے انتہاء کو پہنچ جانے والا وہ واصل مراد ہے جو مراتب کو بطریق اجمال طے کر چکا ہے۔ اور اس مقام تک پہنچ چکا ہے جسے نہ تو کسی عبارت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اور نہ اس کی طرف اشارہ کیا جا سکتا ہے، اور نہ اس مقام پر کسی قسم کی توقع باقی ہے۔ لہٰذا اس سے کلیۃً شوق و طلب زائل ہو جاتے ہیں، اور یہ خواص اولیاء کرام کا حال ہے۔ کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو صفات کی تنگی سے نکل چکے ہیں اور ذات تعالیٰ و تقدس کی بارگاہ تک وصول حاصل کر چکے ہیں۔ بخلاف ان سالکین کے کہ صفات میں تفصیلاً اور شیونات میں ترتیب سے سیر کرنے والے ہیں، کیونکہ یہ حضرات تجلیات صفاتیہ میں ہی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محبوس و مقید رہتے ہیں۔ اور ان کے حق میں مراتب وصول سے مراد یہی ہے کہ وہ صفات تک ہی پہنچتے ہیں۔ اور حضرت ذات واجب تعالیٰ تک عروج صفات اور اعتبارات میں سیر اجمالی کے بغیر متصور نہیں۔ اور جس شخص کی سیر اسماء میں تفصیلی ہوتی ہے وہ صفات اور اعتبارات ہی میں محبوس رہتا ہے اور اس سے شوق و طلب زائل نہیں ہوتا۔ اور نہ وجد و تواجد ان سے جدا اور الگ ہوتا ہے۔ لہٰذا ارباب شوق و تواجد تجلیات صفاتیہ والے ہی ہیں۔ اور جب تک یہ لوگ شوق و وجد میں رہتے ہیں انہیں تجلیات ذاتیہ سے کچھ حصہ نہیں ملتا۔

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ خدا تعالیٰ کے شائق ہونے کا کیا مطلب ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی شے بھی مفقود نہیں ہو سکتی۔ تو میں اس سوال کے جواب میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے شوق کا ذکر صنعت مشاکلت کے طور پر ہو۔ اور اس میں شدت کا ذکر اس وجہ سے ہو کہ جو شے عزیز و جبار ذات کی طرف منسوب ہوتی ہے وہ بھی شدید و غالب ہوتی ہے۔ جس طرح عبد ضعیف کی طرف جو شے منسوب ہوتی ہے وہ بھی ضعیف اور مغلوب ہوتی ہے۔ یہ جواب طریقہ علماء کے مطابق ہے۔ اور اس عبد ضعیف کے پاس اور بھی بہت سے جوابات ہیں جو طریقہ صوفیہ سے مناسبت رکھتے ہیں۔ وہ جوابات کچھ سکر چاہتے ہیں سکر کے بغیر وہ جوابات مستحسن نہیں۔ بلکہ جائز ہی نہیں۔ کیونکہ مست لوگ معذور ہیں۔ مگر ارباب صحو سے باز پرس ہو سکتی ہے۔ اور میرا حال اس وقت خالص صحو ہے، لہٰذا ان جوابات کا ذکر میرے حال کے لائق و مناسب نہیں۔ اسے ذہن نشین کر لو۔ الحمد للہ اولاً و آخراً۔ والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ دائماً و سرمداً۔

Marfat.com

مکتوب نمبر (۲۷)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی مدح و ثنا اور ان بزرگوں قدس سرہم کی نسبت کی بلندی کے بیان میں ـــــــــ خواجہ عمک کی طرف صادر فرمایا۔

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔

مرحمت نامہ گرامی جو از روئے کرم اس مخلص کے نام لکھا تھا، یہ حقیر اس کے ورود سے مسرور اور خوش ہوا۔ آپ سلامت رہیں۔ بندہ آپ کے دردسر کا باعث نہیں بننا چاہتا۔ صرف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی مدح و ثنا میں لکھتا ہے۔

مخدوم و محترم! اس سلسلہ عالیہ کے اکابر قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی عبارات میں جو واقع ہوا ہے کہ ہماری نسبت تمام نسبتوں سے فائق ہے۔ اس سے مراد حضور و آگاہی کی نسبت ہے جو حضور ان کے ہاں معتبر ہے وہ حضور بے غیبت ہے جس کو انہوں نے "یادداشت" سے تعبیر کیا ہے۔ لہٰذا ان عزیزوں کی نسبت یادداشت سے عبارت ہے۔ اور یادداشت جو اس فقیر کے فہم قاصر میں قرار پا چکی ہے وہ اسی تفصیل پر مبنی ہے۔

اور تجلی ذاتی حضرت ذات تعالیٰ و تقدس کے ظہور سے نیز حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے اسماء، صفات، شیون اور اعتبارات کے ملاحظہ کے بغیر حضور ذات سے عبارت ہے۔ اور اسی تجلی کو تجلی برقی کہتے ہیں۔ یعنی لمحہ بھر کے لیے شیون و اعتبارات اُٹھ جاتے ہیں۔ پھر شیون و اعتبارات کے پردہ میں وہ ذات پوشیدہ ہو جاتی ہے۔

اس تقریر و بیان کے مطابق حضور بے غیبت متصور نہیں ہو سکتا۔ بلکہ لمحہ بھر کے لیے حضور نصیب ہوتا ہے۔ اور اغلب و اکثر اوقات غیبت رہتی ہے۔ اس طرح کی وقتی نسبت ان بزرگوں کے ہاں کوئی اعتبار نہیں رکھتی۔ ہاں جب یہ حضور دوام اختیار کر لے اور پوشیدہ ہونے کو بالکل قبول نہ کرے اور ہمیشہ اسماء، صفات، شیون اور اعتبارات کے پردہ کے بغیر ہی ظاہر اور متجلی رہے۔ تو یہ حضور بے غیبت کہلائے گا۔ تو ان اکابر نقشبندیہ قدس سرہم کی نسبت کو دوسروں کی نسبتوں پر قیاس کر کے موازنہ کرنا چاہیے۔ اور بے تکلف تمام نسبتوں سے فائق و اعلیٰ جاننا چاہیے۔

اس قسم کا حضور اگرچہ اکثر لوگوں کے نزدیک بعید امر ہے۔ لیکن ؎

هنيئاً لارباب النعيم نعيمها

وللعاشق المسكين ما يتجرع

یعنی ارباب نعمت کو نعمتیں گوارا رہیں۔ عاشقِ مسکین کے لیے صرف وہی ہے جو گھونٹ گھونٹ پی رہا ہے۔

یہ بلند نسبت اس حد تک اور اس طور پر ندرت و قلت اختیار کر چکی ہے کہ اگر بالفرض اس بزرگ سلسلہ کے لوگوں کے سامنے بیان کی جائے تو احتمال ہے کہ اکثر اس کا انکار ہی کر جائیں۔ اور یقین نہ کریں۔ وہ نسبت جو آج کل اس بزرگ خانوادہ کے اصحاب میں مشہور و متعارف ہے وہ حق تعالیٰ کے اس شہود سے عبارت ہے۔ جو شاہدی اور مشہودی کے وصف سے پاک و منزہ ہے۔ اور وہ ایک توجہ ہے جو چھ جہات متعارفہ سے خالی اور معرا ہے۔ اگرچہ جہت فوق کا وہم پڑتا ہے۔ اور بظاہر دائمی ہوتی ہے۔ اور جہت صرف مقام جذبہ میں پائی جاتی ہے۔ اور اس جہت کی فوقیت کی کوئی وجہ ظاہر ہے۔ بخلاف یادداشت کے جو بمعنی سابق ہے۔ کیونکہ اس کا حصول جہت جذبہ اور مقامات سلوک کے بعد ہے اور اس کے درجے کی بلندی کسی بھی شخص پر مخفی نہیں ہے۔ اور خفا ہے تو وہ صرف اس کے حصول میں ہے۔ حاسد اگر حسد کی وجہ سے اس کا انکار کرے۔ اور ناقص رہنے کے باعث نہ مانے تو معذور ہے ؎

قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن قصور	حاش للہ کہ برآرم بزباں ایں گلہ را
ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند	روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

کوئی قاصر شخص اس طائفہ پر قصور وار ہونے کا عیب رکھے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ کہ میں اس گلہ کو زبان پر لاؤں۔ تمام جہان کے شیر اس سلسلہ کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں۔ لومڑی حیلہ بہانہ کے ذریعہ اس سلسلہ کو کس طرح توڑ سکتی ہے۔

مکتوب نمبر (۲۸)

بلندی حال کے بیان میں مگر ایسی عبارت سے جس سے تنزل اور دوری کا وہم ہوتا ہے ـــــــ یہ مکتوب بھی خواجہ عمک کو لکھا۔

رحمت نامہ گرامی جو از روئے کرم اس مخلص کے نام لکھا تھا، بندہ اس کے ورود مسعود سے مسرور ہوا، اور اس کے مطالعہ سے مشرف ہوا ـــــــ کیا ہی عمدہ نعمت ہے کہ آزاد لوگ گرفتاروں کو

Marfat.com

یاد کریں۔ اور کیسی ہی اعلیٰ درجہ کی دولت ہے کہ پہنچے ہوئے لوگ ہجر میں پڑے ہوئے لوگوں کی غمخواری کریں۔

جدائی اور ہجر میں پڑے ہوئے نے جب اپنے آپ کو وصال کے قابل نہ پایا تو گم نامی کی حالت میں ہجر کے گوشے میں جا بیٹھا اور قرب سے بھاگ کر بُعد اور دوری کے ساتھ آرام جا پکڑا، اور اتصال کے بجائے انفصال کے ساتھ قرار پکڑ لیا۔ اور جب آزادی کے اختیار کرتے میں گرفتاری دیکھی تو گرفتاری کے احسان کے نیچے آ گیا۔

چوں طمع خواہد زمن سلطان دیں　　خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

دین کا سلطان جب مجھ سے طمع کا طالب ہے، تو اس کے بعد قناعت کے سر پر خاک پڑے۔

غیر مربوط عبارتوں اور پراگندہ اشاروں کے ساتھ اس سے زیادہ کیا درد سری کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں حضور سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہٖ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا کی متابعت پر ثابت اور قائم رکھے۔

مکتوب نمبر (۲۹)

ادائے فرض کی ترغیب، سنن و آداب کی رعایت، فرائض کے سامنے ادائے نوافل کی کم پرواہ کرنے، اور رات کے نصف اخیر میں نماز عشاء ادا کرنے سے روکنے، اور مستعمل پانی کے پینے کو جائز رکھنے سے منع کرنے اور مریدوں کو سجدہ کرنے سے منع کرنے کے بیان میں ——— شیخ نظام تھانیسری کی طرف لکھا۔

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ہمیں اور تمہیں طرف داری کرنے اور بے راہ روی اختیار کرنے سے بچائے اور ہمیں اور تمہیں افسوس اور غم کھانے سے نجات دے، بحرمتہ سید البشر جو نظر کی کجی سے پاک تھے علیہ وعلیٰ آلہ من الصلوات انمہا ومن التسلیمات اکملہا۔

حق تعالیٰ کی طرف قریب کرنے والے اعمال یا فرائض ہیں یا نوافل۔ نوافل کی فرائض کے سامنے کچھ حیثیت نہیں۔ کسی وقت میں فرائض میں سے ایک فرض کو ادا کرنا ہزار سال نوافل ادا کرنے سے بہتر ہے۔ اگرچہ نفل عبادت نیت خالص سے ادا کی جائے۔ جو بھی نفل عبادت ہو جیسے نماز، زکوٰۃ، روزہ، اور ذکر و فکر وغیرہ۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ ادائے فرائض کے دوران ایک سنت کی رعایت اور مستحبات

میں سے ایک مستحب کی نگہداشت کا بھی یہی حکم ہے۔

منقول ہے کہ ایک روز امیر المومنین حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز فجر با جماعت ادا فرمائی۔ نماز سے فارغ ہو کر قوم پر نگاہ ڈالی۔ اپنے اصحاب میں سے ایک صاحب کو نہ پایا۔ دریافت فرمایا کہ فلاں شخص جماعت میں حاضر نہیں۔ حاضرین نے عرض کیا کہ وہ شخص رات کا اکثر حصہ بیدار رہتا ہے۔ شاید اس وقت سو یا ہوا ہو۔ آپ نے فرمایا اگر وہ ساری رات سویا رہتا اور فجر کی نماز جماعت سے ادا کرتا تو وہ بہتر تھا۔

لہٰذا ایک مستحب کی رعایت اور مکروہ سے بچنا' اگرچہ تنزیہی ہی ہو' اور مکروہ تحریمی تو بطریق اولیٰ کئی مرتبے ذکر فکر اور مراقبہ و توجہ سے بہتر ہے۔ ہاں ہاں اگر یہ امور اس رعایت اور اس اجتناب کے ساتھ جمع کرنے تو عظیم کامیابی حاصل کر لی۔ اس کے بغیر خار دار درخت پر ہاتھ پھیرنے والی بات ہے۔

مثلاً ایک دو پیسے زکوٰۃ کے ادا کرنا بطریق نفل پہاڑوں جتنا سونا صدقہ کرنے سے کئی مرتبے بہتر ہے۔ تو نماز عشاء رات کے نصف اخیر میں ادا کرنا اور اسے نوافل تہجد کی ادائیگی کی تاکید کا وسیلہ بنانا بہت برا ہے۔ اس لیے حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک نماز عشاء نصف اخیر میں ادا کرنا مکروہ ہے (کذا فی بحر الرائق)۔ ظاہراً اس سے ان کی مراد کراہت تحریمیہ ہے۔ اس لیے کہ فقہائے حنفیہ نے نماز عشاء کو نصف رات تک ادا کرنے کو مباح رکھا ہے' اور اس سے آگے مکروہ کہا ہے۔ لہٰذا جو مکروہ مباح کے مقابلے میں آتا ہے وہ مکروہ تحریمی ہے۔ اور فقہاء شافعیہ کے نزدیک تو نصف اخیر میں نماز عشاء ادا کرنا جائز ہی نہیں۔ تو ادائے تہجد اور ذوق و جمعیت کے حصول کے لیے اس وقت میں اس امر کا مرتکب ہونا بہت ناپسندیدہ ہے۔ اس غرض کے لیے وتر کی ادائیگی میں تاخیر کرنا کافی ہے۔ اور یہ تاخیر مستحب ہے۔ وتر اچھے وقت میں ادا بھی ہو جائیں گے اور سحری کے وقت بیدار ہوتے اور تہجد ادا کرنے کی غرض بھی حاصل ہو جائے گی۔ لہٰذا یہ کام چھوڑ دینا چاہیے اور گزشتہ نمازوں کی قضا کرنی چاہیے۔

امام اعظم کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کے مستحبات میں سے ایک مستحب چھوٹ جانے سے چالیس سال کی نمازیں قضا کیں۔

لہٰذا وہ پانی جس سے ازالہ حدث کیا گیا ہو یا بہ نیت عبادت و ثواب وضو کے لیے استعمال کیا گیا ہو لوگوں کے لیے اس کا پینا جائز نہ قرار دیں۔ کیونکہ یہ پانی سیدنا حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک نجاست غلیظہ کا حکم رکھتا ہے۔ اور فقہاء نے اس پانی کے پینے سے منع کیا ہے اور اس کا پینا مکروہ قرار دیا ہے۔ ہاں وضو سے بچے ہوئے پانی کو انہوں نے شفا کہا ہے۔ اگر عقیدت کے طور پر

Marfat.com

کوئی طلب کرے تو وضو سے بچے ہوئے پانی میں سے دیں۔

اس فقیر کو اس دفعہ دہلی میں یہ آزمائش پیش آگئی۔ بعض دوستوں کو واقعہ میں دکھایا گیا کہ وہ فقیر کے وضو کا مستعمل پانی پئیں۔ ورنہ ضرر عظیم لاحق ہو گا۔ ہر چند اسے اس سے باز رہنے کی کوشش کی لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ کتب فقہ کی طرف رجوع کیا تو خلاصی کی ایک صورت نکل آئی۔ کہ اگر تین بار اعضاء دھو لینے کے بعد چوتھی بار بغیر نیت عبادت اعضاء پر پانی پھیر دیں تو وہ مستعمل نہ ہو گا۔ اس حیلہ سے بے نیت قربت اعضاء پر پانی چلا کر اسے پینے کے لیے دیا۔

نیز بعض معتمد لوگوں نے نقل کیا ہے کہ آپ کے بعض خلفاء کے مرید خلفاء کو سجدہ کرتے ہیں اور زمین بوسی پر کفایت نہیں کرتے۔ اس فعل کی برائی اظہر من الشمس ہے۔ انہیں اس سے سختی سے منع کیجیے اس قسم کے افعال سے سب کو پرہیز کرنا چاہیے۔ اور ان لوگوں کو خاص کر جو مخلوق کی پیشوائی کے لیے نمایاں ہو چکے ہیں۔

ایسے افعال سے ان لوگوں کے لیے اجتناب کرنا اشد ضروری ہے کیونکہ پیروکار لوگ ان کے افعال کی اقتداء کیا کریں گے اور فتنے میں مبتلا ہوں گے۔

نیز اس گروہ صوفیہ کے علوم، علوم احوال ہیں۔ اور احوال اعمال کے نتائج و ثمرات ہیں۔ اور علوم احوال اسے عطا ہوتے ہیں جس کے اعمال درست ہوں اور اعمال کا حق ادا کیا ہو۔ اور اعمال کی درستی اس وقت میسر آتی ہے جبکہ اعمال کو پہچانے اور ہر عمل کی کیفیت سے واقف ہو۔ اور اعمال کو جاننا اور ان کی کیفیت سے واقف ہونا احکام شرعیہ کا علم ہے۔ جیسے نماز، روزہ اور باقی فرائض اور معاملات کا علم اور نکاح و طلاق اور بیع و شراء کا علم۔ اور ہر اس شے کا علم جو اللہ تعالیٰ نے بندے پر واجب کی ہے۔ اور جس کی بندے کو دعوت دی ہے۔ اور یہ علوم کسب و سعی سے حاصل ہوتے ہیں ان کے سیکھنے کے بغیر چارہ نہیں۔

اور علم دو مجاہدوں کے درمیان واقع ہے۔ ایک اس کے حصول سے پہلے اس کی طلب کا مجاہدہ، دوسرا حاصل کر لینے کے بعد اس پر عمل کرنے کا مجاہدہ۔ لہٰذا یوں چاہیے کہ جس طرح آپ کی مجلس شریف میں کتب تصوف کا ذکر و مطالعہ ہوتا ہے اسی طرح کتب فقہ کا بھی ذکر و مطالعہ ہو۔ اور زبان فارسی میں فقہ کی بے شمار کتابیں موجود ہیں۔ جیسے مجموعہ خانی، عمدۃ الاسلام اور کنز فارسی۔ بلکہ اگر آپ کی مجلس شریف میں کتب تصوف کا ذکر و مطالعہ نہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ تصوف کا احوال سے تعلق ہے۔ وہ قال میں نہیں آسکتا لیکن کتب فقہ کے زیر مطالعہ نہ ہونے سے ضرر و نقصان کا احتمال ہے۔ بات زیادہ لمبی

کیا کرے۔ تھوڑی چیز زیادہ پر دلالت کرتی ہے ؎

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

تیرے سامنے میں نے بہت تھوڑا غم دل بیان کیا ہے۔ مجھے ڈر محسوس ہوا کہ تو دل آزردہ ہوگا۔ ورنہ باتیں بہت ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اپنے حبیب پاک علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات کی کامل اتباع نصیب فرمائے۔

مکتوب نمبر (۳۰)

شہود آفاقی اور انفسی، اور تجلی صوری اور شہود انفسی کے درمیان فرق۔ اور مقام عبدیت کے شان کی بلندی، اور اس مقام کے علوم کی علوم شریعہ کے ساتھ مطابقت اور دیگر اس سے مناسبت رکھنے والے امور کے بیان میں ــــــ ملا محمد صدیق صاحب جو اس درگاہ مجددیہ کے قدیم خادموں میں سے ہیں وہ فرماتے تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مکتوب بھی شیخ نظام تھانیسری کو لکھا۔

اللہ تعالیٰ تمہیں کامل اتباع محمدی سے مشرف کرے اور بلند مصطفوی لباس سے مزین کرے علیہ وعلیٰ آلہ من الصلوات افضلھا و من التحیات اکملھا۔

میں نہیں جانتا کہ کیا لکھوں۔ اگر اپنے مولائے پاک کی جناب کی بات زبان پہ لاؤں تو وہ میرا محض کذب و افترا ہوگا۔ اس کی جناب کبریائی اس سے بلند تر ہے کہ میرے جیسے بیہودہ گو کی زبان اس کے لائق ہو۔ مثل رکھنے والی شے (ممکن) بے مثل ذات کے متعلق کیا کہہ سکتی ہے۔ اور حادث قدیم کو کب تلاش کر سکتا ہے۔ اور مکانی شے لامکانی ذات تک کب تک دوڑ سکتی ہے۔ بیچارے کے پاس اپنے سے باہر کوئی شے نہیں، اور اپنی بساط سے اوپر اس کا گزر نہیں ہو سکتا ؎

ذرہ گر بس نیک ور بس بد بود !
گرچہ عمرے تگ زند در خود بود

ذرہ کتنا ہی اچھا یا کتنا ہی برا ہو۔ ساری عمر دوڑتا رہے تو اپنی بساط کے اندر ہی رہے گا۔

Marfat.com

یہ معنی بھی سیر انفسی میں جو نہایت پر جا کر میسر آتی ہے، میسر ہے۔ حضرت خواجہ بزرگ خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس نے فرمایا ہے "اہل اللہ فنا اور بقا کے بعد جو دیکھتے ہیں اپنے اندر دیکھتے ہیں، اور جو کچھ پہچانتے ہیں اپنے اندر ہی پہچانتے ہیں۔ ان کی حیرت اپنے وجود میں ہی ہوتی ہے:

وَفِيٓ أَنفُسِكُمۡۚ أَفَلَا تُبۡصِرُونَ ۔ یعنی تمہاری اپنی ذات میں بھی نشانات موجود ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں۔

اس سے قبل جو سیر بھی ہے وہ سیر آفاقی میں داخل ہے کہ اس کا حاصل و نتیجہ بے حاصل ہے۔ بے حاصلی کے لفظ کا اطلاق اصل مطلوب کے حصول کی نسبت سے ہے۔ ورنہ وہ بھی شرائط و معدات (آمادہ کرنے والی اشیاء) میں سے ہے۔

شہود انفسی سے کوئی وہم میں نہ پڑے۔ اور اسے شہود تجلی صوری کی مانند جو متجلی لہٗ کی ذات میں ہوتی ہے خیال نہ کرے۔ حاشا و کلا تجلی صوری جس قسم کی بھی ہو سیر آفاقی میں داخل ہے۔ اور اس کا حصول علم الیقین کے مرتبہ میں ہے۔ اور حق الیقین کا مرتبہ شہود انفسی میں داخل ہے جو مراتب کمال کی نہایت ہے۔ اور لفظ شہود کا اطلاق و استعمال میدان عبارت کی تنگی کے باعث ہے۔ ورنہ جس طرح ان کا مطلوب و مقصود بے مثل و بے نمونہ ہے۔ اس مطلب سے ان کی نسبت بھی بے مثل و بے نمونہ ہے۔ چوں (ممکن) کے لیے بے چون کی طرف کوئی راہ نہیں ؎

اتصالے بے تکیف و بے قیاس ہست رب الناس را با جان ناس
لیک گفتم ناس را نسناس نہ ناس غیر از جان جاں اشناس نہ

لوگوں کے رب کا لوگوں کے ساتھ بے کیف اور عقل و قیاس میں نہ آنے والا اتصال و تعلق ہے لیکن میں نے لوگوں کے ساتھ اتصال کا ذکر کیا ہے، حیوان کے ساتھ نہیں۔ ناس یعنی کاملین و عارفین اور واصلین تو صرف جان جاں (محبوب حقیقی) کے ساتھ ہی آشنائی رکھتے ہیں۔

شہود صوری کے ساتھ شہود انفسی کے اتحاد کے وہم کا منشا ہر دو مقام میں شخص کے بقا کا حصول ہے۔ کیونکہ تجلی صوری متجلی لہٗ (جس پر تجلی پڑے) کو فنا نہیں کرتی۔ اگرچہ کچھ نہ کچھ قیود کو اٹھا دیتی ہے لیکن فنا کی حد تک نہیں پہنچا سکتی۔ اس لیے سالک کا بقیہ وجود اس تجلی میں موجود رہتا ہے۔ اس کے برعکس سیر انفسی فنا اتم اور بقائے اکمل کے بعد ہے۔ تو اس بنا پر قلت معرفت کی وجہ سے ان دو قسم کی بقا میں فرق کرنا مشکل ہوتا ہے۔ لہٰذا ان دونوں کو ایک ہی سمجھ لیا جاتا ہے۔ اگر یہ جان لیں کہ بقائے ثانی جسے بقا باللہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس کے وجود کو حق تعالیٰ کا عطا کردہ وجود کہتے ہیں۔ تو

Marfat.com

شاید اس وہم سے نجات پا جائیں

یہاں کوئی شخص یہ سوال نہ کرے کہ بقاء باللہ تو اپنے آپ کو حق تعالیٰ و تقدس کا عین دیکھنا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ معنی اس قوم (صوفیہ) کی بعض عبارات سے سمجھے جاتے ہیں تو ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ بقا جذبہ کے مقام میں بعض کو فنا اور نیست ہونے کے بعد جو فنائے اتم کے مشابہ ہے۔ حاصل ہوتی ہے۔ اکابر نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم اسے وجود عدم سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور یہ فنا سے پہلے ہے۔ اس کا زوال متصور ہے۔ بلکہ واقع بھی ہے۔ کبھی تو اس سے لے لیتے ہیں اور کبھی واپس دے دیتے ہیں، لیکن وہ بقا جو اتم و اکمل ہے۔ وہ زوال اور خلل سے محفوظ ہے۔ ان اکابر کی فنا دائمی ہے۔ عین بقا میں فانی ہے اور عین فنا میں باقی۔ وہ فنا و بقا جو زوال پذیر ہیں احوالِ تلوینات کے قبیلہ سے ہیں، اور جس میں ہم بحث کر رہے ہیں وہ اس طرح نہیں۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ فرماتے ہیں کہ وجود عدم وجود بشریت کی طرف لوٹ آتا ہے۔ لیکن وجود فنا (اتم) وجود بشریت کی طرف عود نہیں کرتا۔ لہٰذا ان کا وقت دائمی اور ان کا حال سرمدی (ہمیشہ) ہے۔ ان کا کوئی مخصوص وقت اور حال نہیں۔ ان کا کام تو وقت مقرر کرنے والے (حق تعالیٰ) کے ساتھ ہے۔ اور ان کا معاملہ تو حالات کو بدلنے والے کے ساتھ ہے، لہٰذا زوال کا آنا وقت و حال کے ساتھ خاص ہے۔ اور جو حال اور وقت سے گزر چکا ہے وہ زوال سے محفوظ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فضل عظیم والا ہے

کوئی شخص یہ گمان نہ کرے کہ دوام وقت کا اطلاق و استعمال اس وقت کے اثر یعنی تنبین وغیرہ کی بقا کے اعتبار سے ہے۔ یہ بات نہیں۔ بلکہ دوام عین وقت کی وجہ سے ہے۔ اور استمرار نفس حال کی وجہ سے۔ ظن حق کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ بعض ظن گناہ ہیں۔

بات لمبی ہو گئی، ہم اصل بات کی طرف آتے ہیں کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ کی فضائے قدس میں مجال سخن نہیں تو ہمیں اپنے مقام بندگی اور ذلت و انکسار کی بات کرنی چاہیے۔

پیدائش انسانی سے مقصود وظائف بندگی کا ادا کرنا ہے۔ اور اگر ابتداء اور درمیان راہ میں عشق و محبت عطا کر دیا گیا ہے۔ تو اس سے مقصود یہ ہے کہ بندہ جناب قدس جل سلطانہ کے ماسوائے ہر طرح کا تعلق قطع کر لے۔ عشق و محبت بھی مقاصد میں سے نہیں ہیں بلکہ عبودیت کے مقام کے حصول کے لیے ہیں۔ انسان خدا تعالیٰ کا بندہ اس وقت کہلانے کا مستحق ہوتا ہے جب غرض کی بندگی و گرفتاری سے پوری طرح نجات پا جائے۔ اور عشق و محبت کی حیثیت قطع تعلقات ماسوا سے

Marfat.com

زیادہ نہیں۔ لہٰذا مراتب ولایت کی انتہا مقام عبدیت ہے۔ ولایت کے درجات میں مقام عبدیت سے اوپر کوئی مقام نہیں۔ بندہ اس مقام پر پہنچ کر اپنے مولیٰ تعالیٰ کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں پاتا۔ سوائے اس کے کہ وہ اپنے آپ کو اس کا محتاج پاتا ہے۔ اور واجب تعالیٰ و تقدس کی جانب سے ذات اور صفت کے لحاظ سے مکمل استغنا ہوتا ہے۔ یہ بات بھی نہیں ہوتی کہ اپنی ذات کی اس سبحانہ و تعالیٰ کی ذات کے ساتھ اور اپنی صفات کی اس ذات عز سلطانہ کی صفات کے ساتھ اور اپنے افعال کی اس حق سبحانہ کے افعال کے ساتھ کسی وجہ کی مناسبت محسوس کرتا ہے۔ ظلّیت کا اطلاق بھی مناسبات میں سے ہے۔ وہ اس سے بھی منزہ ہونے کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ اس سبحانہٗ و تعالیٰ کو خالق اور اپنے آپ کو مخلوق جانتے ہیں۔ اس سے زیادہ کسی طرح کی جرأت نہیں کرتے۔

توحید فعلی جو بعض بزرگوں کو راستے میں حاصل ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی کو فاعل نہیں جانتے۔ نقشبندی سلسلہ کے بزرگ تو جانتے ہیں کہ ان افعال کا خالق ایک ہی ہے۔ ہاں وہ ان افعال کا کاسب و مباشر نہیں۔ کیونکہ یہ قول بھی زندقہ اور الحاد کے قریب پہنچا دیتا ہے۔ ہم اسے ایک مثال سے واضح کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک شعبدہ باز پردہ کے پیچھے بیٹھ کر پتھر کی چند صورتوں کو حرکت دے۔ اور عجیب و غریب کے افعال ان میں ایجاد کر دے۔ دور بین لوگ جان لیں گے کہ ان جمادی صورتوں کے افعال کا موجد وہ پردہ نشین شخص ہے۔ لیکن صورتوں کے افعال کی کاسب خود وہ صورتیں ہیں۔ لہٰذا کہتے یہ ہیں کہ صورت متحرک ہے۔ یہ نہیں کہتے کہ وہ شعبدہ باز متحرک ہے۔

فی الواقع اس حکم میں وہ سچے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی شریعتیں بھی یہی کہتی ہیں۔ وحدت فعل کا حکم لگانا سکریات میں سے ہے۔ حق صریح یہ ہے کہ فاعل متعدد ہیں اور خالق افعال صرف ایک ذات ہے۔ اسی قسم کا کلام لوگوں نے توحید وجودی کے بیان میں بھی کیا ہے۔ اس کی بنیاد بھی سکر وقت اور غلبۂ حال ہے۔

علوم لدنیہ کی درستی و صحت کی علامت یہ ہے کہ وہ علوم شرعیہ کے ساتھ صریح مطابقت و موافقت رکھتے ہوں۔ اس سے اگر بال برابر بھی تجاوز ہے تو وہ سکر کی وجہ سے ہے اور حق وہی ہے جو علمائے اہل سنت و جماعت نے کہا ہے۔ اس کے ماسوا یا زندقہ اور الحاد ہے اور یا سکر وقت اور غلبۂ حال ہے۔ اور یہ مطابقت پوری طرح مقام عبدیت میں میسر آتی ہے۔ اس کے سوا کچھ نہ کچھ سکر

Marfat.com

موجود رہتا ہے۔ ع

گر بگویم شرح ایں بے حد شود

اگر میں اس کی شرح کروں تو بے حد ہی ہو جائے

ایک شخص نے حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس سے سوال کیا کہ سلوک سے کیا مقصود ہے؟ آپ نے جواب دیا تاکہ اجمالی معرفت تفصیل کے درجے کو پہنچ جائے۔ اور استدلالی معرفت کشف کے درجے کو پہنچ جائے۔ آپ نے یہ نہ فرمایا تاکہ معارف شرعیہ سے زائد کچھ حاصل کرے۔ اگرچہ راہ میں علوم شرعیہ سے زائد کچھ امور سامنے آتے ہیں۔ لیکن اگر کسی کو نہایت کام تک پہنچا دیں تو وہ تمام زائد امور بکھرے ہوئے ذرات کی طرح ختم ہو جاتے ہیں اور وہی معارف شرعیہ تفصیل کے رنگ میں علم و دانش میں باقی اور محفوظ رہتے ہیں۔ اور استدلال کے تنگ مقام سے نکل کر کشف کی فراخ اور کشادہ فضا میں آجاتے ہیں۔ یعنی جس طرح حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان علوم شرعیہ کو وحی سے حاصل کرتے تھے' یہ بزرگوار انہی علوم کو الہام کے طریقہ سے حق تعالیٰ سے اخذ کرتے ہیں۔ علماء نے یہ علوم بطریق اجمال شرائع انبیاء کرام علیہم السلام سے اخذ کیے ہیں۔ وہی علوم جو انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کو تفصیلاً اور کشفاً ہوئے تھے ان کو بھی اسی طور پر حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن اصل اور تابع ہونے کی حیثیت درمیان میں موجود ہے۔ اس قسم کے کمال کے لیے کاملین اولیاء کرام میں سے بعض کو بڑی صدیوں اور درازمنہ دراز کے بعد منتخب کرتے ہیں۔

دل میں تھا کہ ایک اجمالی استدلالی مسئلہ کو مفصل لکھوں مگر کاغذ کم تھا۔ شاید خداوند جل سلطانہٗ کی حکمت اسی میں ہو۔ والسلام۔

مکتوب نمبر (۳۱)

توحید وجودی کی حقیقت کے ظہور اور خدا تعالیٰ و تقدس کے قرب اور معیت ذاتی اور اس مقام سے آگے گزر جانے اور بعض سوالات و جوابات کے بیان میں جو اس مقام کی تحقیق سے تعلق رکھتے ہیں۔

شیخ صوفی کو لکھا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہٖ وعلیہم وعلیٰ آلھم من الصلوات افضلھا و من التسلیمات اکملھا کی متابعت پر قائم و ثابت رکھے۔

Marfat.com

وہ شخص جو آپ کی مجلس میں تھا اس نے بتایا ہے کہ میاں شیخ نظام تھانیسری کے کسی درویش نے اس مجلس میں میرا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ (مجدّد صاحب) وحدت وجود کا منکر ہے۔

اس ناقل نے مجھ سے التماس کیا ہے کہ اس باب میں جو حقیقت ہے شیخ صوفی کے خدام کو لکھ بھیجوں تاکہ لوگ اس نقل سے کچھ اخذ کریں اور بدگمانی میں نہ پڑیں۔ کیونکہ بعض ظن گناہ ہیں۔ ان کے اس مطالبے کے جواب میں آپ کی سر دردی کرتا ہے۔

مخدوم ومکرم! کم عمری کے زمانہ میں فقیر کا اعتقاد بھی توحید وجودی والوں کے مشرب جیسا تھا۔ فقیر کے والد صاحب قدس سرہ بھی بظاہر اسی مشرب پر تھے۔ اور باطن کی پوری نگرانی کے باوجود جو بے کیفی کے مرتبہ کی طرف رکھتے تھے ہمیشہ اسی طریقہ کے مطابق مشغول رہے۔ اور فقیہ کا بیٹا بھی نصف فقیہ کے مطابق فقیر بھی اس مشرب سے از روئے علم حظ وافر اور لذت عظیم رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ حق سبحانہ' وتعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے ارشاد پناہ حقائق ومعارف آگاہ پسندیدہ دین کے مؤیّد ہمارے شیخ ومولیٰ اور قبلہ **محمد الباقی** قدسنا اللہ تعالیٰ بسرّہ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ آپ نے فقیر کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی تعلیم فرمائی اور اس فقیر کے حال کی طرف توجہ بلیغ مبذول فرمائی۔

اس طریقہ عالیہ میں محنت کرنے کے بعد تھوڑی مدت کے بعد ہی توحید وجودی منکشف ہوگئی اور اس کشف میں غلو پیدا ہو گیا، اور اس مقام کے علوم ومعارف کثرت سے ظاہر فرمائے گئے، اور اس مرتبے کی باریکیوں میں سے کوئی کم ہی باریکی ہوگی جو منکشف نہ کی گئی ہو۔ شیخ محی الدین ابن العربی کے معارف کے دقائق پورے طور پر ظاہر واضح کیے گئے۔ اور تجلی ذاتی جسے صاحب فصوص نے بیان فرمایا ہے اور نہایت عروج اسی کو قرار دیا ہے۔ اور اس تجلی کی شان میں فرماتے ہیں:

وما بعد هذا الا العدم المحض — اور اس کے بعد صرف عدم محض ہے۔

مجھے اس تجلی ذاتی سے بھی مشرف فرمایا۔ اور اس تجلی ذاتی کے علوم ومعارف جنہیں شیخ نے خاتم الولایۃ کے ساتھ مخصوص کیا ہے، وہ تفصیل سے معلوم ہوئے۔ اور سکر وقت اور غلبہ حال اس توحید وجودی میں اس حد تک پہنچ گیا کہ بعض خطوط میں جو حضرت خواجہ کی خدمت میں لکھے گئے، یہ دو بیت بھی جو سراسر سکر ہیں لکھ ڈالے

اے دریغا کیں شریعت ملت اعمائی است	ملتِ ما کافری وملتِ ترسائی است
کفر وایماں زلف وروئے آں پری زیبائی است	کفر وایماں ہر دو اندر راہِ ما یکتائی است
افسوس! یہ شریعت نابینوں کی شریعت ہے	ہماری ملت تو کفر اور عیسائیت کی ملت ہے
کفر وایمان اس زیبا شکل پری کی زلف وچہرہ ہیں	کفر اور ایمان دونوں ہمارے راہ میں برابر ہیں

یہ حال مدت دراز تک رہا، اور مہینوں سے سالوں تک پہنچ گیا۔ اچانک حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی عنایت بے نہایت غیب کی کھڑکی سے ظہور کے میدان میں آئی اور بے چون و بے چگون کی روپوشی کے پردہ کو اٹھا دیا۔ پہلے علوم جو اتحاد اور وحدت وجود کی خبر دیتے تھے زائل ہونا شروع ہو گئے۔ اور احاطہ اور ذاتِ حق کا قلب مومن میں سما جانا اور قرب و معیت ذاتی، یہ سب کچھ جو اس مقام میں منکشف ہوئے تھے پوشیدہ ہو گئے۔ اور پورے یقین سے معلوم ہو گیا کہ صانع عالم جل شانہ کے لیے عالم کے ساتھ ان مذکورہ نسبتوں میں سے کوئی نسبت بھی ثابت نہیں۔ ذات حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا احاطہ اور قرب ذاتی نہیں بلکہ علمی ہے، جیسا کہ اہل حق شکر اللہ سعیہم کے ہاں قرار پا چکا ہے۔ اور وہ سبحانہٗ وتعالیٰ کسی چیز کے ساتھ متحد نہیں۔ اور خدا خدا ہے اور عالم عالم ہے۔ وہ سبحانہ وتعالیٰ بے مثل و بے مثال ہے اور عالم سارے کا سارا مثل و مثال کے داغ سے داغدار ہے۔ بے مثل و بے کیف ذات کو ذی مثل و ذی کیف کا عین نہیں کہا جا سکتا۔ واجب تعالیٰ کو ممکن کا عین نہیں کہہ سکتے اور قدیم حادث کا عین ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ممتنع العدم ذات جائز العدم کا عین نہیں ہو سکتی۔ انقلاب حقائق عقلاً اور شرعاً محال ہے۔ ایک کا حمل دوسرے پر بالکل ممتنع ہے۔

تعجب ہے کہ شیخ محی الدین اور اس کے پیروکار ذات واجب تعالیٰ کو مجہول مطلق کہتے ہیں۔ اور اس کے لیے کسی حکم کا ثبوت بھی نہیں کرتے۔ اس کے باوجود اس کے لیے احاطہ اور قرب اور معیت ذاتی بھی ثابت کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ بھی تو ذات واجب تعالیٰ کے لیے حکم ہی کا ثبوت ہے۔ تو درست اور صواب وہی ہے جو علما اہل سنت نے کہا ہے کہ قرب اور احاطہ علمی ہے۔

اور جس وقت توحید وجودی کے مشرب کے خلاف علوم و معارف حاصل ہوتے تھے۔ تو فقیر کو بڑا اضطراب اور بے چینی لاحق ہوتی تھی۔ کیونکہ اس وقت یہ فقیر اس توحید وجودی سے بلند تر کچھ نہیں جانتا تھا۔ اور بڑے عجز و زاری کے ساتھ دعا کرتا تھا کہ یہ معرفت کہیں زائل نہ ہو۔ یہاں تک کہ معاملہ کے چہرے سے تمام حجابات دور ہو گئے اور حقیقت جس طرح کہ چاہیے تھی منکشف اور ظاہر ہو گئی اور معلوم ہو گیا کہ عالم اگرچہ کمالات صفاتی کے آئینے اور اسماء کے ظہور کی جلوہ گاہ ہے لیکن مظہر عین ظاہر نہیں۔ اور ظل عین اصل نہیں۔ جس طرح توحید وجودی والوں کا مذہب ہے۔ یہ بحث ایک مثال سے واضح ہو جاتی ہے۔

مثلاً ایک ماہر عالم نے چاہا کہ اپنے گوناگوں کمالات کو میدان ظہور میں جلوہ گر کرے اور اپنے پسندیدہ مخفی امور کو معرض وضاحت میں لائے۔ اس نے حروف اور آوازوں کو ایجاد کیا اور حروف و

اصوات کے آئینوں میں ان مخفی کمالات کو ظاہر کر دیا۔ اس صورت میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ حروف اور آوازیں جو ان مخفی کمالات کی جلوہ گاہ اور آئینے ہیں وہ اس کے کمالات کا عین ہیں یا بالذات اس کے کمالات کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ یا بالذات اس کے قریب ہیں یا معیت ذاتی رکھتے ہیں۔ بلکہ ان دونوں کے درمیان دالیت اور مدلولیت والی نسبت ہے۔ حروف اور آوازیں صرف ان کمالات پر دلالت کرتے ہیں۔ اور وہ کمالات خالص مطلق حالت پر موجود ہیں۔ عینیت، اتحاد اور احاطہ وغیرہ کی جو نسبتیں پیدا ہوئی ہیں وہ اوہام اور خیالات کی بنا پر ہیں۔ فی الحقیقت ان نسبتوں میں سے کوئی نسبت بھی ثابت نہیں۔ لیکن چونکہ ان کمالات اور ان حروف و اصوات کے درمیان ظاہریت اور مظہریت اور مدلولیت اور دالیت متحقق ہے۔ اسی مناسبت کے باعث بعض لوگوں کو بعض عوارض کے باعث وہ وہمی نسبتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ نفس الامر میں وہ کمالات ان تمام نسبتوں سے معرا اور مبرا ہیں۔ اور جس نسبت میں ہم گفتگو کر رہے ہیں یعنی خالق اور مخلوق کے درمیان نسبت۔ تو یہاں دالیت اور مدلولیت وظاہریت و مظہریت کے سوا اور کوئی علاقہ نہیں۔ عالم اپنے صانع تعالیٰ و تقدس کے وجود کی علامت ہے اور اس کے کمالات اسمائی اور صفاتی کے ظہور کا مظہر ہے۔ اور یہی تعلق بعض لوگوں کے لیے بعض عوارض کے واسطے بعضے احکام وہمیہ کا باعث بن جاتا ہے۔

بعض لوگوں کو توحید سے متعلق کثرت مراقبات ان احکام کی طرف کھینچ لاتے ہیں۔ کیونکہ ان مراقبات کی صورت قوت خیالیہ میں نقش ہو جاتی ہے۔ اور کچھ دوسرے لوگوں کو علم توحید اور اس کا تکرار ان احکام کا کسی قدر ذوق عطا کر دیتا ہے۔ لیکن توحید کی یہ دونوں صورتیں ضعیف ہیں اور دائرہ علم میں داخل ہیں۔ حال سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اور بعض اور لوگوں کے لیے ان احکام کا منشا غلبہ محبت ہے۔ کہ محبوب کے غلبہ محبت کی وجہ سے محب کی نظر سے غیر محبوب ہٹ جاتا ہے۔ اور محبوب کے سوا کچھ نہیں دیکھتا۔ یہ بات نہیں کہ نفس الامر میں محبوب کے سوا کچھ ہے ہی نہیں۔ کیونکہ یہ بات حس عقل اور شرع کے خلاف ہے۔ اور بعض اوقات یہی محبت اور قرب ذاتی کے حکم لگانے کا باعث بن جاتی ہے یہ توحید پہلی دونوں قسموں سے اعلیٰ ہے اور دائرۂ حال میں داخل ہے۔ اگرچہ نفس الامر اور شریعت کے مطابق و موافق نہیں۔ اور اس کی شریعت اور نفس الامر کے ساتھ مطابقت کرنا محض تکلف ہے۔

جس طرح دوسرے بہت سے بیکار فلسفی تکلفات ہیں جن کے متعلق فلاسفہ اسلام چاہتے ہیں کہ اپنے فاسد اصولوں کو قوانین شرعیہ کے مطابق کر لیں۔ "اخوان الصفا" اور اس طرح کی کتابیں اسی طرح کی ہیں۔

Marfat.com

اس باب میں آخری بات اتنی ہے کہ خطاء کشفی خطائے اجتہادی کا حکم رکھتی ہے۔ کہ اس پر ملامت و عتاب نہیں ہے۔ بلکہ درجات صواب میں سے ایک درجہ صواب کا ثابت ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ مجتہدین کے مقلد مجتہد کا حکم رکھتے ہیں اور خطا کی صورت میں بھی درجات صواب میں ایک درجہ صواب کا پاتے ہیں۔ بخلاف ان لوگوں کے جو اہل کشف کی تقلید کرتے ہیں۔ کہ یہ معذور قرار نہیں پاتے اور خطا کی صورت میں درجہ صواب سے محروم رہتے ہیں کیونکہ کشف والہام دوسرے کے لیے حجت نہیں ہو سکتا۔ لیکن مجتہد کا قول دوسرے کے لیے حجت اور دلیل ہے۔ لہٰذا اہل کشف کی تقلید احتمال خطا کی صورت میں جائز نہیں ہے اور مجتہد کی تقلید احتمال خطا کی صورت میں بھی جائز اور درست ہے۔ بلکہ واجب ولازم ہے۔

اور بعض سالکوں کا شہود جو تعینات کونیہ کے آئینوں میں ہوتا ہے وہ بھی گذشتہ احکام کے قبیلہ میں سے ہے۔ اور اس شہود کو شہود وحدت در کثرت، یا شہود احدیت در کثرت کا نام دیتے ہیں کیونکہ واجب تعالیٰ وتقدس جو بے مثل و بے مثال ہے، صاحب مثل اشیاء کے آئینوں میں نہیں سما سکتا اور کیفیات ممکنہ رکھنے والی اشیاء میں جلوہ گر نہیں ہو سکتا۔ لامکانی ذات مکان میں نہیں آسکتی۔

بے چون ذات کو چون کے دائرہ سے باہر تلاش کرنا چاہیے اور لامکانی ذات کو مکان سے ماوراء میں طلب کرنا چاہیے۔ آفاق وانفس میں جو کچھ دکھائی دیتا ہے وہ اس سبحانہٗ وتعالیٰ کے نشانات ہیں۔ دائرہ ولایت کے قطب یعنی حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس نے فرمایا ہے:

"جو کچھ دیکھا یا سنا یا جانا گیا ہے وہ خدا تعالیٰ کا غیر ہے۔ کلمہ لا کی حقیقت سے اس کی نفی کرنی چاہیے"۔ ؎

در تنگنائے صورت معنی چگونہ گنجد	در کلبۂ گدایاں سلطاں چہ کار دارد
صورت پرست غافل معنی چہ داند آخر	کو با جمال جاناں پنہاں چہ کار دارد

صورت کے تنگ مقام میں معنی کیسے آسکتا ہے؟ اور گداؤں کے حجرہ میں بادشاہ کا کیا کام ہے؟

صورت پرست غافل شخص معنی کو کیا جان سکتا ہے؟ یہ معشوق کے جمال پوشیدہ سے کیا تعلق قائم کر سکتا ہے؟

اگر یہ سوال کیا جائے کہ اکثر مشائخ طریقت کی عبارات میں چاہے وہ نقشبندی ہوں یا غیر نقشبندی صریح طور پر وحدت وجود اور احاطہ اور قرب ومعیت ذاتی اور شہود وحدت در کثرت اور احدیت در کثرت وارد اور موجود ہے۔ میں اس کا جواب یہ دیتا ہوں کہ یہ شہود واحوال راستے کے وسط میں ان کے سامنے آئے ہیں۔ اس کے بعد انہیں اس مقام سے آگے گزار لیا گیا جیسا کہ فقیر نے گزشتہ صفحات میں اپنے حالات کا

Marfat.com

ذکر کیا ہے۔ اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ کچھ حضرات کو احدیت صرف کی جانب باطن میں پوری نگرانی کے باوجود ان کے ظاہر کو جو کثرت بین ہے، ان احکام اور اس شہود کے ساتھ مشرف کرتے ہیں، باطن میں احدیت کے نگران رہتے ہیں اور ظاہر کے لحاظ سے کثرت میں مطلوب کا مشاہدہ کرتے ہیں، جیسا کہ اس فقیر نے اس مکتوب کے ابتدا میں اپنے حال کی خبر دی ہے۔ اور اس جواب کی تحقیق تفصیل کے ساتھ اس رسالہ میں جو وحدت وجود کے مراتب میں لکھا گیا ہے لکھ دی گئی ہے۔ یہ مقام اس مذکورہ گفتگو کی گنجائش نہیں رکھتا۔

یہ نہ کہا جائے کہ جب نفس الامر میں متعدد وجود ہیں اور قرب و احاطہ ذاتی نہیں ہے۔ نیز وحدت کا شہود کثرت میں مطابق واقع نہیں ہے۔ لہٰذا ان بزرگواروں کا حکم کذب پر مشتمل ہوگا۔ کیونکہ نفس الامر اور واقع کے مطابق نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس کے جواب میں ہم یہ کہتے ہیں کہ ان بزرگوں نے اپنے اندازے کے مطابق حکم لگایا ہے۔ جس طرح ایک شخص یہ بات کہے کہ میں نے آئینے میں زید کی صورت دیکھی ہے۔ یہ حکم بھی واقع کے مطابق نہیں ہے۔ کیونکہ آئینے میں اس کی صورت کو نہیں دیکھا۔ کیونکہ آئینے میں کوئی صورت اصلاً ہے ہی نہیں جسے دیکھا جا سکے۔ اس شخص کو بھی عرف میں کاذب نہیں کہتے۔ اگرچہ اس کی یہ بات نفس الامر کے مطابق نہیں ہے۔ کیونکہ وہ یہ حکم لگانے میں معذور ہے۔ جھوٹ بولنے کی ملامت کا وہ مستحق نہیں ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

جن احوال کو پوشیدہ رکھنا چاہیے ان کے ظاہر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اگر اس فقیر نے وحدت وجود کو قبول کیا تھا تو وہ کشف کی بنا پر تھا، تقلید کی بنا پر نہیں تھا۔ اب اگر اس کا انکار کر رہا ہوں تو وہ بھی الہام کے باعث۔ اور الہام انکار کی گنجائش نہیں رکھتا۔ اگرچہ دوسرے کے لیے حجت بھی نہیں ہے۔

جھوٹ کا شبہ دور کرنے کا دوسرا جواب یہ ہے کہ عالم کے افراد بعض باتوں میں ایک دوسرے کے ساتھ مشترک ہیں اور بعض باتوں میں ایک دوسرے سے ممتاز اور جدا ہیں۔ بعض امور عرفیہ میں ممکن کا واجب تعالیٰ و تقدس کے ساتھ بھی اس قسم کا اشتراک ہے۔ اگرچہ ممکن و واجب ذات کے اعتبار سے ایک دوسرے سے ممتاز ہیں۔ غلبہ محبت کی بنا پر ما بہ الامتیاز چیز نظر سے پوشیدہ ہو جاتی ہے اور ما بہ الاشتراک نظر کے سامنے رہتی ہے۔ لہٰذا اس صورت میں ایک دوسرے کے عین ہونے کا حکم لگا دیں تو یہ واقع کے مطابق ہے۔ اس میں کذب کی بالکل کوئی مجال و گنجائش نہیں۔ اور احاطہ ذاتی وغیرہ کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے۔ والسلام۔

مکتوب نمبر (۳۲)

اس کمال کے بیان میں جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ مخصوص ہے/ اور اولیاء میں سے کم ہی کسی کو اس کمال سے مشرف کیا گیا ہے۔ اور حضرت امام مہدی میں اتم طریقہ سے اس کا ظہور ہوگا۔ اور وہ کمال نسبت جذبہ وسلوک سے فائق ہے۔ اور اس بات کے بیان میں کہ ہیشہ اور کار کا کمال ایک دوسرے کے افکار کے آپس میں ملنے سے ہوتا ہے۔ اور اس میں زیادتی اور اضافہ مسلسل نظر و فکر سے ہوتا ہے۔ پیر کی نسبت اگر اسی صرافت پر رہے تو موجب نقصان ہے۔ لائق مرید کو چاہیے کہ اسے کمال تک لے جائے۔ اور اس کے مناسب امور کے بیان میں ـــــ مرزا حسام الدین احمد کی طرف صادر فرمایا

آپ کا التفات نامہ گرامی وارد ہوا۔ اللہ کی حمد اور اس کا احسان کہ دور افتادہ لوگ یاد سے اوجھل نہیں ہوئے اور کسی نہ کسی وقت ان کا ذکر ہو جاتا ہے۔ ع

بارے بہیچ خاطر خود شادمی کنم

پیر دستگیر علیہ الرحمۃ کی نسبت خاصہ کے حاصل نہ ہونے کے متعلق آپ نے لکھا تھا اور اس کا سبب دریافت کیا تھا۔

مخدوم گرامی! اس قسم کی باتوں کی شرح بطور تحریر بلکہ بطور تقریر اور زبانی بیان بھی مناسب معلوم نہیں ہوتی: تاکہ کسی فہم میں کچھ اور نہ آجائے اور کچھ اور ہی مطلب نہ اخذ کرے۔ حسن ظن کے ساتھ پیر کی خدمت میں حاضری یا صحبت دراز جس طرح بھی ہو درکار ہے۔ اس کے بغیر رنج و محنت اٹھانے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہے

آسودہ شبے باید وخوش مہتابے   تا با تو حکایت کنم از ہر بابے

آرام دہ رات ہو اور خوش طبع چاند جیسا معشوق۔ تاکہ تجھ سے ہر باب کی حکایت بیان کروں۔

لیکن سوال کا جواب چاہنے کے مطابق فقیر اتنی بات عرض کرتا ہے کہ ہر مقام کے علوم و معارف جداگانہ ہیں اور احوال و مواجید بھی الگ ہیں۔ ایک مقام کے مناسب ذکر اور توجہ ہے اور دوسرے مقام کے مطابق کتاب اللہ شریف کی تلاوت اور نماز ہے۔ ایک مقام نسبت جذبہ سے مخصوص ہے اور دوسرا سلوک سے۔ اور ایک مقام میں ان دونوں دولتوں کی آمیزش ہے۔ اور ایک وہ مقام ہے

Marfat.com

جو جہت جذبہ اور سلوک دونوں سے جدا ہے۔ نہ جذبے کا اس سے کوئی تعلق ہے اور نہ سلوک کا اس سے کوئی علاقہ۔ یہ مقام نہایت ہی اعلیٰ ہے۔ حضور نبی کریم علیہ و علیٰ آلہ و علیہم من الصلوات افضلہا و من التسلیمات اکملہا اسی مقام کے ساتھ ممتاز ہیں اور اسی دولت عظمیٰ سے مشرف ہیں۔ دوسرے مقامات والوں سے اس مقام والا مکمل امتیاز رکھتا ہے۔ اور اس مقام کے لوگ ایک دوسرے کے ساتھ بہت کم مشابہت رکھتے ہیں۔ اس کے خلاف دوسرے مقامات والے حضرات ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہیں، اگرچہ کسی وجہ کی مشابہت ہو۔ یہ نسبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام میں ان شاء اللہ تعالیٰ اتم طریقہ پر ظاہر ہوگی۔

مختلف سلاسل کے مشائخ رحمہم اللہ سبحانہٗ میں سے کسی نے کم ہی اس کی خبر دی ہے۔ تو اس مقام کے علوم و معارف کے متعلق کیا گفتگو کر سکتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

اس باب میں انتہائی بات یہ ہے کہ صحابہ کرام کے لیے یہ نادر الوجود نسبت اول قدم میں ہی ظاہر ہو گئی اور ایک مدت گزرنے پر کمال کو پہنچ گئی۔ اور دوسرے کسی کو اگر اس دولت سے مشرف کرتے ہیں اور صحابہ کرام کے قدم کی نسبت پر تربیت کرتے ہیں تو جذبہ اور سلوک کی منزلیں قطع کرنے اور منازل کے علوم و معارف طے کرنے کے بعد سعادت مند کرتے ہیں۔

ابتدا میں ہی اس نسبت کا ظہور صحبت خیر البشر علیہ و علیٰ آلہ الصلوات والتحیات والبرکات والتسلیمات کی برکت سے ہے۔ لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے پیروکاروں میں سے بھی کسی کو مشرف کردیں یہاں تک کہ اس کی صحبت سے بھی ابتدا میں ہی اس بلند نسبت کا ظہور ہو جائے۔ ~~

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید

دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد

روح القدس (جبریل علیہ السلام) اگر پھر مدد کرے تو دوسرے بھی وہ کام کر سکتے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کرتے تھے۔

اس وقت اس نسبت میں ابتدا کا انتہا میں اندراج حاصل ہو جاتا ہے۔ جس طرح جذبہ کے سلوک پر مقدم ہونے کی صورت میں ہو جاتا ہے۔ اس سے زیادہ بیان کی گنجائش نہیں ~~

ومن بعد هذا ما يدق صفاتهٗ

وما كتمهٗ احظى لديه واجمل

(ترجمہ) اس کے بعد وہ چیز ہے جس کا بیان نہایت دقیق اور لطیف ہے۔ اور وہ چیز ہے جس کا چھپانا نہایت ہی لذیذ ہے اور اس کا پوشیدہ رکھنا بہت ہی بہتر ہے۔

اس کے بعد اگر ملاقات ہوئی اور سامعین کی طرف سے خیال سے سننے کا گمان ہوا تو اس مقام کا کچھ حصہ معرض ظہور میں لایا جائے گا۔ اور توفیق عنایت کرنے والا وہی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہے۔

بعض دوستوں کے بارے میں آپ نے کچھ لکھا ہے۔ فقیر نے ان کی لغزشیں معاف کر دی ہیں اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ ارحم الراحمین ہے۔ وہ بھی معاف فرمائے گا۔ لیکن دوستوں کو نصیحت کر دیں کہ موجودگی اور عدم موجودگی میں تکلیف دینے اور آزار پہنچانے کے مقام میں نہ رہیں اور اپنے حالات کو تبدیل نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کسی قوم کے حالات نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے آپ کو نہ بدلیں۔ اور جب اللہ کسی قوم کے متعلق برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کوئی دور نہیں کر سکتا۔ اور اس کے سوا کوئی ان کا کارساز نہیں ہوتا۔

میاں شیخ الہ داد کے بارے میں آپ نے خاص طور پر لکھا تھا۔ فقیر کو کوئی مضائقہ نہیں لیکن خود اسے اپنی تبدیلی وضع پر ندامت ہونی چاہیے۔ ندامت بھی توبہ ہے۔ شفاعت چاہنا ندامت کی فرع ہے۔ بہرحال فقیر اپنی طرف سے معاف کر چکا ہے، دوسری طرف کو وہ جانیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ سرہند کو اپنی منزل تصور کریں۔ ہم پیر ہونے کا تعلق محبت و نسبت ایسا نہیں ہے کہ ایسی عارضی باتوں سے ٹوٹ جائے۔ زیادہ کیا لکھے۔ والسلام

مخدوم زادے! اور باقی اہل خانہ کے لیے خصوصی دعا کی جاتی ہے۔ یہ رقعہ لکھنے کے بعد دل میں آیا کہ دوستوں کی لغزشوں اور انہیں معاف کر دینے کے بارے میں زیادہ وضاحت سے لکھے۔ کیونکہ اجمال میں ابہام ہوتا ہے اور خطرہ ہوتا ہے کہ کوئی کچھ اور سمجھ لے۔

مخدوم گرامی! عفو و درگزر اس صورت میں مطلوب و متصور ہے کہ وہ جماعت بھی اپنے حالات کو برا جانے اور ندامت و پشیمانی محسوس کریں، ورنہ درگزر کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

آپ نے لکھا تھا کہ پیر دستگیر قدس سرہٗ نے خلافت کے مقام کو ایک جماعت کے روبرو شیخ الہ داد کے سپرد کیا تھا۔ اس بات کی وضاحت ہونی چاہیے۔ اگر سپرد کرنے سے یہ مراد ہے کہ فقراء اور آنے جانے والوں کی خدمت کریں اور ان کے کھانے پینے کی خبر رکھیں، تو یہ بات تسلیم کرنے کے قابل ہے۔ اور اگر اس سے یہ مراد ہے کہ طالبوں کی تربیت کریں اور شیخیت کے مقام میں بیٹھیں تو یہ بات ماننے کے لائق نہیں۔

آخری بار کی ملاقات میں پیر دستگیر قدس سرہٗ نے فقیر کو فرمایا تھا کہ تمہیں اس امر کی تجویز کرنی چاہیے کہ

Marfat.com

شیخ الہہ داد ہماری طرف سے جاکر بعض طالبوں کو مشغول و مصروف رہنے کی تلقین کرے اور بعض کے حالات ہم تک پہنچائے۔ کیونکہ ہم کو انہیں اپنے روبرو طلب کرتے اور شغل باطن کی تلقین کرنے اور ان کے حالات دریافت کرنے کی طاقت نہیں۔

فقیر اس بارے میں متوقف تھا۔ جب ضرورت محسوس ہوئی تو فقیر نے بھی اتنا اندازہ اس بات کو تجویز کر لیا۔ اس قسم کی تبلیغ سفارت محض کی جنس سے ہے۔ خاصکر جب کہ ضرورت پر مبنی ہو اور ضرورت کی چیز باندازہ ضرورت اختیار کی جاتی ہے۔ لہٰذا وہ سفارت بھی حضرت قبلہ پیر و مرشد قدس سرہٗ کے زمانہ حیات ظاہری کے ساتھ خاص تھی۔ آپ کی رحلت کے بعد مشغولی باطن کا سبق دینا اور طالبوں کے حالات دریافت کرنا خیانت میں داخل ہے۔

آپ نے دریافت کیا تھا کہ پیر دستگیر قدس سرہٗ کی نسبت باقی ہے۔ یعنی زیادتی اور نقصان کو قبول نہیں کرتی۔

مخدوم گرامی! علم و حرفت کی تکمیل مختلف افکار کے باہم ملنے سے ہوتی ہے۔ وہ قواعد نحو جنہیں سیبویہ نے مقرر کیا تھا، متاخرین کے افکار نے اسے کس قدر زیادہ کر دیا۔ اسی حالت میں رہنا نقص تھا۔ وہ نسبت جو حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ رکھتے تھے۔ وہ حضرت خواجہ عبدالخالق قدس سرہٗ کے زمانہ میں نہیں۔ اسی پر دوسروں کو بھی قیاس کرو۔

ہمارے خواجہ تو خاصکر اس نسبت کی تکمیل کے درپے تھے۔ اور وہ نسبت جو حاصل ہو چکی تھی اسے کامل خیال نہیں کرتے تھے۔ اور زندگی وفا کرتی تو بارادہ خداوندی جل سلطانہ اس نسبت کو کہاں تک لے جاتے یہ سعی و کوشش کرنا کہ اس میں زیادتی اور اضافہ نہ ہو، مناسب نہیں۔ فقیر نہیں جانتا کہ یہ نسبت کہاں تک باقی رہے گی۔ آپ خود ایک علیحدہ نسبت رکھتے ہیں۔ پیر و مرشد علیہ الرحمۃ کی نسبت سے آپ کی نسبت کا کوئی تعلق نہیں۔ اور یہ بات بار بار آپ کے سامنے کہی گئی تھی۔

بے چارہ شیخ الہہ داد نسبت کو کیا جانے کہ کیا ہے۔ اسے صرف ایک گونہ حضور قلبی حاصل ہے۔ دوسروں کو بھی معلوم ہے کہ ان کی کیا حالت ہے۔ اس نسبت کو سنبھالنے اور قائم رکھنے والا کون ہے؟ ظاہر کریں، تاکہ فقیر بھی اس کی مدد کرے۔ واقعات کا اعتبار نہ کریں، یہ محض خیالات ہیں، ان میں صداقت کچھ نہیں۔ شیطان بڑا طاقتور دشمن ہے۔ اس کی فریب کاریوں سے بچنا مشکل ہے۔ وہی شخص بچ سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ بچائے۔

حاصل کردہ نسبتوں کے سلب ہونے کے بارے میں آپ نے لکھا تھا۔ مخدوم گرامی! وہ سلب کہنا

Marfat.com

اختیاری طور پر نہ تھا، جیسا کہ بوقت حاضری ذکر کیا تھا۔ اب تک وہ سلب اپنے حال پر ہے۔ زائل نہیں ہوا۔ اسے زائل تصور کرنا خیال ہے۔ وہ آواز جو آپ اپنے دل سے سنتے ہیں، حالت باطن کا اس سے کوئی کام نہیں۔ اگر آگ کے انگارے کو سرد کریں اور بجھا دیں، پھر اس پر پانی ڈالیں تو اس سے آواز نکلتی ہے اس آواز کی بنا پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ ابھی تک اس میں آگ موجود ہے۔ یاد رکھیے، واقعات کا کچھ اعتبار نہیں۔ یہ بات اگر پوشیدہ ہے تو انتظار میں رہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کل اس کی حقیقت ظاہر ہو جائے گی۔

چونکہ آپ نے بطور مبالغہ لکھا تھا۔ اس بنا پر اس کے جواب میں چند باتیں لکھ دی ہیں۔ ورنہ بلا ضرورت بات کرنے کا موقع ہی نہیں۔

مکتوب نمبر (۳۳)

علماء سوء کی مذمت کے بیان میں جو محبت دنیا میں گرفتار ہیں اور علم کو حصول دنیا کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ اور زاہد علماء کی مدح و ثنا کے بیان میں جو دنیا سے بے رغبت ہو چکے ہیں

ملا حاجی محمد لاہوری کی طرف لکھا۔

گروہ علماء کے لیے دنیا کی محبت اور اس کی طرف رغبت کرنا ان کے چہرۂ جمال پر بدنما داغ ہے۔ مخلوق کو اگرچہ ان سے فائدے پہنچتے ہیں لیکن خود ان کی ذات کے لیے ان کا علم کچھ بھی نفع مند نہیں ہے۔ اگرچہ شریعت کی تائید اور ملت کی تقویت ان پر مبنی اور مرتب ہوتی ہے لیکن کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ یہ تائید و تقویت فتور اور فجور والے لوگوں سے بھی ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ سید الانبیاء علیہ و علیہم و علی آلہ الصلوات والتسلیمات نے ایک فاجر شخص کی تائید کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:

ان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر — بیشک اللہ تعالیٰ اس دین کی تائید فاجر شخص سے بھی کر لیتا ہے۔

علماء سوء پارس کے پتھر کی طرح ہیں کہ لوہا اور تانبا وغیرہ جو بھی اس کے ساتھ ملتا ہے سونا بن جاتا ہے مگر وہ خود پتھر کا پتھر ہی رہتا ہے۔ اسی طرح وہ آگ جو پتھر اور بانس میں پوشیدہ ہوتی ہے جہان کو اس سے منافع حاصل ہوتے ہیں لیکن خود وہ پتھر اور بانس اپنی اندرونی آگ سے بے نصیب رہتے ہیں۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ یہ علم ان کے لیے مضر اور نقصان دہ ہے کہ ان کے علم نے ان پر حجت مکمل کر دی۔

ان اشد الناس عذابا یوم القیمۃ — سب سے زیادہ عذاب قیامت کے روز اس شخص کو ہوگا

Marfat.com

عالم لم ينفعه الله بعلمه — جسے اللہ نے اس کے علم سے نفع نہ دیا۔

ان کا علم ان کے لیے کیوں مضر اور نقصان وہ نہ ہو۔ حالانکہ وہ علم جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذی عزت چیز اور موجودات میں اشرف شے ہے۔ اسے انہوں نے کمینی دنیا اور مال وجاہ اور سرداری حاصل کرنے کا ذریعہ اور وسیلہ بنا لیا ہے۔ حالانکہ دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل وخوار اور ساری مخلوق سے بدترین شے ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والی شے کو ذلیل کرنا اور جو چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ہے اسے عزت دینا نہایت ہی برا ہے۔ اور فی الحقیقۃ حق سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ مقابلہ ہے۔ درس وتدریس اور فتویٰ دینا اس وقت نفع مند ہے جبکہ خالص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کے لیے ہو، اور جاہ وسرداری اور حصول مال وزر اور بلندی چاہنے کے شائبہ سے خالی ہو۔ اور اس کی علامت ونشانی یہ ہے کہ دنیا کی چیزوں میں زہد اختیار کرے اور دنیا وما فیہا سے بے رغبت رہے۔ وہ علماء جو اس بلا میں مبتلا ہیں اور اس کمینی دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں، دنیادار علماء ہیں۔ یہی لوگ علماء سوء سب لوگوں سے بُرے اور دین کے چور ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ اپنے آپ کو دین کا مقتدا اور سب مخلوق سے بہترین خیال کرتے ہیں:

وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ، اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ - اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ، اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ، اَلَا اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ -

وہ گمان رکھتے ہیں کہ کسی قابل قدر چیز پر ہیں۔ سن لو، یہی جھوٹے ہیں۔ ابلیس ان پر غالب آگیا ہے۔ اس نے انہیں اللہ کی یاد بھلا دی ہے۔ یہی ابلیس کا گروہ ہے۔ سن لو، ابلیس کا گروہ ہی خسارے میں ہے۔

اکابرین میں سے کسی نے دیکھا کہ ابلیس لعین فارغ بیٹھا ہے اور گمراہ کرنے اور دلوں کو بہکانے سے بے فکر ہے۔ اس بزرگ نے اس لعین سے اس کا راز دریافت کیا تو شیطان نے جواب دیا کہ علماء سوء اس وقت میرے اس کام میں میری زبردست مدد کر رہے ہیں اور انہوں نے مجھے اس مہم سے فارغ کر دیا ہے۔

حق بات یہ ہے کہ اس زمانہ میں ہر سستی اور مداہنت جو امور شرعیہ میں واقع ہو چکی ہے۔ اور ہر فتور جو دین وملت کی ترویج واشاعت میں پیدا ہو چکا ہے سب علماء سوء کی شومی کے باعث ہے اور ان کی نیتوں کے فساد کی وجہ سے ہے۔ ہاں وہ علماء جو دنیا سے بے رغبت اور جاہ وریاست اور مال کی محبت سے آزاد ہیں وہی علمائے آخرت اور انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کے وارث ہیں۔

Marfat.com

یہی لوگ بہترین مخلوق ہیں۔ کل قیامت کے دن ان کی سیاہی کو اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کے خون کے ساتھ وزن کریں گے اور ان کی سیاہی کا پلہ بھاری ہوگا۔ اور نوم العلماء عبادۃ یعنی علماء کا سونا بھی عبادت ہے" انہیں کی شان میں وارد ہے۔ یہی وہ علماء ہیں کہ آخرت کا جمال ان کی نظروں میں اچھا لگتا ہے۔ دنیا کی قباحت اور برائی کا انھیں مشاہدہ ہو چکا ہے۔ انہوں نے آخرت کو بقا کی نظر سے دیکھا ہے اور دنیا کو زوال اور فنا کے داغ سے داغ دار پایا ہے۔ اس لیے انہوں نے اپنے آپ کو باقی رہنے والی آخرت کے حوالے کر دیا ہے اور فانی دنیا سے الگ ہو گئے ہیں۔ آخرت کی عظمت کا مشاہدہ خدائے لایزال کی عظمت کے مشاہدے کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ اور دنیا وما فیہا کو ذلیل وخوار جاننا آخرت کی عظمت کے مشاہدہ کے لوازمات میں سے ہے۔

لان الدنیا والآخرۃ ضرتان ان	کیونکہ دنیا اور آخرت دو سوکنیں ہیں۔ اگر ایک راضی
رضیت احداھما سخطت الاخریٰ	ہوتی ہے تو دوسری ناراض ہو جاتی ہے۔

اگر دنیا عزیز ہے تو آخرت خوار ہے۔ اور اگر دنیا خوار ہے تو آخرت عزیز ہے۔ ان دونوں کا جمع ہونا اضداد کے جمع ہونے کے قبیلہ میں سے ہے۔ ع

ما احسن الدین والدنیا لو اجتمعا

کیا ہی اچھا ہوتا اگر دین و دنیا دونوں جمع ہو جاتے۔

ہاں مشائخ کرام میں سے ایک گروہ نے جو اپنے آپ اور اپنے ارادہ سے پوری طرح باہر آ چکے ہیں بعض حقانی نیتوں کے باعث اہل دنیا کی صورت اختیار کر رکھی ہے اور بظاہر دنیا کی طرف راغب نظر آتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت انہیں اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اور سب سے فارغ اور آزاد ہیں:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ	ایسے مردان حق ہیں جنہیں سوداگری اور خرید و
عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔	فروخت اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں کر سکتی

تجارت اور بیع و شراء وغیرہ ان کے لیے ذکر حق سے مانع نہیں ہے۔ ان امور دنیا کے ساتھ عین تعلق کے اندر بھی بے تعلق ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس نے فرمایا ہے کہ میں نے منیٰ کے بازار میں ایک تاجر دیکھا جو کم و بیش پچاس ہزار دینار کی خرید و فروخت کر رہا تھا۔ مگر اس کا دل ایک لحظہ کے لیے بھی یاد حق سے غافل نہ تھا۔

Marfat.com

مکتوب نمبر (۳۴)

حسب گنجائش بسط و تفصیل کے طریقہ پر عالم امر کے جواہر خمسہ کے بیان میں۔

یہ مکتوب بھی ملا حاجی محمد لاہوری کی طرف لکھا۔

سعادت دارین کا ہاتھ آنا سید کونین علیہ و علی آلہ من الصلوات افضلہا و من التسلیمات اکملہا کی اتباع کے ساتھ وابستہ ہے فلسفی جس کی بصیرت کی آنکھ صاحب شریعت علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و السلام والتحیہ کی متابعت کے سرمہ سے محروم ہے عالم امر کی حقیقت سے نابینا ہے۔ چہ جائیکہ اسے مرتبۂ وجوب تعالیٰ و تقدس کا شعور ہو۔ اس کی کوتاہ نظر عالم خلق پر ہی رُکی ہوئی ہے اور اس میں بھی ناتمام ہے۔

فلاسفہ نے جو جواہر خمسہ ثابت کیے ہیں سب عالم خلق میں ہیں۔ نفس اور عقل کو جو مادہ سے مجرد شمار کرتے ہیں یہ ان کی نادانی کے باعث ہے۔ نفس ناطقہ تو یہی نفس امارہ ہے جو تزکیہ کا محتاج ہے اس کی توجہ اور ہمت بالذات کمینگی اور پستی کی طرف ہے۔ اسے عالم امر سے کیا نسبت اور مادہ سے مجرد ہونے کے ساتھ اسے کیا مناسبت ہے؟

رہی عقل، تو معقولات میں سے بھی صرف ان امور کا ادراک کر سکتی ہے جو محسوسات سے مناسبت رکھتے ہیں۔ بلکہ جو محسوسات کے حکم میں ہیں۔ لیکن وہ چیز جو محسوسات سے مناسبت نہیں رکھتی اور مشاہدہ میں آنے والی اشیاء میں سے جن کا کوئی شبہ اور مثال نہیں وہ عقل کے ادراک میں نہیں آسکتیں۔ اور ان کا بند عقل کی چابی سے نہیں کھل سکتا۔ لہٰذا عقل کی نظر بے مثال اشیاء کے احکام سے کوتاہ ہے۔ اور غیب کے میدان میں تو بالکل گمراہ ہے۔ اور یہ اس کے عالم خلق میں سے ہونے کی علامت ہے۔ عالم امر کا رُخ بے چونی اور اس کی توجہ بے چگونگی کی طرف ہے۔ عالم امر کی ابتداء مرتبہ قلب سے ہے۔ قلب سے اوپر روح ہے، روح سے اوپر سِر اور سِر سے اوپر خفی ہے اور خفی سے اوپر اخفیٰ۔ عالم امر کے ان پانچ امور کو اگر جواہر خمسہ کہیں تو اس کی گنجائش ہے۔ کوتاہ نظری کے باعث چند خذف ریزوں کو اکٹھا کر کے جواہر خمسہ گمان کر لیا ہے۔

عالم امر کے ان جواہر خمسہ کا ادراک اور ان کے حقائق پر اطلاع حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامل اتباع کرنے والوں کو نصیب ہوتی ہے۔ جس طرح عالم صغیر یعنی انسان میں جو ان تمام چیزوں کا

Marfat.com

نمونہ ہے جو عالم کبیر میں پائی جاتی ہیں۔ اسی طرح عالم کبیر میں بھی ان جواہر خمسہ کے اصول موجود و ثابت ہیں۔ عرش مجید عالم کبیر کے جواہر کا مبدأ ہے۔ جس طرح انسان کے دل کی انسان میں یہ حیثیت ہے اور اس مناسبت کی بنا پر قلب کو عرش اللہ کہہ دیتے ہیں۔ اور جواہر خمسہ کے باقی مراتب عرش سے اوپر ہیں۔

عالم کبیر میں عرش عالم خلق اور عالم امر کے درمیان برزخ و واسطہ ہے۔ جس طرح عالم صغیر یعنی انسان میں قلب انسان عالم خلق اور عالم امر کے درمیان برزخ و واسطہ ہے۔ قلب اور عرش اگرچہ عالم خلق میں سے ہیں لیکن عالم امر کی بے چونی اور بے چگونی کا حصہ بھی رکھتے ہیں۔ ان جواہر خمسہ کی حقیقت پر آگاہ اور مطلع ہونا اولیاء کرام میں سے کامل افراد کے لیے تسلیم کیا گیا ہے۔ جو مراتب سلوک تفصیل سے طے کر کے نہایت کی نہایت تک پہنچ چکے ہیں ۔

ہر گدائے مرد میداں کے شود   پشۂ آخر سلیماں کے شود

ہر گدا مرد میدان کب ہو سکتا ہے   مچھر سلیمان کی ہمنوائی کب کر سکتا ہے

اور اگر محض فضل خداوندی سے کسی صاحب دولت کی نظر بصیرت کے لیے حتی الامکان مرتبہ وجوب تفصیل کے ساتھ ظاہر کر دیں تو وہ اس مقام میں ان جواہر کے اصول کا مطالعہ کر لیتا ہے اور ان چھوٹے اور بڑے جواہر کو اس حقیقت کے جواہر کے ظل و سایہ کی مانند معلوم کرتا ہے۔ ع

ایں کار دولت ست کنوں تا کرا دہند

یہ دولت عظمیٰ کا معاملہ ہے۔ دیکھیے اب یہ کسے عطا کرتے ہیں

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

عالم امر کے حقائق کا اظہار اس بنا پر ممنوع ہے۔ کیونکہ اس کے معانی و مطالب پوشیدہ نہایت دقیق اور باریک ہیں۔ تاکہ ہر کوتاہ نظر شخص کچھ اور ہی نہ سمجھ لے۔ علم میں راسخ لوگ جو:

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔   تمہیں تھوڑا سا علم دیا گیا ہے۔

کے شرف سے مشرف ہیں وہ اس ماجرا سے آگاہ ہیں۔ ع

هَنِيْئًا لِاَرْبَابِ النَّعِيْمِ نَعِيْمُهَا

نعمت والوں کو نعمتیں مبارک اور خوشگوار ہیں۔ ؎

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز   ورنہ در محفل رنداں خبرے نیست کہ نیست

یہ مصلحت کے خلاف ہے کہ راز پردے سے باہر آئے۔ ورنہ رندوں کی محفل میں کوئی ایسی خبر نہیں جس کی

Marfat.com

ان کو خبر نہ ہو۔

آپ کو اسلام علیکم اور ان سب کو جو ہدایت کی پیروی کریں اور مصطفیٰ علیہ وعلیہم من الصلوات والتسلیمات اتمہا و اَدْوَمُہا کی متابعت اپنے اوپر لازم کرلیں۔

دل میں آیا کہ ان بلند اور مقدس جواہر کا تھوڑا سا حال تحریر میں لایا جائے۔

جاننا چاہیے کہ ان جواہر کی ابتدا صفات اضافیہ سے ہے جو وجوب اور امکان کے درمیان برزخ و واسطہ کی مانند ہیں، اور ان سے اوپر صفات حقیقیہ ہیں، کہ روح سے ان کو حصہ ملتا ہے۔ اور قلب صفات اضافیہ سے تعلق رکھتا ہے، اور ان کی تجلیات سے مشرف ہوتا ہے۔ اور باقی ماندہ بلند جواہر جو صفات حقیقیہ سے بھی اوپر ہیں، حضرت ذات اقدس تعالیٰ و تقدس کے دائرہ میں داخل ہیں اس لیے ان تین (سر، خفی، اخفیٰ) کی تجلیات کو تجلیات ذاتیہ کہتے ہیں۔ بات کو اس سے آگے چلانا مصلحت نہیں ہے۔ ع

قلم اینجا رسید و سر بشکست

قلم یہاں پہنچا اور ٹوٹ گیا

مکتوب نمبر (۳۵)

محبت ذاتی کے بیان میں جس میں انعام و تکلیف دونوں برابر ہیں ——— یہ مکتوب بھی میاں حاجی محمد لاہوری کو لکھا۔

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ہمیں اور تمہیں بحرمۃ سید البشر علیہ و علیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات نظر کی کجی سے نجات عطا کرے۔

سیر و سلوک سے مقصود نفس امارہ کا تزکیہ اور تطہیر ہے۔ تاکہ باطل الہوں کی عبادت سے جو خواہشات نفسانی سے وجود میں آتی ہے نجات میسر آ جائے۔ اور حقیقت میں سوائے ایک معبود برحق تعالیٰ و تقدس کے اور کچھ بھی قبلہ توجہ نہ رہے۔ اور دینی و دنیاوی مقاصد میں سے کسی بھی مقصد کو اس ذات کی عبادت کے سوا اختیار نہ کرے۔

دینی مقاصد اگرچہ حسنات میں سے ہیں لیکن ان کا تعلق بھی ابرار کے کام سے ہے۔ مقربین انہیں بھی برائیوں میں سے ہی جانتے ہیں۔ اور ایک ذات کے سوا کسی چیز کو مقصود نہیں گردانتے۔ یہ دولت

Marfat.com

حصول فنا سے وابستہ ہے اور محبت ذاتی پیدا ہو جانے کے بعد ہے، یہاں انعام و تکلیف دونوں مساوی ہیں۔ تکلیف و رنج سے بھی ایسے ہی لذت گیر ہوتے ہیں جیسے نعمتوں سے۔ اگر بہشت چاہتے ہیں تو اس لیے چاہتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی رضا کا مقام و محل ہے، اور اسے طلب کرتے ہیں اس کی رضا اور خوشنودی ہے اور اگر دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں تو اس لیے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ناراضی کا مقام ہے۔ نہ بہشت سے حظِ نفس مطلوب ہے اور نہ دوزخ سے فرار اختیار کرنا اور پناہ مانگنا رنج اور محنت کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ محبوب کی طرف سے جو چیز بھی آتی ہے وہ ان بزرگوں کو مرغوب اور پسند اور عین مطلوب ہے۔

کل ما یفعلہ المحبوب محبوب۔ — محبوب جو کچھ بھی کرتا ہے وہ محبوب اور پسندیدہ ہی ہوتا ہے۔

اخلاص کی حقیقت اس جگہ ہاتھ آتی ہے اور باطل الٰہوں سے نجات بھی اسی جگہ حاصل ہوتی ہے اور کلمہ توحید بھی اس وقت ہی درست ہوتا ہے۔ اس کے سوا محض رنج و تکلیف اٹھانے کی بات ہے۔ محبت ذاتی کے بغیر جو اسماء اور صفات اور محبوب کے انعام و تکلیف کے ذریعہ کے بغیر ہے، دھتنے اور عیب والی بات ہے۔ فناء مطلق اس شرکت سوز محبت کے بغیر ہاتھ میں آتی ؎

عشق آں شعلہ است کو چوں برفروخت — ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
تیغ لا در قتل غیر حق براند — درنگر زاں پس کہ بعد از لا چہ ماند
ماند الا اللہ باقی جملہ رفت — شاد باش اے عشق شرکت سوز رفت

عشق وہ شعلہ ہے کہ جب روشن ہو جاتا ہے تو معشوق کے سوا ہر شے کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔
غیر حق پر لا کی تلوار چلا دیتا ہے۔ یہ تلوار چلنے کے بعد پھر دیکھ کہ لا کے بعد کیا ہے۔
صرف اللہ رہتا ہے، باقی سب کچھ ختم ہو جاتا ہے۔ اے شرکت کو پوری طرح جلا دینے والے عشق تو شاد اور خوش رہ۔

مکتوب نمبر (۳۶)

اس بیان میں کہ شریعت تمام دنیوی اور اخروی سعادتوں کی ضامن و کفیل ہے اور کوئی مطلب و مقصود ایسا نہیں جس کے حصول کیلئے شریعت کے ماسوا کسی اور چیز کی طرف انسان محتاج ہو۔ طریقت و حقیقت اسی شریعت کی خادم ہیں اور اس کے مناسب باتوں کے بیان میں —— یہ خط بھی

ملا حاجی محمد لاہوری کو لکھا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں شریعت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کی حقیقت سے متصف کرے۔ اور اللہ تعالیٰ اس بندے پر بھی رحم کرے جو آمین کہے۔

شریعت کے تین جزو ہیں: علم۔ عمل۔ اخلاص۔ جب تک یہ تینوں جزو نہ پائے جائیں شریعت متحقق نہیں پاتی۔ اور جب شریعت متحقق ہو گئی تو حق تعالیٰ سبحانہ کی رضا جو تمام دنیوی و اخروی سعادتوں سے فائق و اعلیٰ ہے، بھی متحقق ہو گئی:

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔ اللہ تعالیٰ کی تھوڑی رضا مندی بھی بہت ہے

اس لیے شریعت تمام دنیوی و اخروی سعادتوں کی ضامن و کفیل ہے۔ اور کوئی ایسا مطلب و مقصود نہیں جو شریعت سے الگ ہو اور انسان کو اس کی محتاجی ہو۔ طریقت و حقیقت جس کے ساتھ صوفیہ کرام ممتاز ہیں دونوں شریعت کی خادم ہیں۔ ان دونوں سے شریعت کے تیسرے جزو یعنی اخلاص کی تکمیل ہوتی ہے۔ لہٰذا ان دونوں سے مقصود بھی شریعت کی تکمیل ہے، نہ کوئی اور امر جو شریعت کے علاوہ ہو۔

احوال، مواجید اور علوم و معارف جو صوفیہ کو راستے میں ہاتھ آتے ہیں وہ مقاصد نہیں ہیں بلکہ اوہام و خیالات ہیں جن سے اطفال طریقت کی تربیت مطلوب ہوتی ہے۔ ان تمام سے گزر کر مقام رضا میں پہنچنا چاہیے جو جذبہ اور سلوک کے مقامات کی انتہا ہے۔ کیونکہ طریقت و حقیقت کے منازل طے کرنے سے اخلاص کا حاصل کرنا مقصود ہے جو رضا کو مستلزم ہے۔ تینوں قسم کی تجلیات اور عارفانہ مشاہدات سے گزر کر ہزاروں میں سے کسی ایک کو اخلاص کی دولت اور رضا کے مقام تک پہنچاتے ہیں۔ کوتاہ اندیش لوگ احوال و مواجید کو مقاصد اور مشاہدات و تجلیات کو مطالب شمار کرتے ہیں۔ اس لیے وہم و خیال کے زندان خانہ میں گرفتار رہتے ہیں اور شریعت کے کمالات سے محروم رہتے ہیں:

كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ۔ مشرکین کو وہ بات بڑی ناگوار ہے جس کی طرف تو ان کو بلاتا ہے۔

اَللّٰهُ يَجْتَبِيْ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ۔ اللہ تعالیٰ منتخب کر لیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے ہی اپنی طرف ہدایت دیتا ہے جو رجوع کرتا ہے۔

ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اخلاص کا مقام حاصل کرنے اور رضا کے مرتبہ تک پہنچنے کے لیے ان احوال و مواجید کا طے کرنا ضروری ہے اور ان علوم و معارف کے ساتھ وابستہ ہے۔

Marfat.com

پس یہ امور مطلوب کے اسباب و وسائل اور مقصود کے مقدمات ہیں۔

اس معنی کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے حبیب پاک علیہ و علیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات کے صدقہ سے پورے دس سال بعد اس فقیر پر منکشف و واضح ہوئی ہے اور معشوق شرع پوری طرح جلوہ گر ہوا ہے۔ اگرچہ ابتدا میں بھی یہ فقیر احوال و مواجید میں گرفتار نہیں تھا۔ اور شریعت کی حقیقت کے تحقق و ثبوت کے سوا میری نظر میں کوئی اور مطلوب و مقصود نہ تھا۔ لیکن اس امر کی حقیقت پورے دس سال بعد کامل طور پر ظاہر ہوئی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلك حمدًا کثیرًا طیبًا مبارکًا فیه مبارکًا علیه۔

میاں شیخ جمال مرحوم و مغفور کی وفات تمام اہل اسلام کے لیے حزن و پراگندگی کا باعث ہے۔ ان کے مخدوم زادوں کو میری طرف سے صبر و تحمل کی تلقین کریں۔ اور فاتحہ خوانی کریں۔ والسلام

مکتوب نمبر (۳۷)

بلند سنت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی اتباع پر ابھارنے اور اکابر نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی نسبت کے حصول کی طرف راغب کرنے کے بیان میں ——— شیخ محمد چتری کو لکھا۔

مراسلہ شریفہ اور مکاتبہ لطیفہ جو ازروئے کرم و مہربانی صادر فرمایا تھا، بندہ اس کے مطالعہ سے مسرور اور خوش ہوا۔ اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ پر اپنی استقامت و پختگی کا آپ نے لکھا۔ الحمد للہ سبحانہ علیٰ ذٰلك۔ اللہ تعالیٰ اس طریقہ عالیہ کے اکابر کی برکت سے آپ کو بے انتہا ترقیاں عطا فرمائے۔ ان کا طریقہ کبریت احمر (سرخ گندھک یعنی اکسیر) ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی اتباع سنت پر مبنی ہے۔

فقیر کو اس وقت تک جو کچھ ہاتھ آیا ہے اس کے متعلق لکھتا ہے کہ مدت دراز تک اس ناچیز پر علوم و معارف اور احوال و مقامات موسلا دھار بارش کی طرح برساتے رہے۔ اور جو کام کرنا چاہیے تھا۔ اللہ سبحانہ کی عنایت سے کر لیا گیا۔ اب کوئی آرزو باقی نہیں رہی۔ سوائے اس کے کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں میں سے کسی ایک سنت کا احیاء (زندہ کرنا) ہو جائے۔ اور احوال و مواجید ارباب ذوق کے حوالے ہو جائیں۔

چاہیے یہ کہ باطن خواجگان نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی نسبت سے معمور ہو۔ اور

Marfat.com

ظاہر کو کلی طور پر سنن ظاہرہ کے ساتھ مزین اور آراستہ رکھیں۔ ع

کار این است غیر ایں ہمہ ہیچ

اصل کام یہی ہے اس کے علاوہ سب ہیچ ہے

موسم سرما کی عشاء کے سوا باقی تمام نمازیں اوّل وقت میں ادا کریں۔ سردیوں کی عشاء میں تیسرے حصے رات تک تاخیر مستحب ہے۔ اس بارے میں فقیر بے اختیار ہے۔ نہیں چاہتا کہ بال برابر بھی ادائے نماز میں تاخیر واقع ہو۔ ہاں بشری عوارض مستثنیٰ ہیں۔

مکتوب نمبر (۳۸)

ذات بحت تعالیٰ و تقدس کی محبت میں گرفتار ہونے کے بیان میں جو اسماء صفات اور شیون و اعتبارات سے منزہ اور پاک ہے۔ اور منزل مقصود تک نہ پہنچنے والی جماعت کی مذمت میں جو چون کو بے چون تصور کر کے اسی کے گرفتار ہو گئے ہیں۔ اور اہل فنا کے اقدام کے فرق کے بیان میں۔ اور اسی تفاوت پر علوم و معارف وغیرہ مرتب ہوتے ہیں —— یہ مکتوب بھی شیخ محمد چیتری کی طرف لکھا۔

آپ کا مکتوب شریف ملا۔ فرحت و خوشی کا موجب ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھے اور ایک لحظہ کے لیے بھی غیر کے سپرد نہ کرے۔

جو کچھ ذات بحت سبحانہٗ و تعالیٰ کے سوا ہے اس کو غیر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اگرچہ اسماء و صفات ہی ہوں۔ اور متکلمین نے جو صفات کو لا ھو و لا غیرہ کہا ہے اس کا معنی کچھ اور ہے۔ انہوں نے غیر سے غیر اصطلاحی مراد لیا ہے اور اس معنی کے مطابق نفی کی ہے۔ غیر بمعنی مطلق مراد نہیں لیا۔ اور خاص کی نفی عام کی نفی کو مستلزم نہیں ہے۔ اور اس ذات عز سلطانہ کو نفی کے سوا کسی طریقہ سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ مرتبہ ذات میں جو کچھ ثابت کیا جائے گا وہ صراط مستقیم سے انحراف ہو گا۔ اور بہترین تعبیر اور جامع ترین عبارت یہ ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ — اس کی مثل کوئی شے نہیں۔

فارسی میں اس کا ترجمہ بے چون و بے چگون ہے۔ اور علم، شہود اور معرفت کو اس ذات سبحانہ کی طرف راستہ نہیں مل سکتا۔ جو کچھ لوگ دیکھتے ہیں یا جانتے ہیں یا پہچانتے ہیں سب اس ذات مقدس کا غیر

Marfat.com

ہے۔ اس میں گرفتاری غیر میں گرفتاری ہے۔ لہٰذا اس کی نفی کرنا لازم ہے اور کلمہ لَآ اِلٰہَ کے نیچے لاکر اس بے چون و بے چگون ذات کا اثبات کلمہ اِلَّا اللہ سے کرنا چاہیے۔ یہ اثبات ابتدا میں تقلیداً ہوتا ہے اور آخر میں تحقیقاً۔

بعضے ارباب سلوک سے جو نہایت کا رتک نہ پہنچنے کے باعث چوں کو بے چوں تصور کر بیٹھے ہیں اور شہود و معرفت کا اس کی طرف راستہ نکالتے ہیں ارباب تقلیدان سے بدرجہا بہتر ہیں۔ کیوں کہ ان کی تقلید نور نبوت علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات سے حاصل ہوئی ہے کہ سہو و خطا کو اس طرف راستہ نہیں مل سکتا۔ اس نہ پہنچنے والی جماعت کا مقتدا اور پیشوا غیر صحیح کشف ہے ع

بہ بیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

دیکھ لے ایک راستے کا دوسرے راستے سے کتنا فرق ہے

فی الحقیقت یہ جماعت ذات کی منکر ہے۔ اگرچہ ذات کے مشاہدے کا اثبات کرتے ہیں لیکن نہیں جانتے کہ یہی اثبات عین انکار ہے۔ امام مسلمین امام اعظم کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

سبحٰنک ما عبدناک حق	تیری ذات پاک ہے۔ جیسا تیری عبادت کا حق
عبادتک ولکن عرفناک	ہے۔ ہم اس طرح تیری عبادت کا حق ادا نہیں
حق معرفتک۔	کر سکے لیکن جیسا تجھے پہچاننے کا حق ہے اس طرح
	ہمیں تیری معرفت حاصل ہو چکی ہے۔

عبادت کا حق ادا نہ کرنا تو ظاہر ہے۔ لیکن پوری معرفت کا حصول اس بنا پر ہے کہ اس ذات تعالیٰ شانہٗ کی نہایت معرفت صرف یہ ہے کہ اس ذات کو بے چونی اور بے چگونی کے ساتھ پہچان لیں۔

کوئی نادان یہ گمان نہ کرے کہ عام و خاص اور مبتدی و منتہی معرفت میں مساوی اور برابر ہیں۔ میں کہتا ہوں یہ نادان علم و معرفت میں فرق نہیں کر سکا۔ مبتدی کو علم ہے اور منتہی کو معرفت۔ اور معرفت فنا کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی اور یہ دولت فانی کے سوا کسی کو میسر نہیں آتی۔ مولوی روم مثنوی میں فرماتے ہیں ؎

ہیچ کس را تا نگردد او فنا	نیست رہ در بارگاہِ کبریا
کوئی شخص بھی جب تک فنا نہ ہو	بارگاہِ کبریا تک راہ نہیں پا سکتا

تو یہ معرفت علم کے علاوہ ہے۔

جاننا چاہیے کہ علم متعارف سے اوپر ایک شے ہے۔ جسے معرفت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور

Marfat.com

اسے ادراک بسیط بھی کہتے ہیں ؎

فریاد حافظ این ہمہ آخر بہرزہ نیست
ہم قصۂ غریب و حدیثِ عجیب ہست

حافظ کی یہ سب فریاد بیہودہ نہیں، بلکہ قصّہ بھی غریب اور بات بھی عجیب ہے

اتصالِ بے تکیف و بے قیاس ہست رب الناس را با جانِ ناس
لیک گفتم ناس را نسناس نہ ناس غیر از جان جان اشناس نہ

رب تعالیٰ کا لوگوں کی جان کے ساتھ عقل میں نہ آنے والا اور بے کیف اتصال و تعلق ہے۔
لیکن میں نے لوگوں کے ساتھ اتصال کا ذکر کیا ہے، حیوان کے ساتھ نہیں۔ ناس یعنی کاملین و عارفین تو صرف جان جاں (محبوب حقیقی) کے ساتھ ہی آشنائی رکھتے ہیں۔

اور چونکہ فنا میں لوگوں کے قدم متفاوت ہیں، تو ضرور منتہی لوگوں کے لیے معرفت میں بھی ایک دوسرے پر فضیلت حاصل ہے۔ جس کی فنا اتم ہے اس کی معرفت بھی اکمل ہے۔ اور جو فنا میں کم درجہ ہے اس کی معرفت بھی کم درجے کی ہے۔ اسی طرح اور مراتب بھی۔

سبحان اللہ! بات کہاں پہنچ گئی۔ مجھے تو چاہیے تھا کہ اپنی بے حاصلی، نامرادی، بے استقامتی اور بے ثباتی کا تذکرہ کرتا اور دوستوں سے مدد و اعانت طلب کرتا۔ مجھے اس قسم کی باتوں سے کیا مناسبت ہے ؎

آگہ از خویشتن چو نیست جنیں چہ خبر دارد از چنان و چنیں

ماں کے شکم میں پڑا ہوا بچہ جب اپنی ذات سے بھی واقف نہیں تو ادھر اُدھر کی کیا خبر رکھے گا۔

لیکن بلند پایہ ہمت اور سرمایہ والی فطرت اجازت نہیں دیتی کہ انسان ادنیٰ قسم کی چیزوں اور سفلی قسم کے سرمایہ کی طرف اُتر آئے۔ بلکہ اس طرف توجہ اور التفات بھی کرے۔ بلند پایہ ہمت انسان اگر بات کرتا ہے تو اسی کی بات کرتا ہے، اگرچہ وہ بھی اس ذات حق کی شان کے سامنے کچھ نہیں ہوتی۔ اور اگر تلاش کرتا ہے تو اسی کو تلاش کرتا ہے، اگرچہ کچھ بھی نہیں پاتا۔ اگر کچھ حاصل کرتا ہے تو اسی کو حاصل کرتا ہے اگرچہ کچھ بھی حاصل نہیں کرتا۔ اور اگر اسے وصال نصیب ہوتا ہے تو اسی کا وصال نصیب ہوتا ہے، اگرچہ پھر بھی بے حاصل ہی رہتا ہے۔

لیکن اکابر قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم العالیہ کی بعض عبارات میں شہود ذاتی کا جو ذکر واقع ہوا ہے اس کے معنی ارباب کمال کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ نارسیدہ لوگوں کے لیے اس معنی کا سمجھنا محال اور

Marfat.com

وناممکن ہے سے

در نیابد حال پختہ ہیچ خام! پس سخن کوتاہ باید والسلام

پختہ آدمی کے حال تک خام آدمی نہیں پہنچ سکتا، لہٰذا بات مختصر ہی کرنی چاہیے والسلام

آپ نے مکتوب کا عنوان ھو الظاھر ھو الباطن کے کلمہ سے مزین و آراستہ کیا تھا۔ مخدوم گرامی ھو الظاھر ھو الباطن بالکل درست ہے۔ لیکن کچھ عرصہ سے فقیر اس عبارت سے توحید کے معنی نہیں سمجھتا۔ اور اس معنی کے سمجھنے میں علماء کے ساتھ موافق ہے۔ اور علماء کے معنی کی درستی ارباب توحید کے معنی کی درستی سے فوقیت رکھتی ہے:

کل میسر لما خلق له — ہر شخص کو وہی چیز میسر ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے

ع ہر کسے را بہر کارے ساختند

کارکنان قضا و قدر نے ہر کسی کو کسی کام کے لیے پیدا کیا ہے۔

جو چیز اس فقیر پر لازم و ضروری ہے اور جس کا وہ مکلف ہے وہ اوامر کی بجا آوری اور ممنوعات سے بچنا ہے

مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ — جو چیز رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے روکے اس سے رک جاؤ، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

اور چونکہ انسان کو اخلاص پیدا کرنے کا حکم ہے۔ اور وہ فنا اور محبت ذاتی کے بغیر متصور نہیں، اس لیے فنا کے مقدمات کا حاصل کرنا جنہیں مقامات عشرہ کہتے ہیں ضروری ہے۔ فنا اگرچہ محض خدا تعالیٰ کی عطا ہے، لیکن اس کے مقدمات اور مبادی کسب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگرچہ بعض کو کسب مقدمات اور ریاضات و مجاہدات کے ذریعہ مصفا کرنے کے بغیر ہی فنا کی حقیقت سے مشرف کر دیتے ہیں۔ اس صورت میں اس کا حال دو صورتوں سے خالی نہیں۔ یا تو اُسے معرفت کے آخری مقام پر ہی کھڑا کر دیتے ہیں۔ یا ناقص لوگوں کی تکمیل کے لیے اسے جہان کی طرف واپس کر دیتے ہیں۔ تقدیر اول پر اسے مقامات عشرہ مذکورہ کی سیر حاصل نہیں ہوتی۔ اور اسماء اور صفات کی تجلیات کی تفصیلات سے بے خبر رہتا ہے۔ اور دوسری تقدیر پر جب اسے جہان کی طرف واپس کرتے ہیں تو اسے مقامات عشرہ مذکورہ کی سیر تفصیل سے حاصل ہوتی ہے اور بے انتہا تجلیات سے اسے مشرف کرتے ہیں۔ صورت تو مجاہدہ کی ہوتی ہے لیکن حقیقت میں کمال ذوق و لذت میں ہوتا

ہے۔ ع

این کار دولت است کنوں تا کرا دہند

یہ دولت عظمٰی کا معاملہ ہے۔ دیکھیے اب یہ دولت کسے عطا کرتے ہیں

یہ نہ کہا جائے کہ جب اخلاص ان ماموررات میں ہے جن کا بجا لانا واجب اور ضروری ہے اور اس کی حقیقت فنا کے بغیر میسر نہیں آ سکتی۔ تو علماء نکوکار اور صالحین نیک اطوار جو حقیقت فنا سے مشرف نہیں ہیں، اخلاص حاصل نہ کرنے پر عاصی اور گنہ گار متصور ہوں گے۔ کیونکہ میں اس کا جواب یہ دیتا ہوں کہ نفس اخلاص انہیں بھی حاصل ہے، اگرچہ اخلاص کے بعض افراد کے ضمن میں ہو۔ اور فنا کے بعد کمال اخلاص حاصل ہو جاتا ہے۔ اور اس کے تمام افراد کو شامل ہو جاتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ فنا کے بغیر حقیقت اخلاص کے حاصل ہونے کی کوئی صورت نہیں۔ یہ نہیں کہا کہ نفس اخلاص بھی فنا کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔

مکتوب نمبر (۳۹)

اس بیان میں کہ کام کا دارو مدار قلب پر ہے۔ صرف اعمال کی صورتوں اور رسمی عبادتوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور اسی طرح کی اور باتوں میں ——— یہ مکتوب بھی شیخ محمد چتری کو لکھا۔

حق سبحانہٗ وتعالیٰ حضور سید البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات کی حرمت کے طفیل جو نظر کی کجی سے آزاد تھے، اپنے ماسوا سے روگردانی اور جناب قدس کی طرف توجہ نصیب فرمائے۔

کام کا دارو مدار دل پر ہے۔ اگر دل حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے غیر کے ساتھ گرفتار ہے تو خراب اور ابتر ہے۔ صرف ظاہری اعمال اور رسمی عبادتوں سے کام مکمل نہیں بن سکتا۔ دل کو غیر حق تعالیٰ کی طرف توجہ سے سالم و محفوظ رکھنا اور اعمال صالحہ جو بدن سے تعلق رکھتے ہیں اور جن کے ادا کرنے کا شرعًا حکم ہے، دونوں درکار ہیں۔ اعمال صالحہ بدنیہ کی بجا آوری کے بغیر دل کی سلامتی کا دعویٰ باطل ہے جس طرح اس جہان میں بدن کے بغیر روح غیر متصور ہے، قلبی احوال کا حصول بھی بدنی اعمال صالحہ کے بغیر محال ہے۔

اس وقت کے بہت سے ملحد اور بے دین اس قسم کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے صدقے ان کے اعتقادات سے نجات دے۔

Marfat.com

مکتوب نمبر (۴۰)

مقام اخلاص کے حاصل کرنے کے بیان میں جو شریعت کے تین اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔ اور اس جزو کے کامل کرنے میں طریقت اور حقیقت دونوں شریعت حقہ کی خادم ہیں، اور اسی طرح کے دوسرے مسائل میں ——— شیخ محمد چتری کی طرف لکھا۔

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَنُسَلِّمُ۔

مخدوم گرامی! منازل سلوک اور مقامات جذبہ کے طے کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس سیر و سلوک سے مقصود مقام اخلاص کا حاصل کرنا ہے۔ جو بیرونی اور اندرونی خداؤں کے فنا ہونے سے وابستہ ہے۔ اور یہ اخلاص شریعت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔ کیونکہ شریعت حقہ کے تین جزو ہیں۔ عِلْم۔ عَمَل۔ اِخْلَاص۔

تو طریقت اور حقیقت دونوں اس جزوِ اخلاص کو کمال تک پہنچانے میں شریعت کی خادم ہیں۔ اصل بات یہی ہے لیکن ہر شخص کا فہم و ادراک یہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ اکثر مخلوق خواب و خیال میں آرام کر رہی ہے، اور اکھروٹ و ناریل (معمولی چیزوں) پر کفایت کر چکی ہے۔ شریعت کے کمالات کو کیا جانے۔ طریقت و حقیقت کی ماہیت کو کیا پائے؟ اکثر لوگ شریعت کو پوست اور حقیقت کو مغز خیال کرتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ صوفیوں کی سکر و مستی میں نکلی ہوئی باتوں کے دھوکے میں آچکے ہیں، اور احوال و مقامات سے فتنہ میں پڑ چکے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ انہیں راہِ راست پر چلنے کی ہدایت دے۔ ہم پر اور تمام صالحین پر سلامتی کا نزول ہو۔

اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کے حسن توفیق سے دفتر اول کے حصہ اول کا ترجمہ اختتام کو پہنچا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین وعلینا معہم برحمتہ وھو ارحم الراحمین

Marfat.com

قطعہ تاریخ طباعت

اردو ترجمہ مکتوبات قدسی آیات حصّہ اوّل دفتر اوّل

نتیجۂ فکر

جناب مولانا سیّد شریف احمد صاحب شرافت نوشاہی مدظلّہ سجادہ نشین ساہن پال شریف ضلع گجرات

بحمد اللہ از لطفِ پاکِ خدا
بپایاں شد ایں نسخۂ باصفا

ز تصنیفِ آں قطبِ الاقطاب
جنابِ مجدّد ولایت مآب

کہ در انکشافِ علومِ شہود
با قرانِ خود مثلِ وے کس نبود

بسعیِ مبارک محمد سعید
کہ در عہدِ خود ہست مردِ فرید

بعلم و عمل مشتہر در جہاں
بیانش نمودہ بہ اردو زباں

چو شد چاپ ایں حصّہ اوّلیں
مکاتیبِ فخرِ زمان و زمیں

شدہ از شرافت سنِ او ظہور
کلامِ تصوّف، شرابِ طہور

۱۳ ھ ۹۰

کتبہٗ محمد یوسف خوشنویس ساکن حضرت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ۔ ۲ اپریل ۱۹۷۰ء

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

مکتوبات امام ربانی

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ

اردو ترجمہ

دفتر اول —— حصہ دوم

تصحیح و حواشی و ترجمہ

مولانا محمد سعید احمد صاحب نقشبندی

خطیب و امام مسجد حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور

مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی

Marfat.com

Marfat.com

صُحُفٌ مُّطَهَّرَةٌ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

یعنی

(اُردُو ترجمہ)

مکتوباتِ امامِ ربّانی

حضرت مجدّد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ

دفتر اوّل ——— حصّہ دوم

(تصحیح و حواشی و ترجمہ)

مولانا محمد سعید احمد صاحب نقشبندی
خطیب و امام مسجد حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور

(ناشر)

مدینہ پبلشنگ کمپنی ۔ بندر روڈ ۔ کراچی

Marfat.com

(جملہ حقوق ترجمہ بحق ناشر محفوظ ہیں)

طبع اوّل ـــــ آفسٹ طباعت ـــــ ۱۹۷۱ء

طابع و ناشر — مدینہ پبلشنگ کمپنی ـ بندر روڈ ـ کراچی

مطبع — مشہور آفسٹ پریس ـ کراچی

کاتب — محمد یوسف خوشنویس گوجرانوالہ

تعداد — دو ہزار ۲۰۰۰

قیمت — حصہ اوّل ـ دوئم ـ سوئم | بیس روپیہ
مجلد معہ پلاسٹک کور

ملنے کا پتہ

مدینہ پبلشنگ کمپنی ـ بندر روڈ ـ کراچی پاکستان

فہرست مضامین اُردو ترجمہ مکتوبات دفتر اوّل حصّہ دوم

مضمون	نمبر صفحہ
مکتوب نمبر ۴۱ :	۲۵
سنت کی متابعت کی ترغیب اور اس بیان میں کہ طریقت و حقیقت شریعت کو مکمل کرنے والی ہیں اور مقام صدیقیت میں پہنچ کر علوم شرعیہ اور علوم صوفیہ میں کوئی مخالفت نہیں رہتی۔	۲۵
محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رب العالمین کے محبوب ہیں، جو چیز اچھی اور مرغوب ہوتی ہے وہ مطلوب و محبوب کو عطا کرتے ہیں۔ اسی لیے آپ کی ملت کو صراطِ مستقیم فرمایا اور باقی کو مختلف راستے قرار دیا۔ آپ نے فرمایا بہترین سیرت محمد کی سیرت ہے۔ نیز آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا، پس بہت ہی اچھا ادب سکھایا۔	۲۶
مثال کی روشنی میں شریعت، طریقت اور حقیقت کے معنی کا بیان۔ سلوک کے راستے کے دوران جو خلاف شریعت امور ظاہر ہوتے ہیں وہ سکر وقت کی بنا پر ہوتے ہیں۔ جب اس مقام سے گزار کر آگے لاتے ہیں اور مقامِ صحو میں لاتے ہیں تو وہ مخالفت زائل ہو جاتی ہے۔ صوفیہ کی ایک جماعت سکر کے باعث احاطہ ذاتی کی قائل ہوتی ہے۔ علماء احاطہ علمی کے قائل ہیں۔ علماء کی رائے صواب کے قریب ہے۔	۲۶
بلاشبہ اس کی ذات بے کیف و بے مثال ہے اس پر کوئی حکم نہیں لگ سکتا۔ وہاں حیرت اور نادانی ہے۔ تعین اول جو وحدت سے عبارت ہے تمام ممکنات میں پایا جاتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ اس کی ذات تعالیٰ و تقدس علمائے اہل حق کے نزدیک بے کیف اور بے مثال ہے۔ اس کے ماسوا جو کچھ ہے زائد ہے۔	۲۷
مقام صدیقیت میں جو ولایت کا سب سے اونچا مقام ہے علمِ باطن کی علوم شرعیہ کے ساتھ پوری طرح موافقت ہو جاتی ہے۔	۲۷
مقام نبوت مقام صدیقیت سے اوپر ہے نبی کے علوم اور صدیق کے علوم میں وحی اور الہام کا فرق ہے۔	۲۷
صدیقیت کے نیچے جتنے بھی مقامات ہیں ان میں قدرے سکر موجود ہوتا ہے۔	۲۷
نبی اور صدیق کے علوم میں دوسرا فرق قطعی اور ظنی کا ہے۔ نفس کے مطمئنہ ہو جانے کے باوجود نفس کی صفات باقی رکھنے میں بہت سے فوائد پنہاں ہیں۔	۲۸
حدیث رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر۔	۲۸
ترک اولیٰ کے ارادے سے بھی اس قدر	

مضمون	نمبر صفحہ
پشیمانی اور ندامت لاحق ہوتی ہے کہ ایک سال کا کام ایک گھڑی میں میسر آجاتا ہے۔	۲۸
جس چیز میں بھی محبوب کے اخلاق پائے جائیں گے وہ بھی محبوب کے تابع ہونے کی وجہ سے محبوب قرار پائے گی۔	۲۸
مکتوب نمبر ۴۲:	۲۹
اس بیان میں کہ دل کو غیر حق کی محبت سے صاف کرنے کا بہترین آلہ اتباع سنت ہے۔	۲۹
انسان جب تک پراگندہ تعلقات سے آلودہ رہتا ہے محروم اور مقصد سے دور جدا رہتا ہے۔ الخ	۲۹
مکتوب نمبر ۴۳:	۳۰
توحید شہودی اور توحید وجودی کے بیان میں۔ اور توحید شہودی کا عقل و شرع کے خلاف نہ ہونا۔ اور مشائخ کے اقوال کو توحید شہودی پر محمول کرنا۔ اور توحید شہودی کا عین الیقین کے مرتبہ میں ہونا۔ توحید شہودی اور وجودی کے درمیان فرق اور ہر ایک کے معنی کا بیان، اور مثال سے دونوں کی وضاحت۔	۳۱
حسین بن منصور کے قول انا الحق اور ابو یزید بسطامی کے قول سبحانی الخ کا معنی	۳۱
سوال وجواب	۳۱
اس زمانہ میں بہت سے صوفیوں کا لباس پہننے والے توحید وجودی کو شائع کرنے میں مصروف	

مضمون	نمبر صفحہ
ہیں اور صرف اسی کو کمال جانتے ہیں۔ مشائخ کے ان اقوال کو جو توحید وجودی میں صریح ہیں ان کے ابتدائے حال پر محمول کرنا چاہیے اور ایسے کلمات انہوں نے علم الیقین کے مقام میں کہے ہیں	۳۲
سوال وجواب	۳۲
توحید وجودی والا عین الیقین کے مقام سے بہرہ ور نہیں ہوتا۔ ایک مثال سے اس کی وضاحت	۳[illegible]
اکثر اہل زمانہ نے توحید وجودی کا دامن پکڑا ہوا ہے۔ بعض نے تقلیداً، بعض نے صرف علمی طور پر، بعض نے علم اور ذوق دونوں لحاظ سے اور بعض نے الحاد وزندقہ کے طور پر۔	۳۳
طریقت اور شریعت ایک دوسرے کا عین ہیں۔ صرف اجمال و تفصیل اور کشف و استدلال کا فرق ہے۔	۳۳
ہمارے خواجہ قدس سرہ کا مشرب ایک عرصہ تک توحید وجودی رہا۔ آخر کار اس مقام سے آپ کو آگے گزار لیا گیا۔	۳۴
میاں عبدالحق کی نقل سے اس آگے گزرنے کی تصدیق۔ اس حقیر کا مشرب بھی ایک عرصہ تک توحید وجودی ہی رہا۔	۳۴
مکتوب نمبر ۴۴:	۳۴
خیر البشر علیہ السلام کی مدح میں اور اس امر کے بیان میں کہ آپ کی شریعت کی تصدیق کرنے والے خیر الامم ہیں اور اس کی تکذیب کرتے والے	

Marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
بدترین بنی آدم ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کی متابعت کی ترغیب ہیں۔	۳۴
احادیث مدنیہ کا اردو ترجمہ	۳۵
لولاک لما خلق اللہ سبحانہ الخلق الخ	۳۶
آج عمل قلیل کو جو دین کی حقیقت کے ساتھ ہے عمل کثیر کی طرح قبول فرماتے ہیں۔	۳۶
اصحاب کہف نے یہ تمام درجات ایک نیکی یعنی ہجرت سے حاصل کیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار آپ کی متابعت کی برکت سے مرتبہ محبوبیت تک پہنچتے ہیں۔ اگر ہجرت ظاہری میسر نہ ہو تو ہجرت باطنی ہی کامل طریقہ پر حاصل کرنی چاہیے۔ ظاہراً اللہ کے بندوں سے دور رہنے کے باوجود رابطہ قلبی کے طور پر ان کے ساتھ رہنا چاہیے۔	۳۶
	۳۷
مکتوب نمبر ۴۵ :	۳۷
اس بیان میں کہ انسان کی جامعیت جس طرح اس کے کمال کا سبب ہے اسی طرح اس کے نقصان کا باعث بھی ہے۔ اور رمضان شریف کے فضائل کے بیان میں۔	۳۷
خدا تعالیٰ کے دوست اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ بدن کے ساتھ تعلق بھی حق تعالیٰ کی معیت میں ایک طرح کی رکاوٹ ہے۔ اس ڈھانچے سے جدا ہونے کے بعد قرب ہی قرب اور اتصال ہی اتصال ہے۔	۳۸
آدمی کو جس طرح جمعیت باطنی کی ضرورت	

مضمون	نمبر صفحہ
ہے جمعیت ظاہری کی بھی ضرورت ہے۔	۳۸
بہترین مخلوقات بھی انسان ہے اور بدترین مخلوق بھی انسان ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی نوع انسان میں سے ہیں اور ابوجہل لعین بھی انسان میں سے ہی ہے۔	۳۹
ماہ رمضان المبارک کے فضائل۔	۳۹
مکتوب نمبر ۴۶ :	۴۱
اس بیان میں کہ باری تعالیٰ کا وجود اس کی وحدت، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت بلکہ جو کچھ نبی کریم علیہ السلام لے کر آئے سب بدیہی ہے لیکن اس وقت جبکہ قوت مدرکہ باطنی امراض سے محفوظ ہو۔	۴۱
نظر و فکر کی طرف وہ محتاج جو کسی مرض کے باعث ہو بداہت کے مخالف نہیں۔ ایمان یقینی کے حاصل کرتے میں مرض قلبی کے ازالے کی فکر ضروری ہے۔ تزکیے کے بغیر یقین کا حاصل ہونا	۴۱
مشکل ہے۔ شریعت وملت کا منکر مصری کے مٹھاس کے منکر کی طرح ہے۔	۴۱
سیر و سلوک اور تزکیہ و تصفیہ سے مقصود آفات معنویہ اور امراض قلبیہ کا ازالہ ہے۔	۴۲
آفات و امراض کے باوجود اگر ایمان ہے تو صرف ظاہری ہے۔	۴۲
مکتوب نمبر ۴۷ :	۴۳
گذشتہ صدی کے کفار کی شکایت کے بیان	

مضمون	نمبر صفحہ
ہیں۔ جو غلبہ حاصل کر چکے ہیں اور اہل اسلام کو خوار اور بے اعتبار رکھتے ہیں۔ اور ابتدائے بادشاہت کے وقت ہی ترویج دین کی ترغیب میں۔	۴۳
بادشاہ جہان کے لیے اس طرح ہے جس طرح دل بدن کے لیے۔ بادشاہ کی صلاح اور درستی میں جہان کی درستی اور اس کے خراب ہونے میں جہان کی خرابی ہے۔	۴۳
آج جبکہ بادشاہ اسلام کے تخت نشین ہونے کی بشارت خاص و عام کے کانوں تک پہنچ چکی ہے سب اہل اسلام پر اس کی مدد و اعانت لازم ہے اور بہترین مدد مسائل شرعیہ کی وضاحت اور عقائد کلامیہ کا اظہار ہے۔	۴۴
اس قسم کی مدد علماء اہل حق کے ساتھ مخصوص ہے۔	۴۴
علمائے دنیا کی صحبت زہر قاتل ہے اور ان کا فساد متعدی ہے۔ گزشتہ صدی میں دین پر جو بلا و مصیبت بھی ٹوٹی اس جماعت علماء دنیا کی شومی اور بدی سے ہی ٹوٹی۔	۴۴
اس زمانہ کے اکثر جہلاء صوفی نما علماء سوء کا حکم رکھتے ہیں۔	۴۴
اپنے آپ کو اس بڑھیا کی طرح تصور کریں جو سوت کی اٹی لے کر حضرت یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں جا شامل ہوئی۔	۴۴
مکتوب الیہ کو ترویج شریعت پر ابھارنا۔	۴۵

مضمون	نمبر صفحہ
مکتوب نمبر ۴۸:	۴۵
علماء اور طلبہ علوم کی تعظیم کی ترغیب کے بیان میں۔	۴۵
کل قیامت کو شریعت کے متعلق سوال ہوگا، تصوف کے متعلق نہیں ہوگا۔	۴۶
جنت میں داخلہ اور دوزخ سے نجات شریعت کی بجا آوری سے وابستہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام نے شرائع کی دعوت دی ہے۔	۴۶
اعلیٰ ترین نیکی شریعت کی ترویج میں کوشش اور اس کے احکام میں سے کسی کا زندہ اور جاری کرنا ہے۔	۴۶
راہ خدا میں کروڑہا روپے خرچ کرنا اتنا ثواب نہیں رکھتا جتنا مسائل شرعیہ میں سے ایک مسئلے کو رواج دینے کا ثواب ہے۔	۴۶
وہ مال جو تائید شریعت میں خرچ کیا جائے بہت اونچا درجہ رکھتا ہے۔ اور اس نیت سے ایک ٹکہ خرچ کرنا لاکھوں روپے خرچ کرنے کے برابر ہے۔	۴۶
نفس میں گرفتار طالب علم کی فضیلت نجات یافتہ صوفی پر اور اس پر استدلال	۴۷
دعوت و ارشاد کے لیے مخلوق کی طرف لوٹائے گئے صوفی کو نبوت کے فیضان سے حصہ ملتا ہے اور وہ بھی علمائے شریعت میں داخل ہے	۴۷
مکتوب نمبر ۴۹:	۴۷

Marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
دو قسم کی دولت جمع کرنے کی ترغیب میں یعنی ظاہر کو احکام شرعیہ کے ساتھ آراستہ کرنا اور باطن کو غیر حق سبحانہ کی گرفتاری سے آزاد کرنا۔	۴۷
مکتوب نمبر ۵۰:	۴۸
کمینی دنیا کی مذمت کے بیان میں	۴۸
اگر کسی نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میرا مال زمانے میں سب سے عقلمند انسان کو دینا تو وہ زاہد کو دینا چاہیے۔	۴۸
مکتوب نمبر ۵۱:	۴۹
ترویج شریعت کی ترغیب میں	۴۹
مکتوب نمبر ۵۲:	۵۰
نفس امارہ کی مذمت اور اس کے مرض ذاتی اور اس کے ازالے کے علاج کے بیان میں۔	۵۰
نفس امارہ کے دعوی الوہیت اور شرکت کا بیان اور اس بے سعادت نفس کا شرکت پر راضی نہ ہونا۔	۵۰
حدیث قدسی عاد نفسك الخ	۵۰
نفس کی پرورش دراصل خدا کے دشمن کی پرورش ہے۔	۵۰
حدیث قدسی الکبریاء الخ	۵۰
دنیا کے ملعون ہونے کا راز	۵۱
فقر کو فخر محمدی ہونے کا شرف حاصل ہے۔	
اس کی وجہ انبیاء کی بعثت سے مقصود اور تکالیف شرعیہ میں حکمت نفس امارہ کو عاجز کرنا اور اسے ویران کرنا ہے۔	۵۱
احکام شرعیہ میں سے ایک حکم کی بجا آوری خواہشات نفسانی کے مٹانے میں اپنی طرف سے ہزار سالہ ریاضات و مجاہدات سے بہتر ہے۔	۵۱
برہمنوں اور جوگیوں نے ریاضات کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی لیکن بے فائدہ ہے۔	۵۱
حکم شرع کے مطابق بطور زکوٰۃ ایک درہم ادا کرنا نفس کی ویرانی میں اپنی طرف سے ہزار دینار صرف کرنے سے بہتر ہے۔	۵۱
شریعت کے حکم کے مطابق عید فطر کے روز کھانا کھانا اپنی طرف سے ہزارہا سال کے روزوں سے بہتر ہے۔	۵۱
فجر کی دو رکعت نماز باجماعت ادا کرنا اس سے بہتر ہے کہ انسان ساری رات نفل میں گزارے اور نماز بے جماعت ادا کرے	۵۱
جب تک نفس پاک نہ ہوا اپنے بہتر ہونے کے مالیخولیا سے آزاد نہیں ہو سکتا۔	۵۱
تزکیہ نفس میں کلمہ طیبہ نافع ترین شے ہے	۵۲
جب نفس سرکشی کے مقام میں اتر آئے تو کلمہ طیبہ کے تکرار سے اپنے ایمان کی تجدید کرنی چاہیے۔	۵۲
مکتوب نمبر ۵۳:	۵۲
اس بیان میں کہ علماء سوء کا اختلاف فساد عالم کا موجب ہے۔	۵۲

Marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
دیندار علماء بہت ہی قلیل ہیں	۵۳
گزشتہ صدی میں علماء کا اختلاف جہان کو بلا و مصیبت میں گرفتار کر چکا ہے۔	۵۳
جس طرح جہان کی نجات اور صلاح علماء سے وابستہ ہے، جہان کا فساد بھی انہی سے تعلق رکھتا ہے۔	۵۳
ایک بزرگ نے ابلیس کو فارغ بیٹھا دیکھا تو اس کا راز دریافت کیا۔ اس نے جواب دیا میرا کام اس وقت کے علماء کر رہے ہیں۔	۵۳
مکتوب نمبر ۵۴:	۵۴
اس بیان میں کہ مبتدع کی صحبت سے بچنا ضروری ہے، اور بدترین بدعتی فرقہ شیعہ شنیعہ ہے۔	۵۴
بدعتیوں کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت سے زیادہ ہے	۵۵
تمام بدعتی فرقوں میں بدترین وہ جماعت ہے جو اصحاب پیغمبر سے بغض رکھتی ہے	۵۵
صحابہ کرام سے بغض رکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کافر کہا ہے	۵۵
صحابہ کرام پر اعتراض قرآن و شریعت پر اعتراض ہے	۵۵
حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کا مخالف خطا پر تھا۔	۵۶
یزید بے دولت اصحاب میں سے نہیں ہے	۵۶

مضمون	نمبر صفحہ
اس کی بدبختی میں کسے کلام ہے	۵۶
یزید پر لعنت میں توقف کی وجہ	۵۶
قطب زماں حضرت مخدوم جہانیاں کی کتابوں کے مطالعہ کی ترغیب میں۔	۵۶
مکتوب نمبر ۵۵:	۵۶
اپنے بعض دوستوں کے ساتھ اظہار محبت کے بیان میں	۵۶
حدیث من احب اخاہ فلیعلم ایاہ	۵۶
اس محبت کے باعث جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقرباء کے ساتھ پیدا ہو چکی ہے بندہ کو بہت امیدیں ہاتھ میں آ چکی ہے	۵۷
مکتوب نمبر ۵۶:	۵۷
ایک سید صاحب کی سفارش کے سلسلے میں	۵۷
مکتوب نمبر ۵۷:	۵۸
نصیحت کے بیان میں	۵۸
حقیقت اور طریقت حقیقت شریعت سے عبارت ہے اور اس حقیقت کا راستہ	۵۸
مکتوب نمبر ۵۸:	۵۸
اس بیان میں کہ یہ سارا راستہ کل سات قدم ہے۔ اور مشائخ نقشبندیہ نے عالم امر سے ابتدا اختیار کی ہے۔ اور ان بزرگوں کا طریقہ صحابہ کرام کا طریقہ ہے	۵۸
ہمارا راستہ صرف سات قدم ہے دو قدم عالم خلق میں اور پانچ عالم امر میں۔ ان سات	

Marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
قدموں میں سے ہر قدم میں دس ہزار حجابات راستے سے ہٹتے ہیں۔	۵۹
اول قدم میں افعال کی تجلی رونما ہوتی ہے دوسرے میں تجلی صفات اور تیسرے قدم میں تجلیات ذاتیہ کا آغاز ہو جاتا ہے	۵۹
دوسروں کی نہایت ان کی ابتداء میں درج ہے	۵۹
صحابہ کرام کو خیر البشر علیہ السلام کی پہلی صحبت میں ہی وہ کچھ میسر آگیا جو کامل اولیاء کو نہایت پر پہنچ کر بھی کم ہی نصیب ہوتا ہے	۵۹
ابن مبارک سے لوگوں نے پوچھا معاویہ افضل ہیں یا ابن عبد العزیز؟ آپ نے فرمایا حضور کی معیت میں حضرت معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں جو غبار داخل ہوئی وہ کئی مرتبے عمر بن عبد العزیزؒ سے افضل ہے۔	۶۰
مکتوب نمبر ۵۹:	۶۰
اس بیان میں کہ انسان کے لیے نجات ابدی حاصل کرنے کے لیے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ اور اہل سنت کی اتباع کے بغیر نجات محال ہے، اور علم وعمل شریعت سے مستفاد ہیں اور اخلاص کا حصول طریقہ صوفیہ کے طریق پر چلنے سے حاصل ہوتا ہے۔	۶۰
اگر اہل سنت کی اتباع سے بال برابر بھی مخالفت ہے تو خطرہ ہی خطرہ ہے۔	۶۱
اہل سنت کے مخالف دیدار باری تعالیٰ اور شفاعت کے منکر ہیں۔ یہ لوگ صحبت کی فضیلت سے بے خبر ہیں۔ اور اہل بیت رسول علیہ السلام کی محبت سے محروم ہیں	۶۲
صحابہ کرام کا ابو بکر پر متفق ہونا، اور انہیں آسمان کے نیچے ابو بکر سے بہتر کوئی شخص نہ ملنا۔ اہل بیت حضرت نوح کی کشتی کی طرح ہیں، اور صحابہ ستاروں کی مانند ہیں اور اس راز کا بیان	۶۲
بعض صحابہ کا انکار تمام صحابہ کا انکار ہے	۶۲
پیغمبر علیہ السلام کی صحبت کی فضیلت تمام فضائل سے اوپر ہے۔	۶۲
اویس قرنی ادنیٰ درجہ صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکے۔	۶۲
صحابہ کا ایمان شہودی تھا۔	۶۲
صحابہ کرام کے آپس میں جھگڑے اور اختلافات صحیح توجیہات پر محمول ہیں اور ان کی خطا اجتہادی خطا تھی۔	۶۳
اہل سنت کا طریقہ افراط و تفریط سے محفوظ ہے	۶۳
علم وعمل تو شرع سے مستفاد ہے اور ان دونوں میں اخلاص طریق صوفیہ سے وابستہ ہے۔	۶۳
سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ کے حصول کے بغیر بندہ حقیقت اخلاص سے دور رہتا ہے یعنی تمام اعمال و اقوال میں اخلاص نصیب نہیں ہوتا۔	۶۳
اولیاء اللہ جو کچھ کرتے ہیں صرف حق جل علا	

Marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
کے لیے کرتے ہیں۔	٦٣
مخلص اور مخلَص کے درمیان فرق	٦٤
علوم صوفیہ سے نفع کا بیان	٦٤
مکتوب نمبر ٦٠:	٦٤
نفی خواطر اور دفع وساوس کے بیان میں۔	٦٤
دفع وساوس طریقہ حضرات نقشبندیہ میں مکمل طور پر حاصل ہے	٦٤
بعض مشائخ نے دفع خواطر کے لیے چلہ کشی کی ہے۔	٦٤
خواجہ احرار قدس سرہٗ کے کلام میں خواطر سے مراد	٦٤
اس سلسلہ کے مخلصوں میں سے ایک درویش اپنا حال یوں بیان کرتا ہے کہ بالفرض اگر عمر نوح بھی اسے مل جائے تو ساری عمر میں کوئی وسوسہ دل پر سے نہیں گزر سکتا۔ بلکہ وسوسہ دل میں لانے کے لیے اگر سالہا سال تکلف بھی کرے تو نہیں آسکتا	٦٤
وساوس کو دس دن یا چالیس دن کے چلے کے ذریعے بتکلف روکنے سے مطلوب کی طرف دوام توجہ محال ہے	٦٥
دائمی حفاظت جو اس سلسلہ کے منتہیوں کو میسر آتی ہے وہ ایک دوسری شے ہے	٦٥
دوام توجہ جسے ہم بیان کر رہے ہیں اس سے مراد یادداشت ہے جو مرتبہ کمال کی نہایت ہے۔	٦٥

مضمون	نمبر صفحہ
مکتوب نمبر ٦١:	٦٦
شیخ کامل کی صحبت اختیار کرنے اور ناقص کی صحبت سے اجتناب کرنے کے بیان میں	٦٦
طلب کا ہونا حصول مطلوب کی بشارت دیتا ہے	٦٦
دولت طلب کو نعمت عظمیٰ تصور کرتے ہوئے ہر مخالف امر سے بچنا چاہیے	٦٦
اگر حقیقت التجا میسر نہ ہو تو اس کی صورت کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔	٦٧
شیخ کامل کی ذات تک وصول کے بعد تمام مرادیں اس کے سپرد کرنی چاہییں جس طرح میت غسال کے ہاتھ میں آتا ہے۔	٦٧
فناء اول فنافی الشیخ ہے۔	٦٧
ابتداءً طالب کمال خست اور کمینگی کی حالت میں ہوتا ہے۔ جناب قدس خداوندی سے کچھ مناسبت نہیں رکھتا۔ لہٰذا دو طرف تعلق رکھنے والا واسطہ درمیان میں چاہیے۔ اور وہ واسطہ شیخ کامل کامل کرنے والا ہے	٦٧
طلب میں سب سے زیادہ فتور ڈالنے والی چیز یہ ہے کہ طالب شیخ ناقص کی طرف رجوع کرے جس نے ابھی کام مکمل نہ کیا ہو اور مسند شیخی پر بیٹھ جائے۔	٦٧
اس کی صحبت زہر قاتل ہے۔	٦٧
راستے کا دارومدار صحبت پر ہے۔ گفت و شنید سے کام نہیں بنتا۔	٦٨
مکتوب نمبر ٦٢:	٦٨
اس بیان میں کہ جو جذبہ سلوک سے پہلے	

Marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
ہوتا ہے وہ مقاصد میں سے نہیں ہے بلکہ جو جذبہ سلوک کے بعد ہے مقاصد میں سے وہ ہے	۶۸
نہایت کے بدایت میں درج ہونے سے مراد	۶۹
مکتوب نمبر ۶۳:	۶۹
اس بیان میں کہ انبیاء علیہم السلام اصول میں متفق ہیں اور ان کے بعض متفق کلمات کا بیان	۶۹
انبیاء کرام علیہم السلام سراسر رحمت ہیں۔ اگر ان کا وجود شریف نہ ہوتا تو حق سبحانہ بھان کو اپنی ذات وصفات سے واقف نہ کرتا۔	۶۹
یہ بزرگ گروہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات حشر ونشر، ارسال رسل، فرشتہ کے نزول اور جنت و دوزخ میں اتفاق رکھتا ہے۔ صرف بعض فروع میں مختلف ہے۔	۷۰
احکام شرعیہ میں نسخ و تبدیلی حق تعالیٰ کی حکمتوں اور مصالح میں سے ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور کفار بدکردار کے سرداروں میں فرق۔	۷۰
مکتوب نمبر ۶۴:	۷۲
جسمانی اور روحانی لذت والم کے بیان میں اور جسمانی آلام و مصائب کے برداشت کرنے کی ترغیب میں۔	۷۲
ہر چیز جس میں جسم کے لیے لذت ہے روح کے لیے اس میں الم اور تکلیف ہے۔ وبالعکس	۷۲
اس عالم دنیا میں عوام کالانعام کی روح بھی جسم کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ افسوس ہزار	۷۲
افسوس اگر روح اس گرفتاری سے آزاد ہو کر اپنے وطن اصلی کی طرف رجوع نہ کرے۔	۷۳
اگر دنیا میں درد والم نہ ہوتا تو جو برابر اس کی قیمت نہ ہوتی	۷۳
حوادث زمانہ کی تلخی کڑوی دوا کی طرح نافع ہے	۷۳
عام دعوتوں میں لوگ جو کھانا بے خلوص پکاتے ہیں اور کھانے والوں کا طعام کے متعلق شکوہ شکایت صاحب طعام کی شکستہ دلی کا سبب بنتا ہے۔ یہی شکستہ دلی طعام کی اس ظلمت کو زائل کر دیتی ہے۔ اور وہ کھانا قبولیت کے مقام میں پہنچ جاتا ہے۔	۷۳
عبادت تذلل اور انکسار کا نام ہے۔	۷۴
پیدائش انسانی سے مقصود اس کی خواری اور اظہار عجز ہے۔ خاص کر اہل اسلام	۷۴
مکتوب نمبر ۶۵:	۷۴
اسلام کے کمزور ہونے پر افسوس کرنے اور تقویت اسلام اور اجراء احکام کی ترغیب کے بیان میں۔	۷۴
حدیث الاسلام بدء غریبا الخ	۷۴
اسلام کی بے کسی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ کفار علانیہ اسلام پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو اسلامی احکام کے اجراء سے روک دیا گیا ہے۔	۷۵
حدیث میں وارد ہے لن یؤمن احدکم	

Marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
حتی یقال مجنون	۷۵
اصحاب کہف سے سوائے ہجرت کے اور کوئی نمایاں عمل صادر نہیں ہوا	۷۵
قولی جہاد	۷۶
حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کا قول کہ اگر میں پیری مریدی کروں تو کسی پیر کو جہان میں مرید نہ ملے۔ لیکن ہمارے ذمہ ایک اور کام لگایا گیا ہے اور وہ شریعت کی ترویج ہے	۷۶
حدیث من احب اخاہ فلیعلم ایاہ	۷۷
مکتوب نمبر ۶۶:	۷۷
طریقہ نقشبندیہ کی مدح اور دوسروں پر اس کی افضلیت کے بیان میں	۷۷
حضرات خواجگان کا طریقہ نہایت کے بدایت میں درج ہونے پر مبنی ہے	۷۷
یہ طریقہ بعینہ صحابہ کرام کا طریقہ ہے	۷۷
اصحاب کرام کو خیر البشر علیہ السلام کی اول صحبت میں وہ کچھ میسر آگیا کہ دوسرے اولیائے اُمت کو نہایۃ النہایہ پر پہنچ کر بھی اس کا ایک شمہ نصیب ہوتا ہے	۷۷
حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل صحبت خیر البشر علیہ السلام کے سبب اویس قرنی سے افضل ہے	۷۸
بہترین زمانہ اصحاب کرام کا زمانہ ہے	۷۸
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے	

مضمون	نمبر صفحہ
گھوڑے کی ناک کا غبار عمر بن عبد العزیزؒ سے کئی مرتبے بہتر ہے	۷۸
حضرات خواجگان کا سلسلہ سلسلۃ الذہب ہے	۷۸
ان بزرگوں کے طریقہ کی فضیلت دوسرے طریقوں پر اس طرح ہے جس طرح صحابہ کرام کے زمانہ کی فضیلت دوسرے زمانوں پر ہے۔	۷۸
حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہمارا کام اللہ کے فضل سے وابستہ ہے۔	۷۹
مکتوب نمبر ۶۷:	۷۹
ایک محتاج کی سفارش کے سلسلہ میں	۷۹
اظہار حق میں ایک طرح کی تلخی ہوتی ہے	۷۹
احوال کے تلوینات امکان کے لوازم میں سے ہیں۔ بے چارہ ممکن کبھی جلال کا مغلوب ہوتا ہے اور کبھی اس پر جمال کی حکمرانی ہوتی ہے	۷۹
قلب المؤمن بین اصبعین من اصابع الرحمٰن الخ	۷۹
مکتوب نمبر ۶۸:	۸۰
اس بیان میں کہ تواضع ارباب غنا کو زیب دیتی ہے اور استغناء ارباب فقر کو	۸۰
اتقیاء امت تکلف اور بناوٹ سے بری ہیں	۸۰
التکبر مع المتکبر صدقۃ	۸۰
خواجہ نقشبند کو ایک شخص نے کہا کہ آپ متکبر ہیں۔ آپ نے فرمایا میرا تکبر رب تعالیٰ کی کبریائی کی وجہ سے ہے۔	۸۰

مضمون	نمبر صفحہ
حدیث رب اشعث	۸۰
فقراسے آشنائی سے مقصود اپنے پوشیدہ عیوب سے واقفیت اور ان میں موجود برائیوں کا ظہور ہے	۸۱
مکتوب نمبر ۶۹:	۸۱
تواضع کے بیان میں جو موجب رفعت ہے اور اس بیان میں کہ نجات اہل سنت کی تابعت سے وابستہ ہے	۸۱
مکتوب نمبر ۷۰:	۸۳
اس بیان میں کہ آدمی کی جامعیت جس طرح اس کی دوری کا سبب ہے اسی طرح اس کے قرب کا سبب بھی ہے	۸۳
حدیث لا یسعنی ارضی ولا سمائی	۸۳
بہترین موجودات بھی انسان ہے اور بدترین موجودات بھی وہی ہے	۸۴
اموال نامیہ اور چرنے والے مویشیوں کی زکوٰۃ ادا کرنا	۸۴
لذیذ کھانا کس نیت سے کھانا درست ہے اور نفیس لباس کس ارادے کے تحت پہننا ٹھیک ہے	۸۴
اگر حقیقت نیت میسر نہ آسکے تو تکلف کے ساتھ اس نیت پر اپنے آپ کو لانا چاہیے	۸۴
حدیث فان لم تبکوا فتباکوا	۸۴
تمام امور میں علمائے دیندار کے فتووں کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہیے	۸۵
مکتوب نمبر ۷۱:	۸۵
اس بیان میں کہ نعمت عطا کرنے والے کا شکر نعمت والے پر لازم و ضروری ہے	۸۵
اغنیاء پر فقرا کی نسبت کئی گنا زیادہ شکر ضروری ہے	۸۵
اس امت کے فقراء اغنیاء کی نسبت پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے	۸۵
منعم تعالیٰ کا شکر اولاً تصحیح عقائد اہل سنت کی آراء کے مطابق ضروری ہے۔ اور ثانیاً احکام شرعیہ کی بجا آوری کی صورت میں اور ثالثاً سلوک صوفیہ کے طریق کے مطابق تزکیہ نفس کے ساتھ	۸۶
آخری رکن کا وجوب استحسانی ہے، اگر پہلے دو ارکان کا وجوب استحسانی نہیں۔ وہ عمل جو ان تین طریقوں کے خلاف ہے معصیت اور نافرمانی میں داخل ہے۔	۸۶
ہندوستان کے برہمنوں اور یونان کے فلاسفر کی ریاضتیں کچھ قدر و قیمت نہیں رکھتیں۔	۸۶
مکتوب نمبر ۷۲:	۸۶
دین کے ساتھ دنیا کا جمع کرنا مشکل ہے اگر حقیقتاً ترک دنیا میسر نہ آئے تو حکماً ہی ترک کرنا چاہیے۔ اگر ترک حکمی بھی میسر نہ ہو تو ایسا شخص منافق کے حکم میں ہے	۸۶
مکتوب نمبر ۷۳:	۸۸
دنیا اور اہل دنیا کی خدمت اور غیر نافع علوم کی تحصیل کی مذمت اور فضول مباحات	

Marfat.com

مضامین	نمبر صفحہ
سے بچنے اور نیک کاموں پر اُبھارنے کے بیان میں	۸۸
دنیا فی الحقیقت شکر چڑھا ہوا مردار اور کیڑوں اور مکھیوں سے بھری ہوئی روڑی ہے	۸۸
حدیث ما الدنیا والاٰخرۃ الا ضرتان	۸۸
وہ علوم جو آخرت میں کام نہیں آئیں گے دنیا میں داخل ہیں	۸۹
علم نجوم منطق و فلسفہ اور ان کے مناسب علوم کے حاصل کرنے کا حکم	۸۹
فضول مباحات سے بچنا چاہیے	۸۹
مشائخ نقشبندیہ نے عزیمت پر عمل کرنا اختیار کیا ہے اور رخصت سے اجتناب کیا ہے	۹۰
پاؤں دائرۂ مباحات سے باہر نہیں رکھنا چاہیے اور محرمات و مشتبہات تک نہیں جانا چاہیے	۹۰
اس کے برابر اور کون سی عیش ہو سکتی ہے کہ بندے کا رب اس کے اعمال و کردار سے راضی ہو۔ اور اس سے زیادہ اور کیا برائی ہو سکتی ہے کہ بندے کا آقا اس کے اعمال سے ناراض ہو۔	۵۰
والدین کا وجود اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ہے۔	۹۱
جوانی کے وقت تھوڑے عمل کی وہ قدر و قیمت ہے کہ بڑھاپے میں اس سے کئی گنا زیادہ کی بھی وہ قدر و قیمت نہیں	۹۱
وہ عبادت جس کا شرع محمدی نے حکم دیا ہے اور اس سے مقصود بھی بندوں ہی کا نفع ہے۔ حق تعالیٰ کی طرف اس کا نفع نہیں لوٹتا	۹۱
اگر دنیاداروں میں سے کوئی اپنے ماتحت کو کسی کام کا حکم کرے اور کوئی خدمت ذمے لگائے تو وہ ماتحت کس قدر پھرتی اور چستی سے وہ خدمت بجالاتا ہے۔ کتنی بری بات ہے کہ رب تعالیٰ کی عظمت اس دنیادار کی عظمت سے بھی نظر میں کم محسوس ہو۔ ایسی روش سے شرم کرنی چاہیے	۹۲
از سرِ نو ایمان کی تجدید کرنی چاہیے	۹۳
ادائے زکوٰۃ کا آسان طریقہ	۹۳
نفس بالذات سخت کنجوس ہے	۹۳
بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں پوری کوشش کرنی چاہیے	۹۴
احکام شرعیہ علمائے آخرت سے معلوم کرنے چاہییں۔	۹۴
علمائے دنیا سے جنہوں نے علم کو مال و جاہ کا وسیلہ بنایا ہوا ہے دور رہنا چاہیے	۹۴
مقصود عمل ہے نہ کہ صرف علم	۹۴
حدیث اشد الناس عذابا یوم القیمۃ الخ	۹۴
اس گروہ کی محبت کا رشتہ ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے	۹۵
مکتوب نمبر ۴۷ :	۹۵
فقراء کی محبت پر اُبھارنے اور اتباع شریعت کی نصیحت کے بیان میں	۹۵
لانھم جلساء اللہ الخ	۹۶
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستفتح الخ	۹۶

Marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
قال صلی اللہ علیہ وسلم رب اشعث الخ	۹۶
ان زلزلۃ الساعۃ شیء عظیم	۹۷
دراں روز کز فعل پرسند الخ	۹۷
دنیا رب تعالیٰ کو ناپسند ہے اور بے قدر	۹۷
مکتوب نمبر ۷۵:	۹۸
سید کونین کی متابعت پر ابھارنے کے بیان میں۔ اولاً تصحیح عقائد کی صورت میں، دوم احکام شرعیہ اور علم حلال و حرام، فرض و واجب اور سنت کے حاصل کرنے کے ساتھ۔ اس کے بعد عالم قدس کی طرف پرواز نصیب ہو سکتی ہے	۹۸
قبلہ توجہ متعدد نہیں ہونا چاہیے	۹۸
مکتوب نمبر ۷۶:	۹۹
اس بیان میں کہ ترقی تقویٰ سے وابستہ ہے اور فضول مباحات کے ترک پر ابھارنے اور اس بیان میں کہ حرام سے بچنا دو قسم ہے	۹۹
مدار نجات دو باتوں پر ہے: اوامر کو بجالانا اور ممنوعات سے بچنا۔ اور ورع کا بیان	۹۹
فرشتے پر انسان کی فضیلت کا سبب	
مباحات میں کھلی آزادی مشتبہات تک اور شبہ حرام تک پہنچا دیتا ہے۔ پس کمال ورع و تقویٰ کے حصول کے لیے مباحات میں بھی بقدر ضرورت پر اکتفا کرنا چاہیے۔	۱۰۰
حرام سے اجتناب کو لازم جانتے ہوئے فضول مباحات کا دائرہ بھی تنگ رکھنا چاہیے	۱۰۰

مضمون	نمبر صفحہ
انکسار العاصین احب الی من صولۃ المطیعین	۱۰۱
حرام سے بچنا دو قسم ہے۔ ایک قسم حقوق اللہ سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری قسم حقوق العباد سے	۱۰۱
حدیث من کانت لہ مظلمۃ لاخیہ من عرضہ الخ	۱۰۱
حدیث لا یزال طائفۃ من امتی ظاھرین الخ	۱۰۲
مکتوب نمبر ۷۷:	۱۰۳
اس بیان میں کہ بے کیف اور بے مثال خدا تعالیٰ کی عبادت کب میسر آتی ہے۔	۱۰۳
وہ عبادت جو رغبت و خوف کے تحت ہے فی الحقیقت اپنی عبادت ہے	۱۰۳
ولایت میں رخ حق تعالیٰ کی طرف ہوتا ہے۔ اور نبوت کے ساتھ نیچے لاتے ہیں: اور اس کمال کو خلق کی طرف توجہ کے ساتھ جمع کر دیتے ہیں	۱۰۳
بعض نے کہا ہے نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے	۱۰۴
ہر پیغمبر کی شریعت اس کی نبوت کے مناسب ہوتی ہے	۱۰۴
سوال و جواب	۱۰۴
مکتوب نمبر ۷۸:	۱۰۵
سفر در وطن اور سیر آفاقی اور انفسی کے بیان میں اور اس بیان میں کہ اس دولت کا حصول صاحب	

Marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
شریعت کی اتباع سے وابستہ ہے	۱۰۵
حب الوطن من الایمان نقد وقت ہے	۱۰۵
سفر در وطن اصول نقشبندیہ میں سے ہے	۱۰۵
ایک جماعت کو اگر چاہتے ہیں تو مجذوب سالک بنا دیتے ہیں اور بیرونی سیر میں ڈال دیتے ہیں اور اس سیر کے مکمل ہونے کے بعد سیر انفسی کی طرف لاتے ہیں	۱۰۶
اس دولت تک وصول سید اولین و آخرین کی اتباع سے وابستہ ہے	۱۰۶
شریعت کی مخالفت کے باوجود بالفرض اگر احوال و مواجید حاصل ہوں تو وہ استدراج میں داخل ہے۔	۱۰۶
مطابق حدیث جلِّ دُعا ایماتکم الخ	۱۰۶
حدیث هلك المستوفون	۱۰۶
جب تک ایک بال برابر بھی شریعت کی مخالفت کی راہ کھلی رہے خطرہ موجود ہے۔	۱۰۷
اہل اللہ پر اعتراض خصوصاً جہاں درمیان میں پیری مریدی کا تعلق ہو، ہرگز نہیں ہونا چاہیے اور اسے زہر قاتل جاننا چاہیے	۱۰۷
مکتوب نمبر ۷۹ :	۱۰۷
اس بیان میں کہ یہ شریعت تمام پہلی شریعتوں کی جامع ہے۔	۱۰۷
قرآن مجید تمام آسمانی کتابوں کا خلاصہ ہے	۱۰۸
آں سرور علیہ السلام کی شریعت تمام پہلی شریعتوں	

مضمون	نمبر صفحہ
کا خلاصہ ہے	۱۰۸
اس شریعت کی تصدیق اور اس کے اعمال کی بجا آوری تمام گزشتہ شریعتوں کی تصدیق ہے	۱۰۹
آں سرور علیہ السلام کا انکار تمام کمالات کا انکار ہے۔ اور آپ کی تصدیق تمام کمالات کی تصدیق ہے	۱۰۹
آں سرور علیہ السلام کا منکر سب سے بدتر ہے	۱۰۹
مکتوب نمبر ۸۰ :	۱۱۰
اس بیان میں کہ تہتر فرقوں میں ناجی فرقہ اہل سنت وجماعت ہیں	۱۱۰
فرقہ ناجیہ کی تمیز کی دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمائی الذین هم علی ما انا علیه واصحابی	۱۱۰
اپنے ذکر کے ساتھ صحابہ کرام کا ذکر آپ نے اس لیے کیا تاکہ واضح ہو کہ حضور کا طریقہ وہی ہے جو صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔ اور نجات ان کی اتباع کے ساتھ وابستہ ہے اور بس	۱۱۰
رسول کی اطاعت عین حق تعالیٰ کی اطاعت ہے اور رسول کی نافرمانی عین خدا تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔	۱۱۰
جس جماعت نے خدا کی اطاعت کو رسول کی اطاعت کے خلاف تصور کیا ہے ان کے حق میں وارد ہے یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ الخ	۱۱۰
آں سرور علیہ السلام کی اطاعت کا دعویٰ کرنا	

Marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
اور صحابہ کی اتباع کی مخالفت کرنا، ایسا دعویٰ بالکل باطل ہے	۱۱۱
اس میں شک نہیں صحابہ کرام کی اتباع کو لازم جاننے والے صرف اہل سنت وجماعت ہیں	۱۱۱
شیعہ اور خوارج اتباع صحابہ سے محروم ہیں	۱۱۱
فرقہ معتزلہ کا مذہب نیا ایجاد شدہ مذہب ہے	۱۱۱
صحابہ کرام پر نکتہ چینی نبی کریم علیہ السلام پر نکتہ چینی ہے۔ شرعی احکام جو قرآن وحدیث کے راستے ہم تک پہنچے ہیں صحابہ کرام کے واسطے سے پہنچے ہیں۔ اگر وہ مطعون ہیں تو ان کی نقل کی ہوئی چیز بھی مطعون ہوگی۔	۱۱۲
صحابہ کرام پر نکتہ چینی کرنے والوں کی طرف سے سوال اور اس کا جواب	۱۱۲
اسد اللہ کی ذات میں تقیہ کا احتمال ماننا کم عقلی ہے	۱۱۳
وہ عزت وتوقیر جو پیغمبر علیہ السلام اصحاب ثلاثہ کی کرتے تھے اس کا جواب یہ لوگ کیا دیں گے	۱۱۳
قرآن مجید حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جمع فرمایا ہے۔	۱۱۴
ایک شخص کا شیعہ مجتہد سے سوال کرنا اور اس کا جواب	۱۱۴
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت کے دن تینتیس ہزار صحابہ کرام مدینہ منورہ میں موجود تھے اور ان سب نے برضا ورغبت حضرت صدیق	

مضمون	نمبر صفحہ
اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی	۱۱۵
حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کے ابتداء میں بیعت کرنے میں توقف کی وجہ	۱۱۵
صحابہ کرام کے درمیان واقع ہونے والے اختلافات خواہش نفسانی کے تحت نہیں تھے بلکہ وہ اجتہاد پر مبنی تھے۔	۱۱۵
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۱۱۶
مکتوب نمبر ۸۱:	۱۱۶
ترویج اسلام کی ترغیب اور اسلام اور مسلمانوں کے ضعف وبے کسی کے بیان میں	۱۱۶
گائے کی قربانی ہندوستان میں اسلام کے اعظم شعائر میں سے ہے	۱۱۶
مکتوب نمبر ۸۲:	۱۱۷
اس بیان میں کہ دل کی سلامتی خدا تعالیٰ کے ماسوا کے نسیان کے بغیر ممکن نہیں	۱۱۷
مکتوب نمبر ۸۳:	۱۱۸
شریعت وحقیقت کے ذریعے جمعیت ظاہر وباطن کے جمع کرنے کی ترغیب کے بیان میں	۱۱۸
مکتوب نمبر ۸۴:	۱۱۸
اس بیان میں کہ شریعت وحقیقت ایک دوسرے کا عین ہیں الخ	۱۱۸
مقصودی بات یہ ہے کہ شریعت وحقیقت ایک دوسرے سے جدا نہیں۔ فرق اجمال وتفصیل کا ہے۔	۱۱۹

Marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
حق الیقین کی حقیقت تک وصول کی علامت الخ	۱۱۹
علم وعمل میں شریعت کے خلاف جس سے بھی کوئی بات صادر ہو سکر کے باعث ہے۔	۱۱۹
بعض مشائخ کی عبارت میں واقع ہے کہ شریعت حقیقت کا پوست ہے الخ	۱۱۹
ایک سائل نے حضرت خواجہ سے سوال کیا کہ سیر وسلوک سے کیا مقصود ہے؟ اس کا جواب	۱۲۰
مکتوب نمبر ۸۵:	۱۲۰
اعمال صالحہ کے بجالانے کی ترغیب کے بیان میں	۱۲۰
آدمی کے لیے جس طرح درستی عقیدہ ضروری ہے اعمال صالحہ کی بجاآوری بھی ضروری ہے۔	۱۲۰
جامع ترین عبادت نماز ہے	۱۲۰
حدیث عبادة فی الھرج کھجرة الیّ	۱۲۱
دولت ونعمت والوں کی صحبت زہر قاتل ہے	۱۲۱
حدیث من تواضع لغنی لغناہ الخ	۱۲۲
مکتوب نمبر ۸۶:	۱۲۲
دل کو ماسوائے حق تبارک وتعالیٰ سے سالم ومحفوظ رکھنے کے بیان میں	۱۲۲
مکتوب نمبر ۸۷:	۱۲۳
اس بیان میں کہ یہ کتنی بڑی سعادت ہے کہ خداتعالیٰ کے دوست کسی کو قبول کریں۔	۱۲۳
ھم قوم لا یشقی جلیسھم الخ	۱۲۳
مکتوب نمبر ۸۸:	۱۲۳

مضمون	نمبر صفحہ
اس بیان میں کہ یہ کس قدر عظیم نعمت ہے کہ بندے کے بال ایمان اور نیکی کی حالت میں سفید ہوں اور جوانی میں خوف کو غالب پائے اور بڑھاپے میں امید کو	۱۲۳
حدیث من شاب شیبة فی الاسلام غفر له	۱۲۳
مکتوب نمبر ۸۹:	۱۲۴
ماتم پرسی میں	۱۲۴
انسان کے لیے مطابق حکم کل نفس ذائقة الموت موت سے چارہ نہیں	۱۲۴
حدیث المیت کالغریق المتغوث	۱۲۵
دوسروں کی موت سے عبرت پکڑنی چاہیے	۱۲۵
دنیوی ساز وسامان کی اگر کچھ بھی قیمت ہوتی تو کفار بدکردار کو ایک بال برابر بھی نہ ملتا۔	۱۲۵
مکتوب نمبر ۹۰:	۱۲۵
اس امر کی ترغیب میں کہ کلیتہً حق سبحانہ کی طرف متوجہ رہنا چاہیے۔ آج اس دولت کا حصول اس بلند مرتبہ طبقہ نقشبندیہ کی توجہ سے وابستہ ہے ان بزرگوں کے طریقہ میں نہایت بدایت میں درج ہے	۱۲۶
مکتوب ۹۱:	۱۲۶
اس بیان میں کہ تصحیح عقائد اور اعمال صالحہ کی بجاآوری عالم قدس کی طرف پرواز کرنے کے دو پر ہیں۔	۱۲۶
اعمال صالحہ سے مقصود تزکیہ نفس ہے۔	۱۲۷

Marfat.com

مضامین	نمبر صفحہ
مکتوب نمبر ۹۲:	۱۲۷
اس بیان میں کہ اطمینان قلب ذکر سے ہوتا ہے، استدلال سے نہیں ہوتا	۱۲۷
ذکر سے خدا تعالیٰ کے ساتھ مناسبت پیدا کی جاتی ہے۔ اگرچہ کچھ بھی مناسبت نہیں	۱۲۷
مکتوب نمبر ۹۳:	۱۲۸
اس بیان میں کہ ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہنا چاہیے	۱۲۸
مکتوب نمبر ۹۴:	۱۲۸
اس بیان میں کہ بندے پر تصحیح عقائد اور اعمال صالحہ کی بجا آوری لازم ہے	۱۲۸
مکتوب نمبر ۹۵:	۱۲۹
اس بیان میں کہ انسان ایک جامع نسخہ ہے اور اس کا قلب بھی اسی جامعیت پر پیدا ہوا ہے اور بعض مشائخ کے اقوال جو وسعتِ قلب کے بارے میں واقع ہوئے ہیں حالتِ سکر میں واقع ہوئے ہیں اور ان کی مناسب توجیہات۔ اور یہ کہ صحو سکر سے افضل ہے۔	۱۲۹
حدیث ان اللہ خلق آدم علی صورتہٖ	۱۳۰
بعض مشائخ کا قول کہ اگر عرش کو عارف کے دل کے ایک کونے میں ڈال دیا جائے تو اس کا کچھ پتہ نہ چلے گا کیونکہ الخ	۱۳۰
لیکن مشائخ میں سے ارباب صحو جانتے ہیں کہ یہ حکم سکر پر مبنی ہے۔	۱۳۱
وسعتِ قلب کے بارے میں اربابِ سکر کی غلطی کا منشا	۱۳۱
یہ قول بھی غلبۂ سکر کے باعث ہے کہ محمدی جمع اللہ کی جمع سے زیادہ جامع ہے	۱۳۱
معلوم ہونا چاہیے کہ جو کچھ سکر میں سے ہے وہ مقام نبوت میں سے ہے	۱۳۲
بایزید بسطامی کے پیرو کار سکر کو صحو پر فضیلت دیتے ہیں۔ چنانچہ شیخ بسطام فرماتے ہیں لوائی ارفع من لواء محمد۔	۱۳۲
اس فقیر کے نزدیک اس طرح کی باتیں دور از کار ہیں۔	۱۳۲
نبوت بہر صورت ولایت سے افضل ہے	۱۳۳
علوم شرعیہ سراسر صحو ہیں۔ اور جو کچھ بھی ان کے خلاف ہے سکر میں داخل ہے	۱۳۳
معنی حدیث لا یسعنی ارضی ولا سمائی الخ	۱۳۳
مکتوب نمبر ۹۶:	۱۳۳
نیک کام میں تاخیر اور ٹال مٹول سے منع اور زجر اور متابعت شریعت پر ابھارنے کے بیان میں۔	۱۳۳
حرام اور مشتبہ امور سے اجتناب کرنا چاہیے	۱۳۴
نصاب مکمل ہونے کی صورت میں زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے	۱۳۴
جوانی میں تھوڑے عمل کو زیادہ عمل کی طرح قبول فرماتے ہیں	۱۳۴

Marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ
آج شیطان خدا کے عفو وکرم کے غرور میں		مبتدی اور منتہی مرجوع برائے دعوت	
مبتلا کر کے بداہت اور معاصی میں ڈالتا ہے۔	١٣٤	میں فرق	١٤٤
دنیا کا گھر آزمائش کا مقام ہے۔ یہاں پر		مقام دعوت کی تعیین میں مشائخ کے اقوال	١٤٥
دوست و دشمن خلط ملط ہیں۔ روز قیامت الخ	١٣٤	حدیث تنام عینای ولا ینام قلبی الخ	١٤٥
مکتوب نمبر ٩٧ :	١٣٥	حدیث لی مع الله وقت الخ	١٤٥
اس بیان میں کہ عبادات شرعیہ سے مقصود		مکتوب نمبر ١٠٠ :	١٤٦
یقین کا حاصل کرنا ہے	١٣٥	شیخ عبد الکبیر یمنی کے قول کہ "خدا تعالیٰ	
فنا اور بقا سے یقین ہی مقصود ہے یعنی		غیب کا عالم نہیں" پر سوال اور اس کا جواب	١٤٦
فنا اور بقا میں ابراہیم بن شیبان کا قول	١٣٦	ہمیں کلام محمدی درکار ہے الخ	١٤٧
مکتوب نمبر ٩٨ :	١٣٧	خدا تعالیٰ سے غیب کی نفی کرنا فی الحقیقت	
احادیث شریفہ لا کر نرمی کی ترغیب اور		رب تعالیٰ کے حکم کی تکذیب ہے	١٤٧
سختی سے روکنے کے بیان میں	١٣٧	منصور اگر انا الحق اور بسطامی سبحانی کا	
دنیا کی بقا چند روزہ ہے۔ اور آخرت کا		غلبات احوال میں نعرہ لگائیں تو معذور ہیں	١٤٧
عذاب شدید ہے۔	١٤١	اگر اس کلام کے متکلم نے خلق کی ملامت اور	
مخبر صادق علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا ہے		ان سے نفرت مراد لی ہے تو بھی قبیح ہے	١٤٧
نفس الامر کے عین مطابق ہے۔ لاف وگزاف		شیخ عبد الکبیر یمنی کے قول کی توجیہ اول	١٤٨
نہیں ہے	١٤٢	دوسری توجیہ اور اس پر دو اشکال کا وارد	
خواب خرگوش میں کب تک	١٤٢	کرنا۔	١٤٨
مکتوب نمبر ٩٩ :	١٤٢	تیسری توجیہ اور اس پر اعتراض	١٤٨
ایک استفسار کے جواب میں۔	١٤٢	مکتوب نمبر ١٠١ :	١٤٩
جواب اشکال کے لیے تمہید مقدمہ	١٤٣	اس جماعت کے رد میں جو کاملوں کو ناقص	
حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس جوہر نورانی کو		تصور کرتی ہے۔	١٤٩
اس تاریک پیکر کے ساتھ جمع کر دیا ہے	١٤٣	بسا اوقات جاہل نفس مطمئنہ کو نفس امارہ	
جب تک نفس و روح کا اجتماع موجود ہے الخ	١٤٤	خیال کر کے اس پر الخ	١٤٩

Marfat.com

مضامین	نمبر صفحہ
کفار انبیاء کرام کو دوسرے انسانوں کی طرح بیان کر ان کے کمالات کے منکر ہوتے ہیں	۱۴۹
مکتوب نمبر ۱۰۲:	۱۵۰
اس بیان میں کہ سودی قرضے میں اصل اور سود دونوں حرام ہو جاتے ہیں۔ صرف سود حرام نہیں۔	۱۵۰
کتب فقہ کی طرف رجوع کرنے کے بعد ظاہر ہوا کہ ہر عقد جس میں زیادتی ہے اس میں ربا بھی ہے۔	۱۵۰
سود کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے	۱۵۰
قنیہ کی بہت سی روایات اعتماد کے لائق نہیں ہیں۔	۱۵۱
اور اگر محتاج سے عاریتاً لیا جائے	۱۵۱
عموم احتیاج کو تسلیم کرتے ہوئے میں کہتا ہوں الخ	۱۵۱
میت کے ترکے میں میت کی محتاجی کو کفن میں منحصر کیا ہے۔	۱۵۱
ایصال ثواب کے طور پر کھانا پکانے کو احتیاجی میں داخل نہیں کیا۔	۱۵۱
حلال کو حلال جاننا اور حرام کو حرام جاننا حلال و حرام میں قطعی ہے۔	۱۵۲
اہل ورع رخصت کی اجازت نہیں دیتے بلکہ عزیمت کی تاکید کرتے ہیں	۱۵۲
لاہور کے مفتیوں نے احتیاج کا دخل تسلیم	

مضامین	نمبر صفحہ
کر کے حلت کا حکم دیا ہے	۱۵۳
بہر حال قنیہ کی روایات سودی قرض کی حلت کو ظاہر کرتی ہیں	۱۵۳
مکتوب نمبر ۱۰۳:	۱۵۳
عافیت کے معنی کے بیان میں	۱۵۳
مکتوب نمبر ۱۰۴:	۱۵۴
ماتم پرسی کے بیان میں	۱۵۴
یہاں رہنے کے لیے نہیں لایا گیا بلکہ کام کرنے کے لیے لایا گیا ہے۔ لہٰذا کام کرنا چاہیے	۱۵۴
الموت جسرٌ یوصل الحبیب الی الحبیب	۱۵۴
مُردوں کی دُعاء، استغفار اور صدقہ کے ذریعہ مدد کریں	۱۵۴
حدیث ما المیّت فی القبر الخ	۱۵۴
مکتوب نمبر ۱۰۵:	۱۵۵
اس بیان میں کہ مریض جب تک مرض سے نجات نہ پائے اسے کوئی غذا فائدہ نہیں دیتی	۱۵۵
آدمی جب تک مرض قلبی میں مبتلا ہے کوئی عبادت اسے نفع نہیں دیتی، بلکہ مضر پڑتی ہے	۱۵۵
حدیث رُبّ تالِ القرآن الخ	۱۵۵
حدیث ربّ صائم لیس لہ الخ	۱۵۶
مرض قلبی غیر حق کے ساتھ گرفتاری کا نام ہے	۱۵۶
ہر شخص جو کچھ چاہتا ہے اپنے لیے چاہتا ہے الخ۔	۱۵۶

Marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ	مضمون	نمبر ص
مکتوب نمبر ۱۰۶ :	۱۵۶	خدا تعالیٰ نے حضرت کلیم کے بارے میں یوں	
اس بیان میں کہ اس گروہ کی محبت خدا تعالیٰ		خبر دی لقد آتینا الخ	۵۸
کی اجل نعمتوں میں سے ہے۔	۱۵۶	اولیاء اللہ سے چاہے متقدم ہو یا متاخر،	
شیخ الاسلام ہروی فرماتے ہیں	۱۵۶	ہر وقت ظہور خوارق ہوتا ہے۔	۵۹
اس گروہ سے بغض رکھنا زہر قاتل ہے	۱۵۷	دوسرا سوال: کشف میں القاء شیطانی	
شیخ الاسلام ہروی فرماتے ہیں: "الٰہی!		کا دخل ہو سکتا ہے یا نہیں الخ	۹
تو جسے برباد کرنا چاہتا ہے اسے ہم سے اُلجھا		دوسرے سوال کا تفصیلی جواب	۹
دیتا ہے۔	۱۵۷	کوئی بھی القاء شیطانی سے محفوظ نہیں لیکن	
مکتوب نمبر ۱۰۷ :	۱۵۷	انبیاء کو اس القاء پر متنبہ کر دیا جاتا ہے۔ اولیاء	
سوالات و جوابات ہیں۔	۱۵۷	کے لیے یہ لازم نہیں۔ ولی نبی کے خلاف جو کچھ	
پہلا سوال: اس کا کیا سبب ہے کہ اولیاء		پائے گا اسے رد کر دیا جائے گا۔	۹
متقدمین سے کرامات کا صدور کثرت سے ہوا		غلط کشف القاء شیطانی میں ہی منحصر نہیں الخ	۹
بخلاف اس زمانہ کے بزرگوں کے؟	۱۵۷	علماء کا مختار مذہب یہ ہے کہ شیطان	
جواب: اگر اس سوال سے مقصود الخ	۱۵۷	خیر البشر علیہ السلام کی صورت نہیں بن سکتا۔	۶۰
خوارق نہ تو ارکان ولایت میں سے ہیں الخ	۱۵۷	تیسرا سوال: جب کرامات کا تصرف	
خوارق کی کثرت فضیلت پر دلالت نہیں		اور تاثیرات کا استدراج دیکھنے میں برابر معلوم	
کرتی۔	۱۵۸	ہوتے ہیں تو مبتدی الخ	۰
ہو سکتا ہے کہ ولی اقرب سے کرامات کا		اس سوال کا جواب پوری تفصیل سے	۰
صدور کم ہو	۱۵۸	تخلق باخلاق اللہ کے معنی کا تفصیلی بیان الخ	۰
وہ خوارق جن کا صدور اولیاء امت سے ہوا الخ	۱۵۸	خوارق و کرامات زندہ کرنے اور مارنے میں	
ظہور خوارق پر نظر کوتاہ نظری ہے	۱۵۸	منحصر نہیں ہیں۔	۱
نبوت و ولایت کے فیوض کے لائق الخ	۱۵۸	علوم الہامیہ کی صحت کی علامت	۲
اکثر متقدمین سے ساری عمر میں صرف پانچ		حضرت خواجہ باقی باللہ کا قول "حضرت امام	
چھ کرامات سے زیادہ کا صدور نہیں ہوا	۱۵۸	ربانی مجدد الف ثانی کے علوم سب صحیح ہیں۔	۲

Marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
ہر برائی کے ساتھ ایک خوبی بھی لگی ہوئی ہے	۱۶۲
مکتوب نمبر ۱۰۸:	۱۶۳
اس بیان میں کہ نبوت ولایت سے افضل ہے	۱۶۳
مکتوب نمبر ۱۰۹:	۱۶۴
سلامتی قلب اور اس کے ماسوائے حق تعالیٰ	
کو بھلا دینے کے بیان میں	۱۶۴
اہل اللہ امراض قلبیہ کے اطباء ہیں	۱۶۴
ھم قوم لا یشقی جلیسھم	۱۶۴
ھم جلساء اللہ	۱۶۴
بھم یمطرون وبھم یرزقون	۱۶۴
باطنی امراض میں سب سے بڑا مرض غیر حق تعالیٰ	
کے ساتھ دل کی گرفتاری ہے	۱۶۴
غیر حق کی محبت کا غالب ہونا نہایت بیحیائی	
کی بات ہے۔	۱۶۴
الحیاء شعبۃ من الایمان سے مراد	۱۶۴
دل کے غیر حق سے گرفتاری سے آزادی کی	
علامت الخ	۱۶۴
مکتوب نمبر ۱۱۰:	۱۶۵
اس بیان میں کہ پیدائش انسانی سے مقصود	
وظائف بندگی کا ادا کرنا ہے الخ	۱۶۵
الدنیا ملعونۃ وملعون ما فیھا الا	
ذکر اللہ الخ	۱۶۶
مکتوب نمبر ۱۱۱:	۱۶۶
اس بیان میں کہ توحید دل کا غیر حق سے نجات	

مضمون	نمبر صفحہ
پانے کا نام ہے۔ جب تک دل غیر حق کی گرفتاری	
میں مبتلا ہے اہل توحید میں سے نہیں ہے	۱۶۶
ایک جاننا جو ایمان میں معتبر ہے دوسرے معنی	
میں ہے	۱۶۶
تصدیق ایمانی اور تصدیق وجدانی میں فرق	۱۶۶
مشائخ کی ایک جماعت نے جو اس بارے میں	
باتیں کہی ہیں وہ حال سے خالی نہیں	۱۶۶
مکتوب نمبر ۱۱۲:	۱۶۷
اس بیان میں کہ اصل کام یہ ہے کہ ہم اہل سنت	
کے عقائد سے آراستہ ہوں	۱۶۷
اگر اہل سنت کے اعتقادات نصیب نہ ہوں	
تو احوال وغیرہ سب استدراج ہیں	۱۶۷
غلبۂ حال میں بعض مشائخ سے آراستۂ اہل سنت	
کے خلاف کچھ باتیں صادر ہوئی ہیں الخ	۱۶۷
کشف والہام کی صورت کی علامت الخ	۱۶۸
مکتوب نمبر ۱۱۳:	۱۶۸
مبتدی اور منتہی کے جذبہ میں فرق کے بیان میں	۱۶۸
ان اللہ خلق آدم علی صورتہ	۱۶۸
حق کا شہود فنائے مطلق کے بغیر متصور نہیں ہو سکتا	۱۶۹
دو شہودوں کے درمیان فرق	۱۶۹
مکتوب نمبر ۱۱۴:	۱۶۹
سید المرسلین کی متابعت پر ابھارنے کے بیان میں	۱۶۹
فضیلت متابعت سنت سے وابستہ ہے	۱۶۹
اہل ضلالت اور اہل ہدایت کی مثال	۱۷۰

Marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
مکتوب نمبر ۱۱۵:	۱۷۱
اس بیان میں کہ یہ راستہ صرف سات قدم ہے	
دو عالم خلق میں اور پانچ عالم امر میں	۱۷۱
مکتوب نمبر ۱۱۶:	۱۷۱
اس بیان میں کہ دل کی سلامتی ماسوائے حق	
کو بھلانے پر موقوف ہے	۱۷۱
دولت مندوں کی صدر نشینی سے درویشوں	
کی جاروب کشی کئی مرتبہ بہتر ہے	۱۷۲
ساری ہمت اس پر مرکوز کرنی چاہیے کہ	
یہ چند روزہ زندگی فقر و نامرادی میں گزرے	۱۷۲
مکتوب نمبر ۱۱۷:	۱۷۳
اس بیان میں کہ ابتدا میں قلب حس کے	
تابع ہوتا ہے	۱۷۳
من لم یملك عینہٗ فلیس القلب عندہ	۱۷۳
انتہا پر پہنچ کر قلب حس کے تابع نہیں رہتا	۱۷۳
مشائخ طریقت نے مبتدی اور متوسط کے	
لیے شیخ کامل کی صحبت سے جدا ہونے کو جائز	
نہیں رکھا۔	۱۷۳
ناجنس کی صحبت سے اجتناب سخت	
ضروری ہے۔	۱۷۳
مکتوب نمبر ۱۱۸:	۱۷۳
اس جماعت کے خسارہ کے بیان میں جو اہل	
اللہ پر اعتراض کرتے ہیں۔	۱۷۳
خواجہ عبداللہ انصاری فرماتے ہیں الخ	۱۷۴

مضمون	نمبر صفحہ
مکتوب نمبر ۱۱۹:	۱۷۴
شیخ مقتدا کی صحبت کی ترغیب کے بیان میں الخ	۱۷۴
حدیث لن یؤمن احدکم حتی یقال انہ	
مجنون۔	۱۷۴
اس گروہ کی جمعیت عام لوگوں کی جمعیت سے	
الگ ہے۔	۱۷۴
مشائخ طریقت نے طریقہ تمام ہونے سے	
پہلے بھی بعض مریدوں کو تعلیم طریقت کی اجازت	
دی ہے	۱۷۵
مکتوب نمبر ۱۲۰:	۱۷۶
ارباب جمعیت کی صحبت کی ترغیب کے	
بیان میں الخ	۱۷۷
بیان فضیلتِ صحبت۔	۱۷۷
مکتوب نمبر ۱۲۱:	۱۷۸
اس بیان میں کہ یہ راستہ سات قدم ہے	۱۷۸
مکتوب نمبر ۱۲۲:	۱۷۸
بلند ہمتی کی ترغیب اور جو کچھ ہاتھ میں آجائے	
اس کی طرف توجہ نہ کرنے کے بیان میں	۱۷۸
واقعات پر چنداں اعتبار نہ کریں۔ تاویل کا	
میدان بڑا وسیع ہے	۱۷۹
خواب و خیال سے ہرگز مغرور نہ ہوں۔	۱۷۹
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ	
عَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔	۱۸۰

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُردو ترجمہ

مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

جلد اوّل ــــــ حصہ دوم

مکتوب نمبر (۴۱)

شیخ درویش کے نام صادر فرمایا:

بلند مرتبہ سنت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی متابعت کی ترغیب کے بیان میں اور اس امر کے بیان میں کہ طریقت و حقیقت شریعت کو مکمل کرنے والی ہیں۔ نیز اس امر کے بیان میں کہ علوم شرعیہ اور صوفیہ کے اُن علوم کے درمیان جو مقام صدیقیت میں جو ولایت کا اعلیٰ ترین مرتبہ ہے، فائض اور وارد ہوتے ہیں، آپس میں بالکل مخالف نہیں ہیں۔ اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

حق سبحانہٗ و تعالیٰ ظاہر و باطن کو بلند مرتبہ سنت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و التحیہ سے بطفیل حضور نبی کریم اور آپ کی بزرگ اولاد علیہ و علیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات سے آراستہ اور مزین فرمائے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم رب العالمین کے محبوب ہیں۔ جو چیز پسندیدہ اور مرغوب ہے وہ مطلوب اور محبوب کے لیے ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اپنے کلام مجید میں فرماتا ہے:

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ — یعنی (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم خلق عظیم کے مالک ہو

نیز اللہ تعالیٰ اور تقدس فرماتا ہے:

اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ — اے نبی! آپ رسولوں میں سے ہیں اور سیدھے راستے پر قائم ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے:

Marfat.com

إِنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ ۔

بیشک یہی میرا سیدھا راستہ ہے تو اسی کی پیروی کرو۔ اس کے علاوہ دوسرے مختلف راستے اختیار نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملت کو صراط مستقیم فرمایا۔ آپ کی ملت کے سوا دوسرے تمام راستوں کو سُبُل (مختلف راستے) قرار دیا۔ اور ان کی اتباع اور پیروی سے منع فرمایا۔ اور خود حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اظہار شکر اور مخلوق کو بتانے اور ان کی ہدایت کے لیے فرمایا:

خَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ

بہترین سیرت محمد کی سیرت ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

اَدَّبَنِيْ رَبِّيْ فَاَحْسَنَ تَادِيْبِيْ

مجھے میرے رب نے ادب سکھایا اور بہت ہی اچھا سکھایا۔

اور یاد رکھو کہ باطن ظاہر کو تمام و کمال تک پہنچانے والا ہے۔ ظاہر و باطن آپس میں بال برابر بھی ایک دوسرے کے ساتھ مخالفت نہیں رکھتے۔ مثلاً زبان سے جھوٹ نہ بولنا شریعت ہے۔ اور دل سے جھوٹ کا خیال دور رکھنا طریقت اور حقیقت ہے۔ اگر دل سے یہ نفی تکلف اور مشقت سے ہے تو طریقت ہے۔ اور اگر بے تکلف میسر ہے تو حقیقت ہے۔ تو فی الحقیقت باطن جسے طریقت اور حقیقت سے تعبیر کرتے ہیں، ظاہر کو ہی جو شریعت ہے تمام و کمال تک پہنچانے والا ہے۔ تو طریقت و حقیقت کے راستوں پر چلنے والوں کو اگر دوران راہ ایسے امور پیش آئیں اور سامنے لائے جائیں جو بظاہر شریعت کے مخالف ہوں تو وہ امور سکر وقت اور غلبۂ حال پر مبنی ہیں۔ اگر اس مقام سے گزر کر آگے لے جائیں، اور صحو و ہوش میں لے آئیں تو مخالفت بالکلیہ زائل ہو جاتی ہے اور وہ مخالف شریعت علوم غبار کی طرح اُڑ جاتے ہیں۔

مثلاً، ایک جماعت سکر کے باعث احاطہ ذاتی کی قائل ہوئی ہے، اور ذات حق تعالیٰ و تقدس کو عالم کا محیط جانتی ہے۔ یہ حکم علماء اہل حق کی آراء کے خلاف ہے۔ علماء حق احاطہ علمی کے قائل ہیں فی الحقیقت علماء کی آراء صواب کے زیادہ قریب ہیں جبکہ یہی صوفیہ اس امر کے قائل ہیں کہ ذات حق تعالیٰ و تقدس پر کوئی حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ اور کسی بھی علم کے ذریعہ وہ ذات معلوم نہیں ہو سکتی۔ تو پھر اس کی ذات کے بارے میں یہ حکم لگانا کہ وہ ذات سے کائنات کا احاطہ اور اشیاء میں سرایت

Marfat.com

کیے ہوئے ہے، خود ان کے اپنے قول کے خلاف ہے۔ حق یہی ہے کہ اس کی ذات بے چون و بیچگون ہے۔ اس ذات تک کسی بھی حکم کو راستہ نہیں مل سکتا۔ وہاں تو صرف حیرت و نادانی ہے۔ اور اس مقام میں صرف جہل ہی جہل اور سرگردانی کی حالت ہے۔ احاطہ ذاتی اور سرایت و حلول کا اس بلند و پاکیزہ ذات سے کیا تعلق۔

ہاں ان صوفیہ کی طرف سے جو احاطہ ذاتی وغیرہ کے قائل ہیں یہ عذر پیش کیا جا سکتا ہے کہ ذات سے ان کی مراد تعین اول ہے۔ اور جب وہ اسے متعین کرنے والی ذات (واجب تعالیٰ) سے زائد نہیں مانتے بلکہ تعین اوّل کو عین ذات کہتے ہیں۔ اور وہ تعین اوّل جسے "وحدت" سے تعبیر کیا جاتا ہے تمام ممکنات میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ تو اس لحاظ سے احاطہ ذاتی کا حکم درست ہو جاتا ہے۔

یہاں ایک باریک بات ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ رب تعالیٰ و تقدس کی ذات علماء اہل حق کے نزدیک بے چون و بے چگون ہے۔ اس کے سوا جو کچھ ہے اس سے زائد ہے۔ وہ تعین اول بھی اگر ان کے ہاں ثابت تسلیم کیا جائے تو وہ بھی زائد ہی ہو گا۔ اور ذات کے دائرۂ بے چون سے بھی اس کو باہر ہی مانیں گے۔ لہٰذا اس احاطہ کو ذات کا احاطہ نہیں کہہ سکتے۔

پس علماء حق کی نظر ان صوفیہ کی نظر سے بلند ہے۔ اور جو چیز صوفیہ کے نزدیک ذاتِ حق ہے وہ ان علماء کے نزدیک ماسوی اللہ میں داخل ہے۔ قرب و معیت ذاتی بھی اسی قیاس پر ہے۔ اور معارفِ باطن کی شرع کے ظاہر علوم کے ساتھ اس حد تک کامل و مکمل موافقت کہ حقیر و معمولی درجہ کی مخالفت بھی باقی نہ رہے، مقام صدیقیت میں جا کر ہوتی ہے، جو مقامات ولایت کا بلند ترین مقام ہے۔ اور مقام صدیقیت سے اوپر مقامِ نبوت ہے۔ وہ علوم جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی کے ذریعہ حاصل ہوئے صدیق پر بطریقہ الہام منکشف ہوئے ہیں۔ ان دونوں علوم کے درمیان وحی اور الہام کے سوا کچھ فرق نہیں۔ تو پھر دونوں علموں میں مخالفت کی گنجائش کہاں ہو سکتی ہے۔ اور مقام صدیقیت سے نیچے جو مقام بھی ہے اس میں قدرے سکر موجود ہوتا ہے۔ ہوش اور صحو تام مقام صدیقیت میں ہے اور بس۔

ان دونوں علموں کے درمیان دوسرا فرق یہ ہے کہ وحی قطعی اور یقینی چیز ہے اور الہام ظنی۔ کیونکہ وحی فرشتہ کے واسطہ سے ہوتی ہے۔ اور ملائکہ معصوم ہیں۔ ان میں احتمال خطا نہیں ہو سکتا۔ اور الہام کا محل و مقام اگرچہ بلند ہے، اور وہ دل ہے۔ اور دل عالم امر سے ہے۔ لیکن اس کا تعلق عقل اور نفس سے بھی کچھ قدرے ہے۔ اور نفس اگرچہ مطمئنہ ہو چکا ہوتا ہے لیکن سے

ہر چند کہ مطمئنہ گردد ہرگز ز صفاتِ خود نگردد

یعنی نفس اگرچہ مطمئنہ ہو جاتا ہے لیکن اپنی صفات سے ہرگز باز نہیں آتا۔

لہٰذا خطا اور غلطی کی اس مقام میں گنجائش اور مجال ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ مطمئنہ ہو جانے کے باوجود نفس کو اس کی صفات پر باقی رکھنے میں بہت سے فوائد و منافع ہیں۔ نفس اگر بالکل اپنی صفات کے ظہور سے روک دیا جائے تو اس کی ترقی کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔ اس طرح روح فرشتے کے مانند ہو جاتی ہے اور اپنے مقام میں بند ہو کر رہ جاتی ہے۔ روح کی ترقی نفس کی مخالفت کے باعث ہے۔ اگر نفس میں مخالفت نہ رہے تو ترقی کیسے ہو۔

حضور سرورِ کائنات علیہ من التحیات انمہا و من التسلیمات اکملہا ایک دفعہ جہادِ کفار سے واپس تشریف لائے۔ تو فرمایا:

رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر۔ ہم لوگ چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ کر آئے ہیں۔

اس ارشادِ مبارک میں آپ نے جہاد بالنفس کو جہادِ اکبر فرمایا۔

مطمئنہ کی صفت اختیار کر لینے کے بعد اس کی مخالفت یہ ہوتی ہے کہ وہ ترکِ عزیمت اور ترکِ اولیٰ کا مرتکب ہونا چاہتا ہے۔ بلکہ اس مقام میں ترکِ اولیٰ کا ارادہ بھی مخالفت میں شمار ہوتا ہے۔ لیکن حتی الامکان ترکِ اولیٰ کا وجود اس سے متصور نہیں ہوتا۔ اور صرف ترکِ اولیٰ کے ارادے پر اس قدر ندامت و پشیمانی اور بارگاہِ قدسِ خداوندی میں التجاء و زاری ظہور میں آتی ہے کہ ایک سال کا کام ایک ساعت میں میسر آ جاتا ہے۔

ہم پھر اصل بات کی طرف آتے ہیں ——— یہ طے شدہ بات ہے کہ ہر وہ چیز جس میں محبوب کے اخلاق و عادات پائے جاتے ہوں، محبوب کے ساتھ وابستگی اور اس کے تابع ہونے کی وجہ سے محبوب اور پیاری ہو جاتی ہے۔ اس بیان کی طرف اشارہ اس آیۃ کریمہ میں ہے:

فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ تم لوگ میری پیروی اختیار کرو، اللہ تمہیں اپنا محبوب بنائے گا۔

لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت اور پیروی میں کوشش کرنا بندے کو مقامِ محبوبیت تک لے جاتا ہے، تو ہر عقلمند اور دانشمند پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع میں ظاہراً اور باطناً پوری سعی اور کوشش کرے۔

Marfat.com

بات لمبی ہو گئی۔ مجھے معذور سمجھیں۔ کلام کا جمال چونکہ جمیل مطلق (رب تعالیٰ) کی طرف سے ہے۔ اس لیے سلسلہ گفتگو جس قدر دراز ہو خوب اور زیبا ہی ہے۔

لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا۔

اگر میرے پروردگار کی باتیں لکھنے کے لیے سمندر سیاہی بن جائے تو سمندر ختم ہو جائے گا اس سے پہلے کہ میرے رب کی باتیں ختم ہوں۔ اگرچہ ہم لے آئیں اس سمندر کی مانند اور سمندر بھی مدد کے طور پر

اب دوسری طرف بات لے جانی چاہیے:

اس دعائیہ رقعہ کے حامل مولانا محمد حافظ اہل علم ہیں اور کثیر العیال ہیں۔ اسباب معیشت کی قلت کی بنا پر فوج کی (ملازمت کی) طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ اگر سرکار نصرت آثار، سیادت و نقابت دستگاہ شیخ بیچو سے کچھ وظیفہ یا امداد مولانا موصوف کے لیے حاصل اور جاری کرا دیں تو یہ آپ کا عین کرم ہوگا آپ کی زیادہ درد سری ختم کرتا ہوں۔

مکتوب نمبر (۴۲)

شیخ درویش کی طرف صادر فرمایا۔

اس امر کے بیان میں کہ حقیقت جامعہ قلبیہ سے غیر حق سبحانہٗ کی محبت دور اور پاک کرنے کا بہترین آلہ متابعتِ سنت ہے۔ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام۔

حق تعالیٰ و سبحانہ تمہیں سلامت اور باقی رکھے۔

آدمی جب تک پراگندہ تعلقات کی میل کچیل سے ملوث ہے مطلوب سے محروم اور دور ہے۔ حقیقت جامع (قلب) کے آئینے کو اس ذات عز و جل کے غیر کی محبت کے زنگ سے صاف کرنا ضروری ہے۔ اور اس زنگ کو دور کرنے کا بہترین آلہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی روشن سنت کی متابعت ہے۔ کیونکہ اس میل کو دور کرنے کا دار و مدار عاداتِ نفسانی کے اٹھنے اور رسومِ ظلمانی کے دفع ہونے پر ہے۔

فَطُوبیٰ لِمَنْ شُرِّفَ بِهٰذِهِ النِّعْمَةِ الْعُظْمیٰ وَوَيْلٌ لِمَنْ

تو کتنا ہی خوشحال ہے وہ شخص جو اس نعمتِ عظیم سے مشرف ہو گیا۔ اور افسوس اس شخص پر جو اس

Marfat.com

حُرِمَ مِنْ هٰذِهِ الدَّوْلَةِ الْقُصْوٰى بلند درجہ دولت سے محروم رہا۔

دوسری ضروری بات یہ ہے کہ جناب اخوی اعزی میاں مظفر ولد شیخ گھورن مرحوم اشراف اور بزرگ زادہ لوگوں میں سے ہے جماعت (عیال) کثیر اس سے وابستہ ہے۔ رحم و شفقت کا مستحق ہے۔ آپ کی زیادہ درد سری کیا کرے۔ والسلام علیکم وعلیٰ من اتبع الھدیٰ۔

مکتوب نمبر (۴۳)

سیادت پناہ، خوبیوں کے مالک شیخ فرید بخاری کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ توحید دو قسم ہے۔ شہودی اور وجودی۔ اور جو ضروری ہے وہ توحید شہودی ہے کیونکہ اس سے متعلق ہے۔ نیز توحید شہودی عقل و شرع کے خلاف نہیں بخلاف توحید وجودی کے۔ اور مشائخ کے وہ اقوال جو توحید کے بارہ میں ہیں انہیں توحید شہودی پر محمول کرنا چاہیئے تاکہ مخالفت کی گنجائش نہ رہے۔ اور توحید شہودی مرتبہ عین الیقین میں ہے، جو مقام حیرت ہے۔ اور جب اس مقام سے گذار دیتے ہیں اور حق الیقین تک پہنچاتے ہیں تو انسان اس طرح کے حالات سے ایک طرف ہو جاتا ہے۔ اور اس کے مناسب سوالات و جوابات اور واضح کرنے والی تمثیلات کے بیان میں۔

سلّمکم اللّٰہ تعالیٰ وسبحانہٗ وعصمکم عما یصمکم وصانکم عما شانکم (اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہیں سلامت اور داغدار کرنے والی چیزوں سے محفوظ رکھے اور تمہیں عیب کی باتوں سے بچائے)

وہ توحید جو اس بلند گروہ صوفیہ کو راہ سلوک و فقر میں میسر آتی ہے دو قسم ہے:

توحید شہودی اور توحید وجودی۔

توحید شہودی ایک ذات کو دیکھنا ہے۔ یعنی سالک کا مشہود صرف ایک ہی ذات ہو۔ اور توحید وجودی ایک ذات کو موجود جاننا ہے اور اس کے غیر کو معدوم خیال کرنا۔ اور معدوم خیال کرنے کے باوجود کائنات کے آئینوں اور مظاہر کو ایک جاننا۔ پس توحید وجودی علم الیقین کے قبیلہ سے ہے اور توحید شہودی عین الیقین کی قسم سے۔ توحید شہودی اس راہ کے ضروری امور میں سے ہے۔ کیونکہ بغیر اس کے فنا متحقق نہیں ہوتی۔ اور عین الیقین کی (دولت) بھی اس کے بغیر میسر نہیں آتی۔ کیونکہ ایک ذات کے غلبے کے باعث صرف اسے ہی دیکھنا اس کے ماسوا کو نہ دیکھنے کو مستلزم ہے۔ بخلاف توحید وجودی کے کہ وہ اس طرح نہیں۔ یعنی ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ علم الیقین توحید وجودی کی معرفت

کے بغیر بھی حاصل ہے۔ کیونکہ علم الیقین اس ذات کے ماسوا کی نفی کو مستلزم نہیں۔ نہایت درجہ یہ ہے کہ اس کے ماسوا کے علم کی نفی کو مستلزم ہے۔ جبکہ اس ایک کے علم کا غلبہ اور زور ہو۔

مثلاً ایک شخص کو وجود آفتاب کا یقین ہو۔ اس یقین کا غلبہ اس امر کو مستلزم نہیں کہ ستاروں کو اس وقت منتفی اور معدوم جانے۔ لیکن جب آفتاب کو دیکھا تو ستاروں کو نہیں دیکھے گا۔ اور اس کے مشاہدہ میں صرف ایک آفتاب ہی ہوگا۔ لیکن اس وقت کہ ستاروں کو نہیں دیکھ رہا، یہ ضرور جانتا ہے کہ ستارے معدوم نہیں ہیں۔ بلکہ یہ جانتا ہے کہ موجود تو ہیں مگر پوشیدہ ہیں اور نور آفتاب کے پرتو کے آگے مغلوب ہیں۔ یہ شخص اس جماعت کے ساتھ جو اس وقت ستاروں کے وجود کی نفی کر رہی ہے، مقام انکار میں ہے اور جانتا ہے کہ ستاروں کے وجود کی نفی کرنا غیر واقعی بات ہے۔

تو توحید وجودی جو ایک ذاتِ تعالیٰ و تقدس کے ماسوا کی نفی پر مبنی ہے عقل و شرع کے خلاف ہے۔ بخلاف توحید شہودی کے کہ ایک ذات دیکھنے میں کچھ مخالفت نہیں۔ مثال کے طور پر طلوع آفتاب کے وقت ستاروں کے وجود کی نفی کرنا اور معدوم جاننا خلاف واقع ہے۔ لیکن ستاروں کو اس وقت نہ دیکھنے میں کچھ مخالفت نہیں۔ بلکہ ستاروں کو نہ دیکھنا نور آفتاب کے ظہور کے غلبہ کے واسطہ سے دیکھنے والے کے ضعف بصارت کی بنا پر ہے۔ اگر دیکھنے والے کی آنکھ اسی آفتاب کے نور سے سرنگیں ہو جائے، اور اپنے اندر قوت و استعداد پیدا کرلے تو عین اسی وقت ستاروں کو بھی آفتاب سے جدا دیکھے گی۔ اور یہ دید حق الیقین کے مرتبہ پر ہے۔

پس بعض مشائخ کے اقوال جو بظاہر شریعت حقہ کے مخالف معلوم ہوتے ہیں اور بعض لوگ انہیں توحید وجودی پر محمول کرتے ہیں۔ جیسے ابن منصور الحلاج کا قول انا الحق اور ابویزید البسطامی کا سبحانی کہنا اور اس طرح کے اور اقوال۔ اولیٰ اور انسب یہ ہے کہ انہیں توحید شہودی پر محمول کیا جائے اور عقل و شرع کے ساتھ مخالفت کو دور کیا جائے۔ چونکہ غلبۂ حال میں ماسوائے حق سبحانہٗ کے ہر شے ان کی نظر سے پوشیدہ تھی تو ایسے الفاظ ان سے صادر ہو گئے۔ اور انہوں نے حق سبحانہٗ کے سوا اور کسی شے کو ثابت و موجود نہ مانا۔ انا الحق کا معنی ہے "حق ہے، میں نہیں ہوں"۔ جبکہ وہ اپنے آپ میں بھی نہیں دیکھتے تو اپنے آپ کو ثابت نہیں کرتے۔ یہ مطلب نہیں کہ یہ بزرگ اپنے آپ کو دیکھتا ہے اور خود اپنے کو حق کہتا ہے۔ یہ مفہوم تو صریح کفر ہے۔

یہاں کوئی یہ سوال نہ کرے۔ غیر حق کا اثبات نہ کرنا نفی کی طرف ہی لے جاتا ہے۔ اور وہ بعینہٖ توحید وجودی ہے۔ کیونکہ ہم کہیں گے کہ ثابت نہ کرنے سے نفی لازم نہیں آتی۔ بلکہ اس مقام میں حیرت

ہی حیرت ہے۔ تمام احکام وہاں ساقط ہو چکے ہیں۔ اور لفظ سُبحانی میں بھی حق تعالیٰ کی تنزیہ ہے نہ کہ اپنی تنزیہ۔ کیونکہ وہ تو مکمل طور پر اس کی نظر سے اُٹھ چکی ہے۔ کوئی حکم اس سے متعلق نہیں ہو سکتا۔ اور اس قسم کی باتیں عین الیقین کے مقام میں جو مقام حیرت ہے بعض کو رونما ہوتی ہیں۔ اور جب ان حضرات کو اس مقام سے آگے گزار دیتے ہیں اور حق الیقین تک پہنچا دیتے ہیں تو پھر ایسے کلمات سے اجتناب کرتے ہیں اور حد اعتدال سے تجاوز نہیں کرتے۔

ہمارے زمانہ میں اس گروہ کے بہت سے لوگ جو صوفیاء کے لباس میں اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں توحید وجودی کو عام کرنے میں مصروف ہیں اور اس عام کرنے کو ہی کمال تصور کرتے ہیں۔ اور عین الیقین کے بجائے علم میں ہی رُکے ہوئے ہیں۔ اور مشائخ کے ان اقوال مذکورہ کو اپنے خیالی معانی پر چسپاں کر رہے ہیں اور اپنے آپ کو مقتدا زمانہ بنائے بیٹھے ہیں اور اپنے بے رونق بازار کو ان تخیلات کے ذریعہ سے چمکا رہے ہیں۔

اور اگر بالفرض مذکورہ بعض مشائخ کی عبارتوں میں ایسے الفاظ بھی ہوں جو توحید وجودی پر صراحتاً دلالت کرتے ہوں تو ان الفاظ کو ابتدائی زمانہ اور علم الیقین کے مقام پر محمول کرنا چاہیے۔ اور یہ تصور کرنا چاہیے کہ یہ کلمات ان سے اُس وقت صادر ہوتے ہیں۔ آخر کار ان کو اس مقام سے آگے گزار لیا گیا اور علم سے عین تک پہنچا دیے گئے ہیں۔

یہاں کوئی شخص یہ سوال نہ کرے کہ توحید وجودی والے بھی جس طرح ایک جانتے ہیں ایک ہی دیکھتے بھی ہیں۔ لہٰذا وہ بھی عین الیقین سے کچھ حصہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہم جواب میں کہیں گے کہ اس توحید والوں نے توحید شہودی کی مثالی صورت کو دیکھا۔ اس توحید شہودی سے متصف نہیں ہوئے۔ توحید شہودی کو اپنی اس صورت مثالی کے ساتھ فی الحقیقت کچھ مناسبت نہیں۔ کیونکہ توحید شہودی کے حصول کے وقت صرف حیرت ہی موجود ہوتی ہے۔ اس مقام میں کسی قسم کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ اور توحید وجودی والا توحید شہودی کی صورت مثالی کے مشاہدے کے باوجود ارباب علم میں سے ہے۔ کیونکہ وہ ماسوا کے وجود کی نفی کر رہا ہے۔ اور نفی جنس احکام میں سے ایک حکم ہے۔ حیرت اور علم ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ پس اس تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ توحید وجودی والا عین الیقین کے مقام سے کچھ حصہ نہیں رکھتا۔ ہاں توحید شہودی والے کو مقام حیرت کے بعد اگر ترقی واقع ہو تو مقام معرفت میں جو حق الیقین کا مقام ہے پہنچا دیتے ہیں اور اس جگہ علم اور حیرت دونوں جمع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ علم جو حیرت کے بغیر ہے اور حیرت سے پہلے ہے علم الیقین ہے۔

Marfat.com

یہ جواب ایک مثال سے واضح ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص خواب میں اس مناسبت کے واسطے سے جو وہ بادشاہت سے رکھتا ہے۔ اپنے آپ کو بادشاہ دیکھا۔ اور بادشاہت کے لوازمات اپنے اندر دیکھے۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ وہ شخص بادشاہ نہیں بن گیا ہے۔ بلکہ بادشاہت کی مثالی صورت کو اپنے اندر دیکھا ہے۔ اور فی الحقیقت بادشاہت کو اس مثالی صورت کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں ہاں، یہ شہود اگرچہ مثالی صورت میں ہے لیکن اس شخص کے اس صورت کی حقیقت کے ساتھ متصف ہونے کی استعداد کی خبر ضرور دیتا ہے۔ اگر مشقت کرے اور عنایت خداوندی جل سلطانہ اس کے شامل ہو جائے تو وہ بادشاہت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے۔ قوت سے فعل تک بڑا فرق ہے۔ بہت سے لوہے شیشہ بننے کی قابلیت رکھتے ہیں لیکن جب تک آئینہ بن نہیں جاتے بادشاہوں کے ہاتھ میں نہیں پہنچ سکتے اور ان کے جمال سے بہرہ ور نہیں ہوتے۔

۱ میں کس طرف چلا گیا۔ مگر ان دقیق علوم کی تحریر کا باعث اور سبب یہ ہے کہ اس وقت کے بہت سے لوگ بعض تقلیداً، بعض علم کے باعث اور بعض علم اور کچھ قدرے ذوق کی بنا پر اور بعض الحاد اور زندقہ کے باعث اس توحید وجودی کے دامن سے چمٹے ہوئے ہیں اور سب کو حق کی طرف سے جانتے ہیں بلکہ حق جانتے ہیں۔ اور اپنی گردنوں کو تکلیف شرعی کی رسی سے اس بہانے کے ساتھ باہر نکال رہے ہیں اور احکام شرعیہ میں سستیوں کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور اس حالت پر خوش وقت اور مسرور ہیں اور شرعی احکام کی بجا آوری کا اگر اعتراف بھی کرتے ہیں تو اسے طفیلی جانتے ہیں مقصود اصلی شریعت کے علاوہ کسی اور شے کو خیال کرتے ہیں۔

حَاشَا وَكَلَّا ثُمَّ حَاشَا وَكَلَّا نَعُوذُ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهٗ مِنْ هٰذَا الْاِعْتِقَادِ السُّوْءِ۔	خدا کی پناہ پھر خدا کی پناہ۔ ہم اللہ سبحانہٗ کے پاس پناہ لیتے ہیں اس برے اعتقاد سے۔

طریقت اور شریعت ایک دوسرے کا عین ہیں، ان کے درمیان بال برابر بھی مخالفت نہیں۔ فرق صرف اجمال و تفصیل اور استدلال اور کشف کا ہے۔ جو چیز بھی شریعت کے خلاف ہے مردود ہے۔

کل حقیقة ردته الشریعة فهو زندقة	ہر حقیقت جسے شریعت رد کر دے مردود اور باطل ہے۔

شریعت کو قائم رکھتے ہوئے حقیقت کو طلب کرنا مردوں کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ سبحانہٗ ہمیں اور تمہیں سید البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات والتحیات کی ظاہر و باطن میں متابعت

Marfat.com

پر استقامت نصیب فرمائیے۔

معرفت پناہ قبلہ گاہ ہمارے خواجہ (حضرت باقی باللہ صاحب) قدس اللہ تعالیٰ سرہ کچھ عرصہ تک توحید وجودی کا مشرب ہی رکھتے تھے۔ اور اپنے رسائل و مکتوبات میں خود اس کا اظہار فرماتے تھے۔ لیکن آخرکار اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے انہیں اس مقام سے ترقی عطا فرمائی۔ اور اس توحید وجودی کی معرفت کی تنگی سے کھلی شاہراہ پر ڈال دیا۔

میاں عبدالحق نے جو حضرت خواجہ کے مخلصین میں سے ہیں نقل کیا ہے کہ حضرت خواجہ قدس سرہ نے اپنی مرض موت سے ایک ہفتہ پہلے فرمایا کہ مجھے عین الیقین کے ساتھ معلوم ہو گیا ہے کہ توحید وجودی تنگ کوچہ ہے۔ شاہراہ دوسری ہے۔ اس سے پہلے میں بھی یہی جانتا تھا۔ لیکن اب ایک اور یقین حاصل ہو گیا ہے۔ اور یہ حقیر بھی کچھ عرصہ تک حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں یہی توحید وجودی کا مشرب رکھتا تھا۔ اور اس توحید کی تائید میں بہت سے کشفی مقدمات ظاہر ہوتے تھے۔ لیکن خداوند تعالیٰ جل سلطانہ کی عنایت و مہربانی نے اس مقام سے گزار کر جس مقام سے چاہا پہنچا دیا۔ اس سے زیادہ گفتگو طوالت کا موجب ہے۔

میاں شیخ زکریا اپنے ضلع سے بار بار لکھتے ہیں اور آپ کے بلند آستانہ سے نسبت نیاز کا اظہار کرتے ہیں۔ اور تحصیلداروں کے عہدہ سے خائف اور ہراساں ہیں۔ عالم اسباب میں آپ ہی سے التجا اور وابستگی رکھتے ہیں۔ آپ کی توجہ عالی کے سوا بظاہر کوئی جائے پناہ نہیں رکھتے۔ وہ امیدوار ہیں کہ جس طرح آپ نے ان کو نوازا، آخر تک ان کی دستگیری فرماتے رہیں گے اور حوادث زمانہ کے بھیڑیوں سے محفوظ رکھیں گے۔ کمال ادب کے باعث آپ کی خدمت میں عرض کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔ اس لیے سفارش کے لیے فقیر کی طرف رجوع کیا ہے اور اپنے حالات کا اظہار کرتا ہے۔ امید ہے کہ ان کی درخواست شرف قبولیت سے ہمکنار ہو گی۔

مکتوب نمبر ۴۴

یہ مکتوب بھی سیادت و بزرگی کے مالک شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا۔

حضور نبی کریم خیر البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح وثنا اور اس امر کے بیان میں کہ آپ کی شریعت کو ماننے والے اور اس کی تصدیق کرنے والے سب امتوں سے بہتر امت ہیں اور

Marfat.com

آپ کی شریعت کی تکذیب کرنے والے بدترین بنی آدم ہیں۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روشن سنت کی پیروی کی ترغیب کے بیان میں۔

آپ کا عالی مرتبہ گرامی نامہ عزیز ترین اوقات میں تشریف لایا۔ بندہ اس کے مطالعہ سے مشرف ہوا۔ اللہ سبحانہ کی حمد و ثنا اور اس کا احسان ہے کہ آپ کو فقر محمدی علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات کی دولت ہاتھ آچکی ہے۔ فقراء سے محبت اور ان کے ساتھ تعلق اور ارتباط اسی کا نتیجہ ہے۔ نہیں جانتا کہ قصور وار بے سروسامان اس کے جواب میں کیا لکھے۔ مگر یہ کہ احادیث و کتب سیر میں چند نقل شدہ کلمات نفرے جو آپ کے جد بزرگوار اور خیر العرب ہیں کے فضائل و مناقب میں لکھے۔ علیہ و علیٰ آلہ الصلوات اتمہا و من التحیات اکملہا۔ اور اس سعادت نامے کو اپنی نجات اُخروی کا وسیلہ بنائے۔ یہ مقصد نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کی مدح و ثنا کرے۔ بلکہ اپنے کلام کو آپ کے ذکر شریف سے مزین و آراستہ کرے۔

ما ان مدحت محمدا بمقالتی
لکن مدحت مقالتی بمحمد

میں اپنے کلام سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح و ثنا نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے کلام کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر سے آراستہ کرتا ہوں۔

تو میں کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے حفاظت و توفیق کا طالب ہوں کہ بیشک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں، تمام اولاد آدم کے سردار ہیں۔ قیامت کے روز سب سے زیادہ پیروکار آپ ہی کے ہوں گے۔ آپ بارگاہ ایزدی میں سب پہلوں اور پچھلوں سے اکرم و بزرگ ہیں۔ آپ ہی سب سے پہلے قبر سے باہر تشریف لائیں گے، آپ ہی سب سے پہلے شفاعت کریں گے اور آپ ہی کی شفاعت سب سے پہلے مقبول ہو گی، اور آپ ہی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے لیے دروازہ بہشت کھول دے گا۔ قیامت کے روز لواء حمد آپ ہی اُٹھائے ہوں گے۔ حضرت آدم اور ان کے ماسوا سب اس جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ آپ ہی وہ ذات ہیں کہ خود آپ نے فرمایا کہ ہم دنیا میں آمد کے لحاظ سے سب سے پیچھے ہیں مگر قیامت کے روز سب سے آگے اور پہلے ہوں گے۔ اور آپ نے فرمایا میں بغیر فخر کے کہتا ہوں کہ میں ہی اللہ کا حبیب ہوں، اور میں ہی تمام انبیاء کا پیشوا ہوں اور میں ہی سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والا ہوں، اور محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان سے بہتر مخلوق میں رکھا۔ پھر اللہ نے انسانوں کے دو گروہ کیے تو مجھے بہتر

Marfat.com

گروہ میں کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مختلف قبائل میں تقسیم کیا تو مجھے ان میں سے بہتر قبیلے میں کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مختلف گھروں میں تقسیم کیا تو مجھے سب سے بہتر گھر میں پیدا کیا۔ تو میں ذات میں بہتر ہوں اور گھر کے لحاظ سے سب سے بہتر ہوں۔ اور محشر میں جب لوگ اُٹھیں گے تو میں سب سے پہلے اٹھوں گا۔ اور جب لوگ بارگاہ خداوندی کی طرف چلیں گے تو میں ان کا قائد ہوں گا۔ اور جب خاموش ہوں گے تو میں ان کو خطبہ دوں گا۔ اور جب وہ روک لیے جائیں گے تو میں ان کی شفاعت طلب کروں گا۔ اور جب وہ مایوس ہوں گے تو میں ان کو بشارت دوں گا۔ بزرگی اور ہر چیز کی چابی اس روز میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام اولاد آدم سے اکرم و اشرف ہوں اردگرد میری خدمت اور خاطرداری کے لیے ایک ہزار خادم گھومتا ہوگا جو حسن و جمال میں پوشیدہ ہوئے انڈوں کی طرح ہوگا۔ اور جب قیامت کا دن ہوگا تو میں امام الانبیاء اور ان کا خطیب ہوں میں ان کا صاحب شفاعت ہوں گا اور کوئی فخر نہیں۔

اگر حضور نے دنیا میں جلوہ فرما نہ ہونا ہوتا تو اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا نہ کرتا اور نہ اپنی ربوبیت ظاہر کرتا۔ اور آپ اس وقت نبی تھے جب حضرت آدم ابھی پانی اور مٹی میں تھے ؎

نماند بعصیاں کسے درگرو کہ دارد چنیں سید پیشرو

کوئی شخص بھی گناہوں کی وجہ سے گرو نہیں رہے گا جبکہ وہ آپ جیسا سردار پیشوا رکھتا ہے۔

پس یہ بات ضروری ہے کہ ایسے پیغمبر سید البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کرنے والے خیر الامم ہوں۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ تم بہترین امت ہو جو ظاہر کیے گئے ہو۔

ان کا نقد وقت ہے۔ اور آپ کے مکذب بدترین بنی آدم ہوں۔

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا۔ دیہاتی لوگ کفر و نفاق میں بہت سخت ہیں۔

ان کے حال کا نشان ہے۔ دیکھیے کس صاحب قسمت کو آپ کی روشن سنت کی پیروی سے نوازتے ہیں اور آپ کی پسندیدہ شریعت کی متابعت سے سرفراز کرتے ہیں۔ آج تھوڑے سے عمل کو دین کو حق جاننے کی تصدیق سے ملا ہوا ہے عمل کثیر کے مقابلے میں قبول کرتے ہیں۔ اصحاب کہف جو اس قدر درجات پائے صرف ایک نیکی کے واسطہ سے پا لیے۔ اور وہ ہجرت کی نیکی تھی جو نور ایمانی کے ساتھ غلبہ کفار کے وقت اختیار کی۔ مثلاً سپاہی دشمنوں اور مخالفوں کے غلبہ کے وقت اگر تھوڑا سا تردد بھی کریں تو ان کا وہ قدر اور وہ لحاظ ہوتا ہے جو امن کی حالت میں اس سے کئی

Marfat.com

پر بھی نہیں ہوتا۔

نیز چونکہ سرور دو عالم محبوب رب العالمین ہیں، تو آپ کی متابعت کرنے والے بھی آپ کی متابعت کے واسطہ سے مرتبہ محبوبیت تک پہنچ جاتے ہیں۔ کیونکہ محبت جس جس میں بھی اپنے محبوب کے شمائل و عادات و اخلاق پاتا ہے انہیں بھی اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔ اس سے مخالفین کی برائی کا قیاس بھی کرنا چاہیے ؎

محمد عربی کابروے ہر دو سرا ست کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سراد

محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) جو دونوں جہاں کی آبرو ہیں جو شخص آپکے دروازے کی خاک نہیں بنتا اس کے سر پر خاک پڑے۔

اگر ظاہری ہجرت میسر نہ آئے تو ہجرت باطنی ہی کی کامل طور پر رعایت کرنی چاہیے۔ ظاہراً لوگوں کے ساتھ رہتے ہوئے باطناً ان سے الگ رہنا چاہیے۔ شاید اس کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی صورت پیدا کر دے۔

نوروز کا موسم آچکا ہے اور معلوم ہے کہ یہ ایام وہاں کے رہنے والوں کے معاملے کو پراگندگی اور پریشانی میں ڈال دیتے ہیں۔ ہنگامے کے ان ایام کے گزر جانے کے بعد اگر ارادۂ خداوندی جل سلطانہٗ مدد فرمائی تو اس امر کا امیدوار ہے کہ ملاقات گرامی کے شرف سے مشرف ہوگا۔

گفتگو کو زیادہ دراز کرنا موجب پریشانی ہے۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ آپ کو آپ کے آباد کرام کے طریقے پر ثابت رکھے۔ والسلام علیکم و علیہم الی یوم القیام۔

مکتوب نمبر (۴۵)

یہ مکتوب بھی سیادت و بزرگی والے شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا۔

یہ مکتوب آپ نے اپنے پیر دستگیر قدس سرہٗ کے اس عالم فانی سے رحلت فرمانے کے بعد لکھا۔

چونکہ خانقاہ کے فقراء کی ظاہری تقویت جناب سیادت پناہ کی طرف منسوب تھی اس لیے اس مکتوب میں اظہار شکر کیا ہے۔ اور انسان کی جامعیت جس طرح اس کے کمال کا سبب ہے اسی طرح اس کے نقصان کا بھی سبب ہے۔ اس کا تذکرہ بھی اس خط میں کیا ہے۔ اور ماہ رمضان شریف کے فضائل اور دیگر مناسب امور بیان کیے ہیں۔

Marfat.com

اللہ سبحانہ آپ کو آپ کے آباء کرام کے طریقہ پر ثابت و قائم رکھے۔ اور زندگی کے میلن اور ایام میں آپ کو صدمات اور غم کے اسباب سے سالم اور محفوظ رکھے۔

خدائے عز و جل کے دوست مطابق حدیث المرء مع من احب (مرد اس کے ساتھ ہوتا ہے جس کے ساتھ اسے محبت ہو) خدائے تعالیٰ و تقدس کے ساتھ ہیں۔ بدن کا ساتھ ہونا اس معیت انتصال میں قدرے مانع ہے۔ اس مادی صورت اور تاریکی سے لبریز شکل سے مفارقت اور جدا کے بعد سب قرب ہی قرب اور اتصال ہی اتصال ہے۔

الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب۔ موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملا دیتا ہے۔

اس عبارت میں اسی معنی کا بیان ہے۔ اور آیہ کریمہ:

مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللهِ لَاٰتٍ۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا ارادہ رکھتا ہے تو جان لے کہ اللہ کا وعدہ آنے والا ہے۔

میں مشتاق لوگوں کے لیے تسلی بھی ہے اور بیان سابق کی طرف اشارہ بھی فرماتی ہے لیکن ہم رہ جانے والوں کا حال بزرگوں کی حاضری کی دولت کے بغیر خراب و ابتر ہے۔

اکابر قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی روحانیات سے فیض و برکت حاصل کرنا بہت سے شرا ساتھ مشروط ہے جن کے پورا کرنے کی ہر کسی کو مجال اور ہمت نہیں۔ لیکن صاحب انعام رب تعا کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ اس ہولناک حادثے (پیرو مرشد کی رحلت) اور وحشتناک واقع باوجود ان یسے سرو پا فقراء کا مربی اور مددگار دین و دنیا کے سردار علیہ و علیٰ آلہ الصلوات والتسلی کے اہل بیت میں سے ہی بن گیا ہے۔ جو اس بلند سلسلے کے انتظام کا سبب اور نسبت نقشبند جمعیت کا واسطہ اور ذریعہ ہو چکا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ ان بلاد میں یہ نسبت بہت ہی ناد غریب ہے۔ اور اس نسبت والے ان ممالک میں بہت ہی کم ہیں۔ کیونکہ یہ اہل بیت کی نسبت تو اس کا مربی اور اس کو تقویت دینے والا بھی اہل بیت سے ہی ہونا چاہیے۔ تاکہ اس دولت عظمیٰ کسی اور کے ذمے نہ پڑے۔ تو جس طرح نسبت نقشبندیہ کی نعمت قصویٰ کا شکر فقراء پر لازم ہے۔ دولت کا شکر بھی ان پر ضروری ہے۔ انسان جس طرح جمعیت باطن کا محتاج ہے اسی طرح ظاہری جم کا بھی محتاج ہے۔ بلکہ یہ محتاجی مقدم ہے۔ بلکہ انسان تمام مخلوق سے زیادہ محتاج ہے۔ اور اس کی محتاجی اس کی جامعیت کی بنا پر ہے۔ جو ضروریات ساری مخلوقات کو فرداً فرداً درکار ہیں تنہا انسا

اور کار ہیں۔ اور انسان جس جس شے کا محتاج ہے اس کے ساتھ اس کا تعلق بھی ضروری ہے۔ اس لحاظ سے اس کے تعلقات سب سے زیادہ ہیں۔ اور یہ تعلق جناب قدس خداوندی جل سلطانہ سے دوری کا سبب ہے۔ اس بنا پر تمام مخلوقات سے محروم ترین شے انسان ہی ہے ؎

پایہ آخر آدم است و آدمی! گشت محروم از مقام محرمی
گر نہ گردد باز مسکیں زیں سفر نیست از وے ہیچکس محروم تر

آخری مرتبہ انسان ہی کا ہے۔ لیکن آدمی حق تعالیٰ کے محرم راز ہونے کے مقام سے محروم ہو چکا ہے۔
یہ مسکین اگر سفر سے واپس نہ لوٹا اور محرم ہونے کے مقام کو نہ پایا تو پھر اس سے زیادہ کوئی محروم اور بد قسمت نہیں۔

حالانکہ تمام مخلوقات سے افضل ہونے کی علت بھی انسان کی یہی وصف جامعیت ہے۔ اسی بنا پر اس کا آئینہ سب سے زیادہ مکمل ہے۔ اور جو کچھ کائنات کے شیشوں میں فرداً فرداً ظاہر ہے وہ سب کچھ صرف اکیلے انسان کے آئینہ میں ظاہر ہے۔ تو اس لحاظ سے بہترین خلائق بھی انسان ہی ہے اور گزشتہ اعتبار سے بدترین مخلوق بھی انسان ہی ہے۔ اس لیے کہ نوع انسان سے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات بھی ہیں اور ابو جہل علیہ اللعنۃ بھی۔ اور اس بات میں کچھ شک نہیں کہ توفیق خداوندی عز وجل سے ان فقراء کی جمعیت ظاہری کے کفیل آپ ہی ہیں۔ اور الولد سرّ لابیہ (بیٹا اپنے باپ کا راز ہوتا ہے) کے مطابق باطنی جمعیت کے کفیل ہونے کی مکمل امیدواری بھی آپ سے ہی ہے۔

اور چونکہ آپ کا صحیفہ گرامی اور بلند مرتبہ عنایت نامہ ماہ رمضان المبارک میں موصول ہوا، دل سے سمت میں گزرا کہ اس عظیم القدر مہینے کے فضائل و مناقب احاطہ تحریر میں لائے۔

جاننا چاہیے کہ ماہ رمضان شریف بہت فضیلت والا مہینہ ہے۔ نفلی عبادات، نماز، ذکر، صدقہ وغیرہ جو اس ماہ میں ادا ہوں دوسرے ایام کے فرائض کے برابر ہیں۔ اور اس مہینہ میں ایک فرض ادا کرنا دوسرے مہینوں میں ستر فرض ادا کرنے کے برابر ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی کا روزہ افطار کرائے اسے بخش دیا جاتا ہے اور اس کی گردن کو آتش دوزخ سے آزادی مل جاتی ہے اور اسے اس روزہ دار کا اجر و ثواب عطا ہوتا ہے' بغیر اس کے کہ خود اس روزہ دار کا ثواب کم ہو۔

اسی طرح جو شخص اس ماہ میں اپنے غلاموں اور نوکروں سے کام لینے میں تخفیف کرے، اللہ

Marfat.com

سبحانہ وتعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے اور اسے آتش دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے۔ اور رمضان شریف کے مہینے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ ہر قیدی کو آزاد کر دیتے تھے، اور جو چیز بھی کوئی آپ سے مانگتا اور سوال کرتا آپ اسے دیتے تھے۔ اگر کسی کو اس ماہ میں خیرات اور اعمال صالحہ کی توفیق مل گئی تو تمام سال اسے یہ توفیق ملی رہے گی۔ اور اگر یہ مہینہ تفرقہ اور پراگندگی میں گزرا تو سارا سال وہ تفرقے کا ہی شکار رہے گا۔ حتی المقدور جس قدر میسر آسکے اس ماہ میں جمعیت کے ساتھ کوشش کرنی چاہیے اور اس مہینہ کو غنیمت جاننا چاہیے۔

اس ماہ کی ہر رات میں ہزار شخص کو جو دوزخ کا مستحق ہوتا ہے آزادی ملتی ہے۔ اس مہینہ میں بہشت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ کر ڈال دیتے ہیں اور رحمت کے دروازے کھول دیتے ہیں۔

افطار میں جلدی اور سحری کھانے میں دیر کرنا سنت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں مبالغہ کرتے تھے اور اس پر زور دیتے تھے۔ شاید سحری میں تاخیر اور افطار میں جلدی کرنے میں اپنے عجز و محتاجی کا اظہار ہے، جو مقام بندگی کے مناسب ہے۔

روزہ کھجور سے افطار کرنا سنت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام افطار کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ	پیاس چلی گئی، رگیں تر ہو گئیں اور اجر و ثواب
وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى	ان شاء اللہ تعالیٰ ثابت ہو گیا۔

ادائے تراویح اور ختم قرآن اس ماہ میں موکدہ سنتوں میں سے ہے اور بے شمار اچھے نتائج لاتا ہے۔ اللہ سبحانہ اپنے حبیب علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات والتحیات کی حرمت کے صدقے توفیق بخشے۔

آپ کی دردسری کے لیے دوسری بات یہ ہے کہ آپ کا عنایت نامہ عین رمضان شریف میں پہنچا۔ ورنہ حکم کی بجا آوری میں اپنے آپ کو معاف نہ کرتا۔ اس ماہ مذکور کے بعد بات کرنا عیب پر حکم لگانا ہے اور درازی امید سے خبر دیتا ہے۔ بالجملہ جو کچھ جناب کی مرضی ہو فقیر اس میں اپنے آپ کو معاف نہیں رکھے گا۔ کیونکہ آپ کے ظاہری اور باطنی حقوق ان فقراء پر ثابت ہیں۔ حضرت قبلہ گاہی (پیر و مرشد) قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ "شیخ جیو (شیخ فرید) کے حقوق تمام پر ثابت اور مقرر ہیں۔ اس جمعیت کے باعث وہی ہیں"۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ ہمیشہ پسندیدہ اعمال کی توفیق سے سرفراز رکھے۔ نبی کریم اور آپ کی

Marfat.com

آل علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات کی حرمت کے صدقے۔

اس سے زیادہ سراسر دردسری ہے۔

مکتوب نمبر (۴۶)

یہ مکتوب بھی سیادت و بزرگی کے مالک شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ باری تعالیٰ و تقدس کا وجود یوں ہی اس کی وحدت، بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت، بلکہ وہ تمام چیزیں جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے پاس سے لے کر آئے سب کی سب بدیہی ہیں۔ دلیل اور فکر کی محتاج نہیں۔ علماء کرام نے ان مذکورہ مقدمات کے بدیہی ہونے پر بہت کچھ لکھا ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ آپ کو آپ کے آبائے کرام کے طریقہ پر قائم رکھے۔ آپ کے سب سے پہلے اور افضل باپ جناب نبی کریم پر اولاً اور باقی پر ثانیاً صلوٰۃ و سلام کا نزول ہو۔

باری تعالیٰ و تقدس کا وجود اسی طرح اس ذات سبحانہ کی وحدت بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت بلکہ وہ تمام چیزیں جو آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے سب بدیہی ہیں۔ قوت مدرکہ کی آفات ردیہ اور امراض معنویہ سے محفوظ ہونے کی صورت میں کسی فکر و دلیل کی طرف محتاج نہیں۔ ان میں نظر و فکر کی ضرورت وجود مرض اور ثبوت آفت کے زمانہ تک ہے۔ مرض قلبی سے نجات اور پردہ بصری کے اُٹھ جانے کے بعد یہ سب چیزیں بدیہی ہو جاتی ہیں جس طرح صفراوی مرض والا شخص جب تک مرض صفرا میں گرفتار ہے اگر اور مصری کا میٹھا ہونا اس کے نزدیک محتاج دلیل ہے۔ لیکن اس مرض سے خلاصی پانے کے بعد وہ دلیل کا کچھ محتاج نہیں رہتا۔ وہ احتیاج جس کا منشا وجود مرض ہے اس کی بداہت سے کوئی منکر نہیں۔ بھینگا بے چارہ جسے ایک شخص دو نظر آتے ہیں، اور وہ ایک کو ایک نہیں جانتا معذور ہے۔ بھینگے آدمی میں مرض کا پایا جانا وحدت شخص کو بداہت سے نہیں نکالتا۔ اور نظر و فکر کا محتاج نہیں بنا دیتا۔

اور یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ استدلال کی جولانگاہ بہت ہی تنگ ہے اور دلیل کے ذریعے یقین کا حاصل ہونا بہت دشوار ہے۔ لہٰذا ایمان سے تعلق رکھنے والے یقین کو حاصل کرنے کے لیے مرض قلبی کے ازالے کی فکر کرنا ضروری ہے۔ مرض صفرا میں مبتلا آدمی کے لیے مصری کے

میٹھا ہونے پر دلیل قائم کرنے کی نسبت اس کے مٹھاس کا یقین حاصل کرنے کے لیے مرض صفراء کا ازالہ زیادہ ضروری ہے۔ دلیل سے کیا یقین حاصل ہوگا جبکہ اس کا وجدان اور ذوق مرض صفراء کے باعث مصری کے کڑوا ہونے کا فیصلہ کر رہا ہے۔

اسی طرح ہمارے اس مسئلہ میں نفس امارہ اپنی ذات کے لحاظ سے احکام شرعیہ کا منکر ہے اور اپنی افتاد طبع کے باعث ان کی مخالفت پر کمربستہ ہے۔ لہٰذا دلیل پیش کرنے والے کے وجدان کے انکار کے ہوتے ہوئے ان احکام صادقہ شرعیہ کے بارے میں یقین کا حاصل ہوجانا بہت مشکل ہے۔ اس لیے سب سے پہلے نفس کا تزکیہ کرنا ضروری ہے۔ بغیر تزکیہ نفس دولت یقین کا میسر آنا دشوار ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا، وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا۔

بیشک فلاح پاگیا وہ جس نے تزکیہ نفس کرلیا، اور نامراد ہوگیا وہ جس نے نفس کو برائیوں میں چھپادیا۔

اس بحث سے واضح ہوگیا کہ اس غالب شریعت اور اس ظاہر و طاہر ملت کا منکر ویسا ہی ہے جیسا مصری کے مٹھاس کا منکر۔ ع

خورشید نہ مجرم ار کسے بینا نیست

سورج کا کیا جرم ہے اگر کوئی خود ہی نابینا ہو

تو سیر و سلوک اور تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب سے مقصود آفات معنوی اور امراض قلبی کا ازالہ ہے۔ جس کی طرف آیۃ کریمہ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ (ان کے دلوں میں مرض ہے) اشارہ کر رہی ہے۔ اصل بات یہی ہے کہ ازالہ امراض کے بعد ہی انسان حقیقت ایمان سے موصوف ہوتا ہے۔ آفات و امراض کی موجودگی میں جو ایمان ہے وہ صرف ظاہری ایمان ہے۔ کیونکہ نفس امارہ کا وجدان و ذوق ایمان کے خلاف اور حقیقت کفر پہ مُصِرّ رہتا ہے۔ اس قسم کا ایمان اور اس قسم کی تصدیق محض ظاہری ہے اور مرض صفراء میں مبتلا شخص کی طرح ہے۔ جو قند و نبات کی حلاوت کا اقرار تو کرتا ہے، لیکن اس کا وجدان اس کے اقرار کے خلاف ہوتا ہے۔ شکر کی حلاوت کا حقیقی یقین مرض صفراء کے زائل ہونے کے بعد ہی میسر آسکتا ہے۔ اس لیے نفس کے مطمئنہ ہوجانے اور تزکیہ کے بعد ہی حقیقت ایمان اپنی صورت دکھلاتی ہے اور اس وقت ہی ایمان وجدانی کیفیت کے سانچے میں ڈھلتا ہے۔ اور اس قسم کا ایمان زوال کے خطرہ سے محفوظ ہوتا ہے۔ اور آیت:

Marfat.com

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ سن لو کہ جو اللہ کے ولی ہیں انہیں نہ کسی طرح کا خوف ہے اور نہ غم۔

انہیں کی شان پر صادق آتی ہے۔

اللہ سبحانہ ہمیں اس کامل اور حقیقی ایمان سے بحرمت نبی امی قرشی علیہ وعلی آلہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا مشرف ہوئے۔

مکتوب نمبر (۴۷)

یہ مکتوب بھی سیادت پناہ شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا۔

پہلے زمانے کی شکایت کے سلسلے میں جب کہ کفار نے غلبہ حاصل کر لیا تھا اور اہل اسلام خوار اور بے اعتبار ہو چکے تھے۔ اور اس بات کی ترغیب میں کہ ابتدائے حکومت میں ہی اگر دین کی ترویج واشاعت میسر آجائے تو بہتر ہے۔ تاکہ ایسا نہ ہو جائے کہ کوئی گمراہ اور گمراہ کنندہ درمیان میں آکر دے اور کارخانہ اہل اسلام کو درہم برہم کر دے۔ جیسا کہ اس سے قبل ہو چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے آبائے کرام کے طریقہ پر ثابت رکھے۔ ان آبائے کرام میں سب سے افضل سردار دو جہان پر پہلے اور باقی پر بعد میں صلوٰۃ وسلام اور تحیہ کا نزول وورود ہوتا رہے۔

"بادشاہ جہان کے لیے اس طرح ہے جس طرح دل بدن کے لیے۔ اگر دل ٹھیک ہے تو بدن ٹھیک ہے۔ اور اگر دل خراب ہے تو سارا بدن خرابی کا شکار ہوگا۔ بادشاہ کی درستی جہان کی درستی ہے، اور بادشاہ کا خراب ہونا ملک کو خرابی میں ڈال دیتا ہے۔

آپ جانتے ہوں گے کہ گزشتہ زمانے میں اہل اسلام کے سروں پر کیا کچھ گزر چکا ہے۔ ابتدائے اسلام کے وقت جبکہ مسلمان تعداد میں بہت تھوڑے تھے اس وقت بھی اہل اسلام کی کس مپرسی اس حد کو نہیں پہنچی تھی۔ کیونکہ مسلمان اپنے دین پر قائم تھے اور کفار اپنے طریقہ پر۔ آیت کریمہ:

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝ تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔

اسی معنی کو بیان کرتی ہے۔

اس سے قبل کفار علانیہ غلبہ اور زور کے ساتھ دار اسلام میں کفر کے احکام جاری کرتے رہے ہیں۔ اور مسلمان اسلامی احکام کے اظہار سے عاجز اور بے بس تھے۔ اگر مسلمان ایسا کرنے کی جرأت کرتے

تھے تو قتل کر دیئے جاتے۔

ہائے ہلاکت! ہائے مصیبت!! ہائے افسوس اور غم، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو رب العالمین کے محبوب ہیں ان کے ماننے والے تو ذلیل و خوار ہوں لیکن آپ کے منکروں کی عزت اور ان کا لحاظ ہو۔

مسلمان زخمی دلوں کے ساتھ اسلام کے ماتم میں تھے۔ اور معاند اور مخالف لوگ تمسخر اور استہزاء کے ذریعہ ان کے زخموں پر نمک پاشی کرتے تھے۔ ہدایت کا آفتاب گمراہی کے پردوں میں روپوش ہو چکا تھا، اور حق کا نور باطل کے حجابات میں ایک طرف الگ ہو کر رہ گیا تھا۔

آج جبکہ دولت و نعمت اسلام کے آگے رکاوٹوں کے زوال کی خوشخبری اور اسلامی بادشاہ کے بیٹھنے کی بشارت خاص و عام کے کانوں تک پہنچ چکی ہے، اہل اسلام اپنے اوپر لازم کریں کہ بادشاہ کے ممد و معاون بنیں۔ اور ترویج شریعت اور تقویت دولت اسلام کی طرف رہنمائی کریں۔ یہ امداد و تقویت خواہ زبان سے میسر آئے خواہ ہاتھ سے۔ نعمت اسلام کی سب سے اولیں مدد یہ ہے کہ مسائل شرعیہ کی وضاحت کی جائے۔ اور کتاب و سنت اور اجماع کے عقائد کلامی کا اظہار کیا جائے تاکہ کوئی بدعتی اور گمراہ درمیان میں پڑ کر راستہ نہ روک دے اور کام کو خرابی اور فساد میں نہ ڈال دے۔ اس قسم کی امداد علمائے حق کے ساتھ مخصوص ہے جن کا رجحان آخرت کی طرف ہے۔ دنیا پرست علماء جن کا مقصود کمینی دنیا ہے۔ ان کی صحبت زہر قاتل ہے اور ان کی بدی کا فساد دوسروں کو بھی لپیٹ میں لیے ہوئے ہے ؎

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند او خود گم است کرا رہبری کند

جو عالم اپنے مقصود کی پوجا اور تن پروری میں مصروف ہو وہ خود گم کردہ راہ ہے۔
دوسرے کی کیا راہبری کرے گا۔

زمانہ ماضی میں جو بلا و آفت بھی اسلام کے سر پر ٹوٹی وہ انہیں علماء سوء کی شومی کی بدولت تھی۔ بادشاہوں کو یہی علماء سوء راہ راست سے بھٹکاتے ہیں۔ بہتر فرقے جو گمراہی کی راہ اختیار کر چکے ہیں ان کے مقتداء یہی علماء سوء ہیں۔ علماء کے ماسوا گمراہوں کی گمراہی دوسروں تک کم ہی تجاوز کرتی ہے۔ ظاہری لحاظ سے ہر قسم کی مدد کی استطاعت رکھنے کے باوجود جو شخص خدمت اسلام میں کوتاہی کرے اور اس کوتاہی کے سبب کارخانہ اسلام میں فتور اور خلل واقع ہو تو ایسا شخص لائق عتاب ہے۔ اسی بنا پر یہ حقیر کم مایہ بھی چاہتا ہے کہ اپنے آپ کو اسلام کی معاونت کرنے والی جماعت میں ڈال دے

Marfat.com

اور حسبِ استطاعت اپنے ہاتھ پاؤں کو حرکت دے۔ اور مطابق:

مَنْ كَثَّرَ سَوَادَ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ جو شخص کسی جماعت کے زیادہ ہونے کا باعث بنتا ہے وہ انہیں میں شمار ہوتا ہے۔

احتمال ہے کہ اس بے استطاعت کو بھی اس عزت والی جماعت میں داخل کرلیں۔ اپنے آپ کو اس بڑھیا کی طرح تصور کرتا ہے جو سوت کی چند تاریں تیار کرکے لائی اور اپنے آپ کو حضرت یوسف علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خریداروں میں شامل کرلیا تھا۔

امید ہے کہ اس نزدیکی میں ان شاء اللہ العزیز شرفِ حضور سے مشرف ہوگا۔ آپ کی بزرگ جناب سے توقع ہے کہ جب آپ کو مکمل طور پر بادشاہ کا قرب اور اس کی استطاعت میسر ہے تو خلوت و جلوت میں شریعت محمدی علیہ و علی آلہ من الصلوات افضلہا و من التسلیمات اکملہا کی پوری کوشش کریں گے اور مسلمانوں کو ذلت و خواری سے باہر نکالیں گے۔

اس رقعہ نیاز کا حامل مولانا حامد کا سرکار اقبال آثار سے وظیفہ مقرر ہے۔ گزشتہ سال اس نے حاضر ہوکر حاصل کرلیا تھا۔ اس سال بھی امید لے کر آیا ہے۔ حقیقی اور مجازی دولت میسر اور نصیب ہو۔

مکتوب نمبر (۴۸)

یہ مکتوب بھی سیادت و بزرگی کے مالک شیخ فرید بخاری کی طرف صادر فرمایا۔ علمائے کرام اور دینی طلبہ کی عظمت نگاہ رکھنے کی ترغیب کے بیان میں جو شریعت کے حامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ سبحانہٗ آپ کو بحرمت سید انبیاء علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات دشمنوں پر غلبہ و نصرت عطا فرمائے۔

مرحمت نامہ گرامی جس سے فقراء کو نوازا تھا فقیر اس کے مطالعہ سے مشرف ہوا۔ آپ نے مولانا محمد قلیج مرحوم کے خط میں لکھا تھا کہ کچھ خرچ طالب علموں اور صوفیوں کے لیے روانہ کردیا گیا ہے۔ آپ نے جو دینی طلبہ کا ذکر خط میں صوفیوں سے پہلے کیا نظر ہمت میں بہت ہی اچھا لگا۔ مطابق الظاهر عنوان الباطن (ظاہر باطن کا عنوان ہے) امید ہے کہ آپ کے باطن شریف میں بھی اس بزرگ جماعت کی تقدیم

پیدا ہو چکی ہوگی۔

کل اناء یترشح بما فیہ۔ ہر برتن سے وہی کچھ نمودار ہوتا ہے جو اس میں موجود ہوتا ہے۔

ع از کوزہ ہماں تراود کہ در وست

کوزے سے وہی چیز ٹپکتی ہے جو اس میں ہوتی ہے۔

طالب علموں کو مقدم کرنے میں شریعت کی ترویج ہے۔ یہی لوگ شریعت کے حامل ہیں۔ ملت مصطفویہ علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات ان ہی سے قائم ہے۔ کل قیامت کو شریعت کے بارے میں سوال کریں گے، تصوف کے متعلق نہیں پوچھیں گے۔ جنت میں داخلہ اور دوزخ سے بچنا شریعت پر عمل کرنے سے ہوگا۔ انبیاء کرام صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہم جو افضل اور بہترین کائنات ہیں انہوں نے شریعت کی ہی لوگوں کو دعوت دی ہے۔ اور نجات بھی اس شریعت پر ہی موقوف ہے۔ اور ان اکابر انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی بعثت اور تشریف آوری سے مقصود بھی تبلیغ شرائع ہے۔ لہٰذا اعلیٰ ترین نیکی یہ ہے کہ شریعت کی ترویج میں سعی اور کوشش کی جائے۔ اور احکام شرع میں ایک حکم کو جاری اور زندہ کرنا خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ اسلامی شعائر مٹائے جا رہے ہوں، خدائے تعالیٰ عزوجل کے راہ میں کروڑہا روپیہ خیرات کر دینا بھی اس کے برابر نہیں جس طرح مسائل شرعیہ میں سے ایک مسئلے کو رواج دینا۔ کیونکہ اس فعل میں انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی اقتداء ہے جو تمام مخلوقات سے افضل واعلیٰ ہیں۔ اور یہ بات طے شدہ ہے کہ اعلیٰ درجہ کی نیکیاں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نصیب ہوتی ہیں۔ اور کروڑوں روپے خرچ کرنا تو غیر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی میسر آجاتا ہے۔ پھر شریعت مطہرہ کی پیروی میں نفس کی پوری مخالفت ہے۔ اور نفس کی سرشت شرع شریعت کی مخالفت پر ہے۔ اور مال خرچ کرنے میں بعض اوقات نفس موافق بھی ہوتا ہے۔ ہاں مال خرچ کرنا تائید و تقویت شرع اور ترویج ملت اسلام کی خاطر ہونا چاہیے۔ اور یہ بلند ترین درجہ ہے۔ اور ایک کوڑی اس نیت سے خرچ کرنا اس کے ماسوا میں لاکھوں روپے خرچ کرنے کے برابر ہے۔

یہاں کوئی شخص یہ سوال نہ کرے کہ غیر حق تعالیٰ میں گرفتار طالب علم اس صوفی سے کیسے بہتر ہو سکتا ہے جو غیر حق کی گرفتاری سے آزاد ہو چکا ہے۔ کیونکہ ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ سائل بات کی تہ تک نہیں پہنچا۔ طالب علم غیر حق میں گرفتاری کے باوجود مخلوقات کی نجات کا سبب اور ذریعہ ہے کیونکہ

Marfat.com

احکام شرع کی تبلیغ اسے میسر ہے۔ اگرچہ خود اس سے فائدہ نہیں اٹھارہا۔ اور صوفی اپنے آپ کو غیر حق سے آزاد کر لینے کے باوجود مخلوق کی نجات سے کوئی سروکار نہیں رکھتا۔ وہ شخص جو ہیت سے لوگوں کی نجات اور خلاصی کا سبب ہو اس کا اس شخص سے بہتر اور افضل ہونا بالکل واضح ہے، جو صرف اپنی نجات کے سامان میں ہی مصروف ہو۔

ہاں وہ صوفی جس کو فنا اور بقا اور سیر عن اللہ اور سیر باللہ کے بعد عالم کی طرف لایا گیا ہو اور مخلوق کو راہِ راست کی طرف لانے کا فریضہ اسے تفویض کیا گیا ہو وہ مقام نبوت سے حصہ پا چکا ہے۔ ایسا صوفی مبلغین شریعت میں داخل ہے اور علماء شریعت کا ہی حکم رکھتا ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ — یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

مکتوب نمبر (۴۹)

یہ مکتوب بھی سیادت پناہ شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا۔

ان دو نعمتوں کو جمع کرنے میں کہ ظاہر کو احکام شرع سے آراستہ کیا جائے۔ اور باطن کو حق سبحانہٗ کے ماسوا سے آزاد کیا جائے۔

حق سبحانہٗ و تعالیٰ دولت ظاہری اور سعادت معنوی سے سرفراز فرمائے۔

ظاہری دولت در حقیقت یہ ہے کہ انسان کا ظاہر احکام شرعیہ مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ سے آراستہ ہو۔ اور معنوی سعادت یہ ہے کہ بندے کا باطن حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے ماسوا کی گرفتاری سے نجات یافتہ ہو۔ دیکھیے کس صاحب نصیب کو ان دونوں نعمتوں سے سرفراز کرتے ہیں۔ ع

کار این ست وغیر ایں ہمہ ہیچ

اصل کام یہی ہے۔ اس کے سوا سب کچھ ہیچ ہے۔

زیادہ گفتگو دردسری ہے۔ والسلام۔

Marfat.com

مکتوب نمبر (۵۰)

یہ مکتوب بھی سیادت پناہ شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا۔
دنیا کمینی کی مذمت کے بیان میں۔

حق سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے ماسویٰ کی گرفتاری سے آزادی عطا کرے اور مکمل طور پر اپنی ذات کا گرفتار بنائے، اس سید البشر نبی کی حرمت سے جو بجز حق کی طرف نظر اُٹھانے کی کجی سے آزاد تھے، علیہ و علیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات۔

دنیا بظاہر شیریں ہے اور صورت میں ترو تازہ دکھائی دیتی ہے لیکن حقیقت میں زہر قاتل اور بے کار سامان ہے اور اس میں گرفتاری بے فائدہ بات ہے۔ دنیا کی نظر میں مقبول در حقیقت خوار اور اس پر فریفتہ ہونے والا دیوانہ ہے۔ یہ سونا چڑھائی ہوئی نجاست کی طرح اور شکر ملے ہوئے زہر کی مانند ہے۔ عقلمند وہ ہے جو اس بے رونق سامان پر فریفتہ نہ ہو اور اس خراب سامان میں گرفتار نہ ہو۔ علماء فرماتے ہیں کہ اگر ایک شخص وصیت کر گیا کہ میرا مال صاحب عقل کو دینا، تو اس وقت کے زاہد کو دینا چاہیے جو دنیا سے بے رغبت ہے۔ اس کی یہ بے رغبتی اس کی کمال زیرکی کے باعث ہے۔ اس سے زیادہ فضول گوئی میں داخل ہے۔

دوسری تکلیف یہ دی جاتی ہے کہ فضائل مآب شیخ زکریا اس عمر اور اس سال میں ملازمت تحصیلداری میں گرفتار ہے۔ اس گرفتاری کے باوجود ہر وقت دنیوی محاسبے کو بہ نسبت اُخروی محاسبے کے بہت آسان جانتا ہے اور اُخروی محاسبے سے ہر وقت ہراساں رہتا ہے۔ اس عالم اسباب میں وسیلہ عظمیٰ آپ کی توجہ شریف کو ہی جانتا ہے اور اس بات کا امیدوار ہے کہ نئے کاغذات میں بھی اس کا نام درج کر لیا جائے گا۔ کیونکہ شیخ مذکور آپ کی درگاہ عالی کے خادموں میں سے ہے۔ ؎

تو مرا دل دہ و دلیری بیں   روبۂ خویش خوان و شیری بیں

آپ مجھے دل عطا کریں پھر دلیری دیکھیں۔ مجھے اپنی لومڑی کہہ کر پکاریں اور پھر میری شیری دیکھیں بحرمت نبی امی اور بحرمت آپ کی آل بزرگ کے علیہ و علیہم من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا آپ کو ظاہری و باطنی دولت و نعمت حاصل ہو۔

Marfat.com

مکتوب نمبر (۵۱)

یہ مکتوب بھی سیادت پناہ شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا۔

روشن شریعت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی ترویج و اشاعت کی ترغیب کے بیان میں

حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے درخواست ہے کہ خلاصہ بزرگان عظام کے وجود مبارک کے وسیلہ سے روشن شریعت کے ارکان اور پرنور ملت اسلام کے احکام قوت پکڑیں اور رواج پذیر ہوں۔ ع

کار این ست وغیر ایں ہمہ ہیچ

اصل کام یہی ہے۔ اس کے سوا سب کچھ ہیچ ہے۔

آج غرباء اہل اسلام کو اس طرح کے گرداب ضلالت میں نجات کی امید بھی اہل بیت خیر البشر علیہ وعلیٰ آلہ من الصلوات انمہا ومن التحیات والتسلیمات اکملہا کے سفینہ سے ہی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مَثَلُ اَهْلِ بَيْتِيْ كَمَثَلِ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ۔[1]

میرے اہل بیت کا حال کشتی نوح کی طرح ہے۔ جو شخص اس میں آگیا نجات پاگیا اور جو پیچھے ہٹ گیا ہلاک ہوگیا۔

اپنی بلند ہمت کو مکمل طور پر اس بات پر لگا دیں کہ اس سعادت عظمیٰ کو حاصل کرلیں۔ اللہ سبحانہٗ کی عنایت و مہربانی سے جاہ و جلال عظمت و شوکت سب کچھ آپ کو حاصل ہے۔ ذاتی شرافت کے ساتھ ترویج شریعت کی سعادت بھی اگر مل جائے تو سبقت کا گیند سعادت کی چوگان کے ساتھ آپ سب سے آگے لے جاسکتے ہیں۔ یہ حقیر تائید و ترویج شریعت حقہ کی خاطر اس طرح کی باتیں ظاہر کرنے کے ارادے سے آپ کی خدمت شریف کی طرف متوجہ ہوا ہے۔

رمضان شریف کا چاند دہلی میں دیکھا۔ حضرت والدہ بزرگوار کی مرضی یوں محسوس کی کہ میں رک جاؤں۔ اس ضرورت کے تحت پورا قرآن مجید سن لینے تک رک جانے کا پروگرام بنانا پڑا۔ ہر کام اللہ سبحانہٗ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ آپ کو سعادت دارین نصیب ہو۔

---

[1] مشکوٰۃ، بروایت ابوذر غفاری۔ ومسند احمد و بزار، بروایت ابن عباس و ابن الزبیر۔ اور حاکم از ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

Marfat.com

مکتوب نمبر (۵۲)

یہ مکتوب بھی سیادت پناہ شیخ فرید کی طرف صادر ہوا۔

نفس امارہ کی مذمت اور اس کی مرض ذاتی اور اس مرض کے ازالے کے علاج کے بیان میں

آپ کا رحمت نامہ گرامی جس سے از روئے شفقت و مہربانی آپ نے اس مخلص دعا گو کو ممتاز و مشرف فرمایا تھا، بندہ اس کے مضمون کے مطالعہ سے مشرف ہوا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ آپ کے اجر و ثواب کو عظیم کرے۔ آپ کی قدر و منزلت بلند کرے، آپ کو شرح صدر نصیب فرمائے، اور آپ کے کام آسان کرے آپ کے جد امجد کی حرمت سے علیہ و علیٰ آلہ من الصلوات افضلہا و من التسلیمات اکملہا۔ اللہ ہم سب کو ظاہراً باطناً ان کی متابعت پر ثابت و قائم رکھے۔ اور اس دعا پر آمین کہنے والے پر رحم فرمائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ بُرے دوست اور بدخو ہمنشین (نفس) کی شکایت کے طور پر چند فقرے لکھ روانہ کیے جا رہے ہیں۔ امید ہے کہ قبول کر لینے والے کانوں سے ان کو سنیں گے۔

مخدوما مکرما! انسان کا نفس امارہ جاہ اور سرداری کی محبت پر پیدا کیا گیا ہے اس کا ارادہ ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ اپنے اقران اور ہمعصر لوگوں پر بلندی اور فوقیت حاصل کرے۔ اور اس کی ذات کا تقاضا یہ ہے کہ ساری مخلوق اس کی محتاج ہو، اور اس کے احکام کی اطاعت اور پیروی کرے، اور وہ خود کسی کا محتاج نہ ہو، اور نہ اس پر کوئی حکم چلائے۔ یہ دراصل اس کی طرف سے دعویٰ خدائی ہے، اور وحدہٗ لاشریک ذات جل سلطانہٗ کے ساتھ دعویٰ ہمسری ہے۔ بلکہ یہ بے سعادت نفس شرکت پر بھی راضی نہیں۔ یہ چاہتا ہے کہ صرف وہی حاکم ہو اور باقی سب اس کے محکوم و تابع ہوں۔ حدیث قدسی[1] میں آ چکا ہے:

عَادِ نَفْسَكَ فَإِنَّهَا انْتَصَبَتْ بِمُعَادَاتِيْ — اپنے نفس سے عداوت رکھ، کیونکہ یہ میری دشمنی پر کمربستہ ہے۔

تو اپنے نفس کی پرورش کرنا، اس کی مرادیں حاصل کرنا، مرتبہ، سرداری، بڑائی اور تکبر وغیرہ فراہم کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کے دشمن کی امداد کرنا اور اس کو تقویت پہنچانا ہے۔ اس کی قباحت اور برائی اچھی طرح محسوس کرنی چاہیے۔ حدیث قدسی میں وارد ہے:

اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ وَالْعَظَمَةُ اِزَارِيْ — بڑائی میری چادر ہے، اور عظمت اور بلند قدری

---

[1] یہ الفاظ دراصل حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات قدسیہ میں سے ہیں۔

Marfat.com

فَمَنْ نَازَعَنِیْ فِیْ شَیْءٍ مِّنْهُمَا اَدْخَلْتُهٗ فِی النَّارِ وَلَا اُبَالِیْ۔[1] میری شلوار ہے۔ تو جو شخص ان دونوں میں سے کسی کے بارے میں بھی مجھ سے جھگڑے گا (لینے کی کوشش کرے گا) میں اسے آگ میں داخل کروں گا اور مجھے کچھ پرواہ نہیں

کمینی اور خسیس دنیا حق سبحانہٗ کے نزدیک اس بنا پر ملعون اور مبغوض ہے کہ دنیا کا حصول نفس کی مرادیں حاصل ہوتے ہیں اس کا ممد و معاون ہے۔ تو جو دشمن خدا کی مدد کرے وہ ضرور لعنت کا سزاوار ہے اور فقر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فخر ہے۔ کیونکہ فقر میں نفس کے لیے نامرادی ہے اور یہ اسے عاجز و بےبس کرتا ہے۔

انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کو بھیجنے سے مقصود اور احکام شرعیہ کا مکلف بنانے میں حکمت اس نفس امارہ کو عاجز اور خراب کرنا ہے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شریعتیں نفسانی خواہشات کو دور اور زائل کرنے کے لیے وارد ہوئی ہیں۔ جس قدر شریعت کے تقاضوں کے مطابق عمل ہوگا اسی قدر نفسانی خواہشات زوال پذیر ہوں گی۔ لہٰذا احکام شرعیہ میں سے ایک حکم کو بجا لانا خواہش نفسانی کو زائل کرنے میں ان ہزار سالہ ریاضتوں اور مجاہدوں سے بہتر ہے جو اپنے طور پر کیے جائیں۔ بلکہ یہ ریاضتیں اور مجاہدے جو روشن شرع کے مطابق واقع نہیں ہوئے نفسانی خواہشات کے موید بنتے ہیں اور ان کو تقویت پہنچاتے ہیں۔ برہمنوں اور جوگیوں نے بھی ریاضتوں اور مجاہدوں میں کمی اور کوتاہی نہیں کی لیکن یہ سب کچھ ان کے لیے کچھ بھی سودمند ثابت نہ ہوا۔ اور انہیں ان سے نفس کی تقویت و تربیت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔

مثال کے طور پر ایک دام ادائے زکوٰۃ کے طور پر جس کا شریعت نے حکم دیا ہے نفس کی خواہشات کی ویرانی میں بے حکم شرع ہزار دینار صرف کرنے سے زیادہ فائدہ مند ہے۔ اور شریعت کے حکم کے مطابق عید الفطر کے دن کھانا کھانا خواہش نفس کو زائل کرنے میں اپنے طور پر کئی سال روزے رکھنے سے زیادہ نفع دیتا ہے۔ اور فجر کی دو رکعت فرض نماز با جماعت ادا کرنا جو سنت ہے، اس سے کئی مراتب بہتر ہے کہ انسان ساری رات نفل پڑھنے میں گزارے اور فجر کی نماز جماعت سے ادا نہ کرے۔

مختصر یہ کہ جب تک نفس کا تزکیہ نہ ہو وہ اپنے آپ کو بزرگ جاننے کے مالیخولیا کی خباثت سے نکل نہیں سکتا۔ اور ایسی صورت میں نجات ناممکن ہے۔ اس مرض کے ازالے کی فکر بہت ضروری

---

[1] مشکوٰۃ شریف بحوالہ مسلم۔

Marfat.com

ہے: تاکہ ایسا نہ ہو جائے کہ یہ مرض موت ابدی (آخرت میں نجات سے محرومی) کی نیند سلادے
کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سو اندرونی اور بیرونی خداؤں کی نفی اور انہیں مٹانے کے لیے وضع
کیا گیا ہے، نفس کے تزکیے اور اس کی تطہیر کے لیے بہت ہی نافع اور مناسب ہے۔ اکابر طریقت
قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم نے تزکیہ نفس کے لیے اسی کلمہ طیبہ کو اختیار فرمایا ہے ؎

تا بجاروب لَا نروبی راہ ۔۔۔ نرسی در سرائے اِلَّا اللّٰہ

یعنی جب تک تم لا کے جھاڑو سے راستہ صاف نہیں کروگے اِلَّا اللّٰہ کی سرا میں قدم نہیں رکھ سکتے۔
چونکہ نفس سرکشی کے مقام میں رہتا ہے اور عہد توڑنے میں چست ہے اس لیے اس کلمہ طیبہ کی
بار بار تکرار سے ایمان کی تجدید کرتے رہنا چاہیے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:
جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ بِقَوْلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ ۔۔۔ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سے اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہو۔[1]
بلکہ ہر وقت اس کلمہ طیبہ کا تکرار رہنا چاہیے۔ کیونکہ نفس امارہ ہر وقت خباثت کرنے پر تلا رہتا
حدیث شریف[2] میں اس کلمہ مبارکہ کے فضائل میں وارد ہوا ہے کہ اگر تمام آسمانوں اور تمام زمین
کو ایک پلہ میں رکھیں اور اس کلمہ کو دوسرے پلہ میں تو اس کا پلہ دوسرے پلہ پر غالب رہے گا۔
سلامتی کا نزول ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ علیٰ آلہ الصلوٰت
والتسلیمات کی متابعت کو اپنا شعار بنائے اور اپنے اوپر لازم جانے۔

مکتوب نمبر (۵۳)

یہ مکتوب بھی سیادت انتساب شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا۔
اس بیان میں کہ علمائے سوء کا اختلاف جہان کی بربادی کا باعث ہے۔ اور اس کے مناسب
امور کے بیان میں۔
اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے آباء کرام کے راستہ پر قائم اور ثابت رکھے۔

---

[1] احمد و طبرانی بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔
[2] یہ حدیث ابن حبان اور نسائی میں بروایت حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مسند
میں بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما موجود ہے۔

Marfat.com

یہ بات سننے میں آئی ہے کہ بادشاہِ اسلام نے دیندارانہ فطرت کی خوبی کے باعث جو ان میں پائی جاتی ہے آپ کو حکم دیا ہے کہ چار دیندار علماء مہیا کریں، جو ہر وقت دربارِ شاہی میں حاضر رہیں، اور احکام شرعی بیان کرتے رہیں، تاکہ کوئی امر خلاف شرع واقع نہ ہو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحَانَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ۔ مسلمانوں کے لیے اس سے بہتر کیا خوشخبری ہو سکتی ہے، اور ماتم زدوں کو اس سے اچھی کیا بشارت ہو سکتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ حقیر اسی غرض کے لیے آپ کی خدمتِ عالی کی طرف متوجہ ہے، جیسا کہ اس کا متعدد بار اظہار کر چکا ہے۔ ضرورت کے مطابق اس بارے میں بھی کچھ کہنے اور لکھنے میں اپنے آپ کو کوتاہی میں نہیں ڈالے گا۔ امید ہے کہ بوجھ محسوس نہیں کریں گے۔

غرض مند دیوانہ ہوتا ہے، چنانچہ عرض کرتا ہے کہ دیندار علماء بلاشبہ بہت کم ہیں جن کے دلوں سے رتبہ اور سرداری کی محبت نکل چکی ہو، اور جن کا مطلب و مدعا اس کے سوا کچھ نہ ہو کہ شریعت کی ترویج اور ملت اسلام کی تائید و تقویت ہو۔ طلب جاہ کی صورت میں ان علماء میں سے ہر ایک الگ الگ پہلو اختیار کرے گا اور اپنی فضیلت اور بزرگی کا اظہار کرے گا۔ اور اختلافی باتیں درمیان میں لائے گا، اور اس روش کو بادشاہ کی نزدیکی کا ذریعہ بنائے گا۔ اس صورت میں تبلیغ دین کی مہم ابتری اور خرابی کا شکار ہو گی۔ گزشتہ زمانے میں بھی علماء کے اختلافات عالم اسلام کو بلا اور فتنے میں مبتلا کر چکے ہیں۔ ایسی ہی حالت اب بھی درپیش آسکتی ہے۔ اس طرح دین کی ترویج کیا ہو گی، اُلٹی دین کی تخریب ہو گی۔ اللہ سبحانہٗ کی اس سے پناہ، اور علماء سُو کے فتنے سے بھی خدا کی پناہ۔ اس غرض کے لیے اگر ایک عالم کو منتخب کریں تو بہتر ہو گا۔ اگر علمائے آخرت میں سے کوئی میسر آجائے تو یہ کتنی بڑی سعادت ہو گی کیونکہ ایسے عالم کی صحبت کبریتِ احمر ہے۔ اور اگر ایسا نیک پرہیزگار عالم نہ مل سکے تو صحیح سوچ بچار کے بعد اسی جنس میں سے سب سے بہتر کا انتخاب کر لیں۔ اگر ایک چیز مکمل طور پر میسر نہ آسکے تو اسے بالکل ہی ترک نہیں چھوڑ دینا چاہیے۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا لکھوں۔ جس طرح لوگوں کی نجات علماء کے وجود سے وابستہ ہے، لوگوں کی بربادی کا باعث بھی یہی علماء ہی ہیں۔ بہترین مخلوق بھی علماء ہی ہیں اور بدترین مخلوق بھی علماء ہی ہیں۔ لوگوں کی ہدایت اور ان کی گمراہی انہیں سے وابستہ ہے۔

کسی بزرگ نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ فارغ اور بے کار بیٹھا ہے۔ اس کا راز دریافت کیا، تو ابلیس نے بتایا کہ اس وقت کے علماء ہمارے کام کو انجام دے رہے ہیں اور بہکانے اور گمراہ کرنے کے لیے کافی ہیں۔ مجھے تگ و دو کرنے کی ضرورت نہیں) ہے

Marfat.com

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند
او خویشتن گم است کرا رہبری کند

جو عالم غرض پرستی اور تن پروری کرے، وہ خود ہی گم کردہ راہ ہے، دوسرے کی رہبری کیا کرے گا؟

غرض یہ ہے کہ اس معاملہ میں فکر صحیح اور سچے غور کو ملحوظ رکھ کر اقدام کریں۔ جب بات ہاتھ سے نکل جاتی ہے تو پھر اس کا کچھ علاج نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ آپ جیسے دانا اور زیرک لوگوں کے سامنے ایسی باتوں کے اظہار میں شرم بھی آتی ہے لیکن اس مقصد کو اپنی سعادت کا ذریعہ اور موجب خیال کرتے ہوئے آپ کو تکلیف دینے کا باعث بنا ہے۔

مکتوب نمبر (۵۴)

یہ مکتوب بھی سیادت و بزرگی کے مالک شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا

اس بیان میں کہ بدعتی کی صحبت سے بچنا لازم و ضروری ہے۔ بدعتی کی صحبت کا نقصان کافر کی صحبت کے نقصان سے بھی زیادہ ہے۔ اور بدعتی فرقوں میں سب سے بدترین فرقہ شیعہ شنیعہ ہے۔ اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

اللہ تعالیٰ تمہیں اجر عظیم عطا کرے۔ تمہاری قدر اور منزلت بلند کرے اور تمہارے کام آسان کرے، بحرمت سید بشر، جو نظر کی کجی سے پاک و منزہ تھے۔ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ مِنَ الصَّلَوٰاتِ اَفْضَلُھَا وَمِنَ التَّسْلِیْمَاتِ اَکْمَلُھَا۔

مَنْ لَّا یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللہَ۔[1] جو شخص لوگوں کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ خدا تعالیٰ کا شکر بھی نہیں کرتا۔

تو ہم فقیروں پر آپ کے احسانات کا شکر لازم ہے۔ اول اول ہمارے خواجہ (حضرت پیر دستگیر خواجہ محمد الباقی قدس سرہٗ) کی ظاہر دل جمعی کا سبب آپ ہی بنتے تھے۔ آپ کے طفیل اس جمعیت میں ہم لوگ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی طلب میں مصروف رہے اور اس کا وافر حصہ ہم لوگوں نے حاصل کر لیا۔

[1] ترمذی شریف، ابواب البر والصلۃ بروایت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ حدیث درجہ حسن میں ہے۔

Marfat.com

پھر دوبارہ مطابق کَبُرَتْ بِمَوْتِ الْکُبَرَاءِ (بڑوں کے فوت ہو جانے کے باعث مجھے بڑا بنا دیا گیا) جب نوبت اس طبقہ تک آپہنچی تو فقراء کے جمع ہونے کا ذریعہ اور طالبانِ حق کے انتظام کا باعث بھی آپ ہی ہیں۔ جزاکم اللہ سبحانہٗ عنا خیر الجزاء ؎

گر بر تن من زباں شود ہر موی   یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

اگر میرے جسم کا ہر بال زبان بن جائے، تو میں ہزار میں سے آپ کا ایک شکر بھی ادا نہیں کر سکتا۔

میری یہ آرزو ہے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ آپ کو دنیا و آخرت میں آپ کے جد مکرم سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہم من الصلوات والتسلیمات کے طفیل ہر نامناسب بات سے محفوظ رکھے۔

یہ فقیر آپ کی صحبت گرامی سے دور پڑا ہوا ہے۔ مجھے علم نہیں کہ آپ کی مجلس شریف میں کس قسم کے لوگ آتے جاتے ہیں۔ اور خلوت وجلوت میں آپ کے مونس کیسے لوگ ہیں ؎

خوابم بشد از دیدہ دریں فکر جگر سوز
کا غوش کہ شد منزل و آسائش تو خواب

جگر کو جلا دینے والے اس فکر سے میری آنکھوں سے نیند اُڑ گئی ہے۔ کہ کس شخص کی آغوش آپ کی منزل اور آپ کی نیند کی آرام گاہ بنی ہوئی ہے۔

اس بات پر یقین رکھیں کہ بدعتی کی صحبت کی خرابی کافر کی صحبت کی خرابی اور نقصان سے زیادہ ہے۔ اور تمام بدعتی فرقوں میں سے بدترین وہ گروہ ہے جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بغض و عناد رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں خود اس گروہ کو کفار کے نام سے یاد کرتا ہے:

لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ۔   اللہ تعالیٰ غصے میں مبتلا کرتا ہے صحابہ کرام کو دیکھنے سے کفار کو۔

قرآن مجید اور شریعت مطہرہ کی تبلیغ و اشاعت صحابہ کرام نے کی ہے۔ اس مبارک گروہ پر طعن و اعتراض لازم آتا ہے۔ قرآن حکیم کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع کیا ہے۔ اگر حضرت عثمان مطعون و قابلِ اعتراض ٹھیریں تو قرآن کو بھی غلط کہنا پڑے گا۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں زندیق و بے دین لوگوں کے عقائد سے پناہ میں رکھے)۔

وہ اختلافات اور جھگڑے جو صحابہ کرام علیہم الرضوان میں واقع ہوئے، خواہش نفسانی کے باعث ہرگز نہیں تھے۔ یہ حضرات خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت پاک میں تزکیہ کے مقام میں پہنچ چکے

تھے اور امارگی سے انہیں آزادی مل گئی تھی۔

میں اس قدر جانتا ہوں کہ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ اس باب میں حق پر تھے اور ان کے مخالف خطا پر تھے۔ لیکن ان کی یہ خطا خطاء اجتہادی ہے، جو حد فسق تک نہیں پہنچاتی۔ بلکہ اس طرح کی خطا میں ملامت کی بھی گنجائش نہیں۔ کیونکہ خطا اجتہادی میں مخطی کے لیے بھی ایک درجہ ثواب ہے۔ اور یزید بد قسمت صحابہ کرام میں سے نہیں۔ اس کی بدبختی میں کسے کلام ہو سکتا ہے۔ اس بدبخت نے جو کام کیا وہ کوئی کافر فرنگ بھی نہیں کر سکتا۔

بعض علمائے اہل سنت نے اس پر لعنت کرنے میں جو توقف کیا ہے، اس پر راضی ہونے کی بنا پر نہیں کیا بلکہ رجوع اور توبہ کے احتمال کی رعایت کے باعث کیا ہے۔

آپ کی مجلس شریف میں قطب زمان بندگی مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ کی معتبر کتابوں میں سے ہر روز کچھ نہ کچھ حصہ پڑھا جانا چاہیے تاکہ یہ معلوم ہو کہ انہوں نے صحابہ پیغمبر علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی کس طرح صفت وثنا کی ہے اور کیسے ادب سے ان کو یاد کیا ہے تاکہ مخالف لوگ شرمندہ اور ذلیل ہوں۔

آج کل اس بدخواہ گروہ نے بہت غلو کرنا شروع کر رکھا ہے اور ملک کے اطراف و جوانب میں پھیل چکے ہیں۔ اسی بنا پر اس بارے میں چند کلمات لکھے گئے ہیں، تاکہ آپ کی صحبت اور مجلس شریف میں اس طرح کے بدخواہوں کو جگہ نہ مل سکے۔ ثبتکم اللہ تعالیٰ علی الطریقۃ المرضیۃ اللہ تعالیٰ آپ کو پسندیدہ طریقہ پر قائم رکھے۔

مکتوب نمبر (۵۵)

اظہار محبت میں سیادت پناہ شیخ عبدالوہاب بخاری کی طرف صادر فرمایا

کچھ عرصہ سے، پہلے ربط و تعلق کے علاوہ دل کو آپ سے مزید محبت پیدا ہو چکی ہے۔ اس بنا پر فقیر آپ کے لیے غائبانہ دعا میں مشغول و مصروف ہے۔ اور جب کہ سرور کائنات، مفخر موجودات علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات نے فرمایا ہے:

مَنْ[1] اَحَبَّ اَخَاہُ فَلْیُعْلِمْ اِیَّاہُ۔ (جو مسلمان بھائی سے دوستی رکھتا ہو تو چاہیے کہ اسے اس سے واقف کر دے)

[1] مسند احمد، بخاری ادب مفرد، ترمذی، ابن حبان و حاکم۔

آپ سے اپنی محبت کا اظہار کرنا مناسب اور بہتر خیال کیا۔ اور اس محبت کے سبب جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اقرباء (سادات کرام) سے پیدا ہو چکی ہے' امیدواری کا رشتہ پورے طور پر ہاتھ میں لا چکا ہے۔ حق سبحانہ' وتعالیٰ ان (سادات کرام) کی محبت پر استقامت نصیب فرمائے' بحرمتہ سید البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام۔

مکتوب نمبر (۵۶)

ایک سید صاحب کی سفارش کے سلسلے میں یہ مکتوب بھی شیخ عبدالوہاب بخاری کی طرف صادر فرمایا۔

سادات کرام کی ذوات جو کثیر البرکات ہیں' سرور دین و دنیا سے جزئیت (نسبی تعلق) کی بنا پر اس سے بلند تر ہیں کہ یہ فقیر زبان قاصر کے ساتھ ان کی فضیلت اور صفت وثنا کرے۔ صرف اپنی سعادت کا ذریعہ جانتے ہوئے اس باب میں جرأت کرتا ہے۔ بلکہ اس وسیلہ سے اپنی ستائش کرتا ہے۔ اور ان کے ساتھ دوستی کا اظہار کرتا ہے جس کا مامور ہے۔

اے اللہ' ہمیں بطفیل حضور سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام سادات کرام کے ساتھ محبت کرنے والوں میں سے کر۔

اس عریضۂ نیاز کا حامل میر سید احمد سادات سامانہ[1] میں سے ہے۔ اور طالب علم اور نیک آدمی ہے۔ اسباب معاش کی تنگی کا شکار ہے۔ اسی بنا پر اس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا ہے۔ اگر سرکار عالی میں گنجائش ہو تو شخص مذکور اس کا اہل ہے۔ اور اگر آپ کے گنجائش نہ ہو تو اپنے مخلصین میں سے کسی کو سفارش کریں تاکہ یہ شخص تنگی معاش کے اسباب سے بے فکر ہو جائے۔ جبکہ یقین تھا کہ خود آنجناب فقراء اور محتاج لوگوں کی طرف پوری توجہ رکھتے ہیں۔ خاصکر سادات عظام کی امداد کی طرف زیادہ توجہ فرماتے ہیں تو یہ چند کلمے لکھنے کی جرأت کی۔ روانگی کے وقت یہ شخص اگرچہ رخصت کی سعادت سے سعادتمند نہیں ہوا' تاہم مخلصین کے گروہ میں شامل ہے۔ حق سبحانہ' وتعالیٰ سادات کرام کی محبت (اور اخلاص پر استقامت عطا فرمائے۔ زیادہ گستاخی کی جرأت نہیں کرتا۔

---

[1] سامانہ ہندوستان میں سرہند شریف کے قریب ایک شہر ہے۔

Marfat.com

مکتوب نمبر (۵۷)

نصیحت کے متعلق شیخ محمد یوسف کی طرف صادر فرمایا۔

حق سبحانہٗ وتعالیٰ بطفیل حضور سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہم من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا آپ کو آپ کے آباء کرام کے طریقۂ مستقیمہ پر استقامت عطا فرمائے۔

آپ کے خاندان میں بزرگی موروثی شے ہے۔ ایسے طریقہ پر زندگی گذاریں کہ یہ وراثت میں آجائے۔ ظاہر کو ظاہر شریعت کے ساتھ اور باطن کو باطن شریعت کے ساتھ جو حقیقت سے عبارت ہے آراستہ اور مزین رکھیں۔ کیونکہ حقیقت وطریقت حقیقتِ شریعت اور اس حقیقت کے راستے سے عبارت ہیں۔ یہ بات نہیں کہ شریعت اور چیز ہے اور طریقت وحقیقت امر دیگر ہے۔ کیونکہ یہ تو الحاد اور زندقہ ہے۔ آپ کے متعلق فقیر کا گمان بہت نیک ہے۔ بعض واقعات کو بھی اس معنیٰ کا گواہ پاتا ہے۔ اور اس ماجرے کا کچھ قدر سے بیان آپ کے والد بزرگوار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے بھی کیا تھا۔

دوسری ضروری بات یہ ہے کہ شیخ عبدالغنی درستی سے آراستہ اور نیک فطرت ہے۔ اگر آپ کی بلند خدمت میں کسی کام کے سلسلے میں رجوع کرے تو ضرور اس کی طرف التفات اور توجہ فرمائیں۔ والسلام والاکرام۔

مکتوب نمبر (۵۸)

سیادت مآب سیّد محمود کی طرف صادر فرمایا:

اس بیان میں کہ جس راہ کے طے کرنے کے ہم درپے ہیں وہ سارے کا سارا سات قدم ہے۔

اور اس امر کے بیان میں کہ دوسرے سلاسل کے مشائخ کے بخلاف مشائخ نقشبندیہ نے سیر کی ابتداء عالم امر سے کی ہے۔ اور اس بیان میں کہ ان بزرگوں کا طریقہ صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔ اور جو اس کے مناسب باتیں ہیں۔

Marfat.com

التفات نامہ گرامی وارد ہوا چونکہ اس سے بلند گروہ (نقشبندیہ) کی باتیں سننے کا شوق معلوم ہوتا تھا، اس بنا پر سوال کا جواب دینے اور مطلوب و مدعا کی طرف رغبت دلانے کے لیے ناچار چند باتیں تحریر میں لائی ہیں۔

مخدوم گرامی! جس راستے کو ہم طے کرنے کے درپے ہیں وہ سارا سات قدم ہے۔ جس طرح انسان کے سات لطیفے ہیں۔ دو قدم تو عالم خلق میں ہیں جو قالب (بدن) اور نفس سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور پانچ قدم عالم امر میں ہیں جو قلب، روح، سر، خفی اور اخفی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان سات قدموں میں سے ہر قدم میں دس ہزار حجابات اٹھاتے ہیں۔ یہ حجابات نورانی ہوں یا ظلمانی (سیاہ):

ان للہ سبعین الف حجاب من نور و ظلمۃ۔ — بیشک اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ستر ہزار پردے ہیں نور اور ظلمت کے۔

اول قدم میں جو عالم امر میں رکھتے ہیں تجلی افعال ظاہر ہوتی ہے۔ دوسرے قدم میں تجلی صفات، تیسرے قدم میں تجلیات ذاتیہ کا آغاز ہو جاتا ہے۔ پھر تجلیات کے فرق کے مطابق آگے ترقی کرتا چلا جاتا ہے، جیسا کہ اہل معرفت سے پوشیدہ نہیں۔ اور ان سات قدموں میں سے ہر قدم میں بندہ اپنے سے دور اور حق سبحانہ کے نزدیک ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ان قدموں کے مکمل ہونے کے ساتھ قرب الٰہی بھی مکمل ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ فنا اور بقا سے مشرف کر دیے جاتے ہیں اور ولایت خاصہ کے درجے تک پہنچا دیے جاتے ہیں۔

طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ نے اس سیر کی ابتداء عالم امر سے اختیار کی ہے اور عالم خلق کو بھی اس سیر کے ضمن میں طے کر لیتے ہیں۔ بخلاف دوسرے سلسلوں کے مشائخ قدس سرہم کے۔ لہٰذا طریقہ نقشبندیہ وصول کے لیے دوسرے سب طریقوں سے زیادہ قریب ہے۔ تو ضروری طور پر دوسروں کی انتہا ان کی ابتدا میں درج ہے۔ ع

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

میرے گلستاں سے میری بہار کا اندازہ کر لو۔

ان بزرگوں کا طریقہ بعینہ صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ کیونکہ ان بزرگوں (صحابہ کرام) کو حضور خیر البشر علیہ و علیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات کی پہلی صحبت میں ہی

لے مشکوٰۃ شریف۔

Marfat.com

بطریق اندراج نہایت در ہدایت وہ کچھ میسر آگیا جو کامل اولیاء امت کو نہایت پر پہنچ کر بھی بہت کم ہی میسر آتا ہے۔ لہٰذا وحشی[1] علیہ الرحمۃ قاتل سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صرف ایک بار صحبت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پہنچا، حضرت اویس[2] قرنی سے جو خیر التابعین ہیں، افضل قرار پایا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک[3] رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا حضرت معاویہ افضل ہیں، یا حضرت عمر[4] بن عبدالعزیز؟ تو آپ نے جواب دیا "وہ غبار جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ حضرت معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا وہ کئی درجے عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے۔ تو سوچنا چاہیے کہ جس گروہ کی ابتداء میں دوسروں کی نہایت درج ہے، ان کی نہایت کیسی ہوگی، اور دوسروں کے علم میں ان کی نہایت کیسے آسکتی ہے؟

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ۔ — اللہ کے لشکروں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا

ے قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن قصور — حاش للہ کہ برآرم بزباں ایں گلہ را
ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند — روبہ از حیلہ چسا بگسلد ایں سلسلہ را

اگر کوئی کوتاہ نظر اس گروہ کو قصور وار ٹھہرائے، تو حاشا للہ کریں زبان پر اس گلہ کو لاؤں۔
جہان کے سارے شیر اس سلسلہ سے منسلک ہیں۔ لومڑی حیلے بہانے سے اس سلسلے کو کس طرح توڑ سکتی ہے۔

---

[1] وحشی بن حرب۔ آپ حضرت جبیر بن مطعم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ نے بحالت کفر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ احد میں شہید کیا۔ لیکن بعد میں حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔ اور خلافت صدیقی کے زمانہ میں آپ نے مسیلمہ کذاب مدعی نبوت کو قتل کر کے واصل جہنم کیا۔

[2] حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا آپ فرماتے تھے تابعین میں سب سے بہتر ایک مرد ہے جس کو اویس کہتے ہیں الخ۔ مشکوٰۃ۔

[3] حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دین کے سرداروں اور فقہاء امت میں سے ہیں۔ آپ کی ذات مجمع خیرات اور مصدر برکات تھی۔

[4] عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن حکم بن ابی العاص۔ آپ خاندان اموی سے ہیں اور امیر المومنین ہیں اور اپنے وقت کے قطب ہوئے ہیں۔ آپ کے فضائل و مناقب کتب تاریخ میں مذکور ہیں۔ عدل و انصاف اور زہد و تقویٰ کی وجہ سے آپ کو عمر ثانی کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اس نادر الوجود گروہ کی محبت نصیب فرمائے۔

کاغذ پر لکھی ہوئی یہ تحریر اگرچہ مختصر ہے لیکن اس میں بلند معارف اور اعلیٰ درجے کے حقائق درج ہیں۔ امید ہے کہ ان کو عزت و عظمت سے رکھیں گے۔ والسلام۔

مکتوب نمبر (۵۹)

یہ مکتوب بھی سید محمود کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ نجات ابدی میسر آنے کے لیے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ اور اس بیان میں کہ اہل سنت وجماعت کی اتباع کے بغیر نجات متصور نہیں۔ اور اس بیان میں کہ علم و عمل تو شریعت سے مستفاد ہیں اور اخلاص کا حصول طریق صوفیہ کے سلوک پر موقوف ہے۔ نیز اس بیان میں کہ اخلاص عمل اولیائے کرام کے لیے تمام اعمال، افعال اور حرکات و سکنات میں حاصل ہے۔

حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ شریعت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کی شاہراہ پر استقامت عطا فرمائے اور کلی طور پر اپنی جناب قدس کی گرفتاری نصیب فرمائے۔

آپ کا مکتوب شریف اور مراسلہ لطیف وارد ہو کر موجب فرحت ہوا اور فقراء سے محبت کے اسباب اور اس بلند درجہ گروہ کے ساتھ آپ کا اخلاص و عقیدت وضاحت کو پہنچا۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ (اے اللہ، اس محبت اور اخلاص میں زیادتی کر)

آپ نے مفید اور نصیحت کی باتوں کا مطالبہ کیا ہے۔ مخدوم گرامی! آدمی کے لیے تین چیزوں سے چارہ نہیں، تاکہ نجات ابدی میسر آئے۔ علم، عمل اور اخلاص۔

پھر علم دو قسم ہے۔ ایک وہ علم جس سے عمل مقصود ہے۔ اس علم کے بیان کی کفیل فقہ ہے۔ دوسری قسم وہ ہے جس سے مقصود صرف اعتقاد اور یقین قلبی ہے۔ اس علم کی تفصیل مطابق آرائے صائبہ اہل سنت وجماعت علم کلام میں آچکی ہے اور اہل سنت ہی ناجی فرقہ ہے۔ ان بزرگوں کی اتباع کے بغیر نجات[1] متصور نہیں۔ اگر بال برابر بھی مخالفت ہے تو خطرہ ہی خطرہ ہے۔ یہ بات کشف صحیح اور الہام صریح سے یقین کے درجہ تک پہنچ چکی ہے۔ اس میں غلطی کا احتمال نہیں۔

---

[1] مسلمانوں کو چاہیے کہ حضرت شیخ مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد پر عمل کرتے ہوئے سنی عقائد پر قائم و ثابت رہیں۔ اور دوسرے گمراہ فرقوں کی ملمع سازیوں کا شکار ہو کر اپنی آخرت برباد نہ کریں۔

Marfat.com

تو کس قدر مبارک ہے وہ شخص جسے ان کی متابعت کی توفیق مل گئی اور ان کی تقلید کا شرف حاصل ہو گیا۔ اور خرابی ان کے لیے جو ان کی مخالف راہ چلے۔ اور ان سے الگ ہو گئے اور ان کے اصول چھوڑ گئے اور ان کے گروہ سے نکل گئے تو خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہی کے راستے پر ڈالا۔ اور رویت حق تعالیٰ اور شفاعت کے منکر ہوئے۔ اور ان پر صحبت کی فضیلت اور صحابہ کے فضائل پوشیدہ رہے۔ اور اہل بیت کی محبت اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد پاک سے دوستی سے محروم رہ کر ان بے شمار بھلائیوں کے حصول سے روک دیے گئے جو اہل سنت وجماعت کو حاصل ہوئی ہیں۔

اور تمام صحابہ کرام کا اتفاق ہے کہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حالات صحابہ کے بہت بڑے جاننے والے ہیں، فرماتے ہیں کہ "لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال شریف کے بعد مجبور ہوئے۔ تو انہیں اس نیلے آسمان کے نیچے ابو بکر صدیق سے بہتر کوئی شخص نہ ملا تو انہوں نے اپنی گردنوں کا والی انہیں بنایا۔" یہ امام شافعی کی طرف سے تصریح ہے کہ تمام صحابہ کرام افضلیت صدیق پر متفق تھے۔ تو صدر اول (دور صحابہ) کا صدیق اکبر کی افضلیت پر اجماع ہے۔ لہٰذا یہ افضلیت کا مسئلہ قطعی ہے جس کے انکار کی گنجائش نہیں۔

اور اہل بیت رسول علیہ السلام کا حال حضرت نوح کی کشتی کی طرح ہے۔ جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا، اور جو اس سے دور رہا ہلاک ہو گیا۔

بعض عارفین کا قول ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ارشاد میں صحابہ کرام کو ستارے قرار دیا۔ اور ستاروں سے لوگ راستہ پاتے ہیں۔ اور اہل بیت کو سفینہ نوح سے تشبیہ دی۔ اس طرف اشارہ کرنے کے لیے کہ کشتی پر سوار ہونے والے کے لیے ستاروں کی رعایت ضروری ہے تاکہ ہلاکت سے بچا رہے۔ ستاروں کا لحاظ کیے بغیر اس کے لیے نجات ممتنع اور ناممکن ہوتی ہے۔

اور ضابطے کی جو بات ذہن میں ہونی چاہیے، یہ ہے کہ بعض صحابہ کرام کا انکار کل انکار ہے کیونکہ خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کی فضیلت میں یہ سب حضرات مشترک ہیں۔ اور صحبت کی فضیلت سب فضائل وکمالات سے فائق اور بلند ہے۔ اسی بنا پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو خیر التابعین ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی کے ادنیٰ مرتبہ تک بھی نہیں پہنچ سکے۔ لہٰذا صحبت کی فضیلت کا کوئی شے بھی مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ ان صحابہ کا ایمان صحبت اور نزول وحی کی برکت

Marfat.com

سے شہودی ہو چکا ہے۔ اور ایمان کا یہ رتبہ صحابہ کرام کے بعد کسی کو بھی نصیب نہیں۔ اور اعمال ایمان پر متفرع ہوتے ہیں۔ اعمال کا کمال ایمان کے کمال کے مطابق ہے۔

اور لڑائیاں جھگڑے جو ان کے درمیان واقع ہوئے، وہ نیک مرادوں اور بلیغ حکمتوں پر محمول ہیں۔ وہ جہالت یا خواہش نفسانی کے تحت نہیں تھے۔ بلکہ اجتہاد اور علم کی بنا پر تھے۔ اگرچہ بعض کے اجتہاد میں غلطی واقع ہو گئی۔ ایسے خطا کار کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں ثواب کا ایک درجہ ہے۔ یہی افراط اور تفریط کے درمیان راہ ہے جس کو اہل سنت وجماعت نے اختیار کیا ہے، اور یہی محفوظ اور مضبوط تر راستہ ہے۔

مختصر یہ کہ علم وعمل تو شرع سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اخلاص جو علم وعمل کے لیے روح کی مانند ہے اس کا حصول طریقہ صوفیہ کے سلوک سے وابستہ ہے۔ جب تک سیر الی اللہ قطع نہ کرے اور سیر فی اللہ سے موصوف نہ ہو، اخلاص کی حقیقت دور رہتی ہے اور مخلص لوگوں کے کمالات سے انسان تنگ رہتا ہے۔ ہاں عام مومنوں کو بھی تکلف ومشقت سے بعض اعمال میں اگرچہ کچھ قدر سے ہی ہو اخلاص میسر آجاتا ہے۔

لیکن وہ اخلاص جس کا ہم بیان کر رہے ہیں وہ تمام اقوال وافعال اور حرکات وسکنات میں بے تکلف اور بے مشقت اخلاص ہے۔ اور اس اخلاص کا حصول آفاقی اور انفسی الٰہوں کی نفی سے وابستہ ہے اور فنا اور بقا پر موقوف ہے۔ اور ولایت خاصہ تک وصول سے میسر آتا ہے۔ وہ اخلاص جو تکلف اور کوشش کا محتاج ہے ہمیشہ نہیں رہتا۔ حصول دوام کے لیے بے تکلف میسر آنا درکار ہے۔ اور یہ مرتبہ حق الیقین میں جا کر نصیب ہوتا ہے۔ پس اولیاء اللہ جو کچھ کرتے ہیں صرف حق عز وجل کے لیے کرتے ہیں، اپنے نفس کے لیے کچھ نہیں کرتے۔ کیونکہ ان حضرات کے نفس حق تعالیٰ کی ذات پر فدا ہو چکے ہیں۔ حصول اخلاص کے لیے انہیں نیت درست کرنے کی حاجت نہیں۔ (یعنی ان کی نیتیں خود بخود ہی درست رہتی ہیں) کیونکہ ان کی نیت فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے باعث درست ہو چکی ہے۔

مثلاً جو شخص اپنے نفس کا گرفتار ہے۔ وہ جو کچھ کرے اپنے نفس کے لیے ہی کرتا ہے۔ چاہے نیت کرے یا نہ کرے۔ اور جب اس کی یہ گرفتاری دور ہو جائے اور حق تعالیٰ کی گرفتاری نصیب ہو جائے تو ایسی جگہ پر پہنچ جاتا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے ناچار حق تعالیٰ کے لیے ہی کرتا ہے۔ نیت حاضر ہو یا نہ ہو۔ نیت اس کام میں درکار ہوتی ہے جو درجہ احتمال میں ہو اور جو چیز متعین ہو نیت کے ذریعہ

اس کی تعیین کی ضرورت نہیں۔ اور اس مقام کا حصول اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ دوام اخلاص والا شخص مُخلَص کہلاتا ہے۔ اور جس شخص کا اخلاص دائمی نہیں، بلکہ کسب اخلاص کا محتاج ہے وہ مُخلِص بکسر لام ہے۔ اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ اور طریقہ عالیہ اختیار کرنے سے علم و عمل کو جو نفع پہنچتا ہے، یہ ہے کہ علوم کلامیہ استدلالیہ کشفیہ ہو جاتے ہیں۔ اور تمام اعمال کی ادائیگی میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ سستی جو نفس اور شیطان کی طرف سے طاری ہوتی ہے زائل اور معدوم ہو جاتی ہے۔ ع

این کار دولت است کنون تا کرا رسد

مکتوب نمبر (۶۰)

یہ مکتوب بھی سیادت پناہ سید محمود کی طرف صادر فرمایا۔

خطرات اور وساوس کے بالکلیہ دفع اور دور ہو جانے اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

حق سبحانہٗ و تعالیٰ اپنی ذات قدس کے ساتھ دوام گرفتاری کی نعمت سے مشرف فرمائے کیونکہ حقیقی آزادی اسی گرفتاری میں ہے۔ خطرات نفسانی کا رک جانا اور وسوسوں کا دور ہو جانا حضرات خواجگان نقشبندیہ قدس سرہم کے طریقہ میں مکمل طور پر حاصل ہے۔ حتیٰ کہ اس بزرگ خانوادہ کے بعض مشائخ نے خطرات نفسانی کا چلہ کاٹا ہے اور اس پورے چلے میں اپنے باطن کو خطروں اور وسوسوں کے آنے سے دور رکھا ہے۔ حضرت خواجہ احرار قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ نے اس مقام میں فرمایا ہے کہ خطروں اور وسوسوں کے دور ہونے سے وہ خطرے اور وسوسے مراد ہیں جو مطلوب کی طرف دوام میں مانع اور رکاوٹ ہیں۔ مطلق دفع خواطر مراد نہیں۔

اور اس بلند سلسلے کا ایک درویش واما بنعمۃ ربک فحدث (اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرو) کے مطابق اپنے حال کی یوں خبر دیتا ہے کہ:

"دل سے خواطر اور وسوسے اس حد تک دور ہو چکے ہیں کہ اگر بالفرض عمر نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس صاحب قلب کو دیدیں، تو بھی ہرگز اس کے دل پر کسی

Marfat.com

خطرے کا گزر نہیں ہو سکتا۔"

یہ نہیں کہ اسے ان خواطر و وساوس کے دور کرنے میں تکلف کی ضرورت پڑے۔ کیونکہ جو شئے تکلف
سے وجود میں آتی ہے وقتی اور عارضی ہوتی ہے، ہمیشہ اور دائمی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس درویش کی
الت تو یہ ہے کہ اگر سالہا سال خواطر اور وسوسوں کو دل میں لانے کی کوشش کرتا رہے تو بھی
سوسوں کا گزر اس کے دل پر نہیں ہو سکتا۔ صرف چالیس دن کے چلے کی تعیین تکلف اور تصنع کی
بر دیتی ہے۔ تعمل اور تکلف مرتبہ طریقت میں ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تکلف اور تصنع سے
ھوٹ جائے۔ یاد کرد[1] مرتبہ طریقت میں ہے اور یاد داشت درجہ حقیقت میں۔

پس یہ بات ثابت ہو گئی کہ خواطر اور وساوس کو تکلف سے روکنا وقتی شئے ہے۔ جس طرح
ہیں روکنے کے لیے دس روز یا چالیس روز کا چلہ اس طرح سے مطلوب کی طرف دوام توجہ محال ہے
یونکہ تکلف مرتبہ طریقت میں ہے۔ اور طریقت میں دوام متصور نہیں۔ اور یہ دوام جو مرتبہ حقیقت
ں نصیب ہوتا ہے اس بنا پر ہے کہ مقام حقیقت میں تکلف محال ہے۔ پس مرتبہ تکلف میں خطرے
آنا دوام توجہ سے مانع ہے۔ اور اس بلند سلسلہ کے مبتدیوں کو جو دوام نگرانی نصیب ہوتی ہے وہ
ک امر دیگر ہے۔ اور وہ دوام توجہ جسے ہم بیان کر رہے ہیں وہ یاد داشت سے عبارت ہے اور نہایت
رتبہ کمال ہے۔ حضرت خواجہ عبد الخالق[2] غجدوانی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ نے فرمایا ہے کہ یاد داشت سے اوپر
ندا شت[3] ہے یعنی اور کوئی مرتبہ نہیں۔

---

[2] آپ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ کے چار خلفاء میں سے ایک ہیں۔ آپ سلسلہ خواجگان نقشبندیہ
دس سرہم کے سردار ہیں۔ آپ کا مقام ولادت اور مزار شریف قصبہ غجدوان میں ہے جو شہر بخارا شریف سے ۶ فرسنگ
ہ واقع ہے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم مبارک عبد الجمیل ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ نے
بتدائی علوم شہر بخارا میں حاصل کیے۔ بوقت وصال شریف آپ نے چار حضرات کو خلافت عطا فرما کر دعوت ارشاد
کا کام ان کے ذمہ کیا اور اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ آپ راہ صدق و صفا، متابعت شرع اور سنت مصطفیٰ صلی
للہ علیہ و آلہ وسلم میں کوشاں رہے۔ بدعات و خواہشات سے دور رہتے تھے۔ اپنی روش و طریقہ لوگوں سے پوشیدہ
رکھتے تھے۔ رشحات ملخص۔ [3] پنداشت یعنی محض وہم و گمان اور خیال ہے۔ یعنی کوئی چیز نہیں ۱۲

[1] سالک جب تک طریقت و تصنع کے مقام میں رہتا ہے اور حقیقت اور ملکہ حضور تک نہیں پہنچتا یاد کرد
کے مقام میں ہوتا ہے۔ اور جب حضور اور دوام تک پہنچ جاتا ہے اور یاد کرد کے مقام سے نکل جاتا ہے اور یہ حضور ملکہ
کی شکل اختیار کر لیتا ہے کہ دور کرنے سے دور نہ ہو تو یہ یاد داشت کا مقام ہے۔

Marfat.com

اس قسم کے احوال کے اظہار سے مقصود اس بلند طریقہ کے طالبوں کو مزید رغبت دلانا ہے۔ اگر
لوگوں کے انکار میں ہی اضافہ ہوگا:

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا — اللہ تعالیٰ اس سے بہت کو گمراہ کرتا ہے اور بہت کو ہدایت کرتا ہے۔

مثنوی:-

ہر کس افسانہ بخواند افسانہ است — وانکہ دیدش نقد خود مردانہ است

آب نیل است و بقبطی خوں بود — قوم موسیٰ را نہ خوں بود آب بود

یعنی جو شخص اس کو افسانہ اور بے اصل کہتا ہے وہ خود بے اصل اور غیر معتمد ہے۔ اور جس نے اس کو اپنا نقد سرمایہ قرار دیا وہ مرد ہے۔ دریائے نیل پانی ہے مگر قبطیوں (فرعونیوں) کے لیے خون تھا لیکن قوم موسیٰ کے لیے خون نہیں تھا بلکہ پانی تھا۔

والسلام والاکرام۔

مکتوب نمبر (۶۱)

یہ مکتوب بھی سیادت مآب سید محمود کی طرف صادر فرمایا۔

کامل اور کامل کرنے والے شیخ کی صحبت اختیار کرنے کی ترغیب اور ناقص کی صحبت سے اجتناب کرنے اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

اللہ تعالیٰ نظر کی کجی سے آزاد اور تمام انسانوں کے سردار نبی اکرم علیہ و علیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات کے طفیل اپنی ذات کی طلب میں زیادتی اور اضافہ نصیب فرمائے۔ اور جو چیز مطلب و مقصد تک پہنچنے میں رکاوٹ اور منافی ہیں ان سے کامل اجتناب عطا فرمائے۔

التفات نامہ گرامی نے اپنی آمد سے مشرف کیا۔ چونکہ آپ کے مکتوب گرامی سے طلب و شوق درد و پیاس کا اظہار ہوتا تھا اس لیے نظر کو بہت اچھا لگا۔ کیونکہ یہ چیز حصول مطلوب کی بشارت دیتی ہے۔ اور درد مقصود کو پانے کا مقدمہ اور سبب ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں "اگر اللہ تعالیٰ کچھ نہ دینا ہوتا تو وہ چاہت اور طلب عطا نہ کرتا۔

دولت طلب کے حصول کو نعمت عظمیٰ جانتے ہوئے جو کچھ اس کے مخالف ہے اس سے پر

چاہیے۔ تاکہ اس طلب میں سستی راہ نہ پائے۔ اور اس حرارت میں ٹھنڈک اثر نہ کر جائے۔ اور اس
طلب کی حفاظت کے اسباب میں سب سے بڑا اس دولت کے حصول کے شکر کے ساتھ قائم ہونا ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ۔ اگر تم شکر کرو گے تو تمہیں ضرور اور زیادہ عطا کرونگا۔

اور جناب قدس خداوندی جل سلطانہٗ میں ہر وقت التجا اور تضرع ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے چہرۂ
طلب کو اپنے کعبۂ جمال لازوال سے پھیر نہ دے۔ اور اگر حقیقت التجا و تضرع میسر نہ آئے تو صورت
التجا و تضرع کو ہاتھ سے نہیں کھونا چاہیے۔

وَاِنْ لَّمْ تَبْكُوْا فَتَبَاكَوْا۔ اگر رونا نہ آئے تو رونے کی صورت ہی بناؤ۔

اسی معنی و مطلب کا بیان ہے۔

شوق و درد کی یہ حفاظت شیخ کامل مکمل کی خدمت میں پہنچنے کے وقت تک ہے۔ اس کی خدمت
اقدس میں پہنچ جانے کے بعد اپنی تمام مرادیں اس کے حوالے کر دے جس طرح میت غسال کے ہاتھ میں
فناء اول فنا فی الشیخ ہے۔ پھر یہی فنا فنا فی اللہ کا ذریعہ اور وسیلہ بن جاتی ہے ؎

زاں روی کہ چشم تست احول معبود تو پیر تست اول

چونکہ تیری نظر اول میں احول (ایک کو دو دیکھنے والی ہے) اس لیے اولاً تیرا قبلہ گاہ تیرا پیرو
مرشد ہے۔

چونکہ افادے اور استفادے کا راستہ طرفین کی مناسبت پر مبنی ہے۔ ابتدا میں طالب کو اس کی
کمال پستی اور کمینگی کے باعث جناب اقدس عز سلطانہٗ کے ساتھ مناسبت نہیں ہوتی۔ اس وقت
درمیان میں دو جہتوں والا واسطہ اور برزخ درکار ہے۔ اور وہ شیخ کامل و مکمل کی ذات ہے۔

اور سستی اور خرابی کا قوی ترین سبب شیخ ناقص کی طرف طلب و رجوع ہے جس نے ابھی سلوک و
جذبہ کا کام مکمل نہیں کیا اور اپنے آپ کو مسند شیخی کی طرف کھینچ لایا ہے۔ طالب کے لیے اس کی
صحبت زہر قاتل ہے اور اس کی طرف رجوع مہلک مرض ہے۔ طالب کی بلند استعداد کو اس طرح کی
صحبت پستی کی طرف لے آتی ہے اور بلندی سے نیچے گرا دیتی ہے۔ مثلاً وہ مریض جو طبیب ناقص سے
علاج کرائے وہ درحقیقت اپنے مرض میں زیادتی کی کوشش کر رہا ہے اور اپنی ازالۂ مرض کی قابلیت و
استعداد کو ضائع کر رہا ہے۔ اگرچہ اس کی دوا ابتدائے مرض میں قدرے تخفیف پیدا کرتی ہے مگر فی الحقیقت
وہ عین نقصان اور ضرر ہے۔ بالفرض یہ مریض اگر طبیب حاذق تک پہنچ جائے تو طبیب حاذق پہلے

یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں شرح السنۃ سے بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ مذکور ہے۔

Marfat.com

طبیب ناقص کی دوا کے اثرات زائل کرنے کی فکر کرے گا اور مسہلات کے ساتھ اس کا علاج کرے اس کے اثرات کے ازالے کے بعد مرض کے دور کرنے کی طرف توجہ کرے گا۔

ان بزرگان نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے طریقے کا دارومدار صحبت پر ہے کہنے سے کام نہیں بنتا بلکہ یہ چیز طلب میں سستی پیدا کر دیتی ہے۔ احتمال ہے کہ چند روز تک دہلی اور آگرہ کی طرف میرا جانا ہوگا۔ اگر آپ اکیلے ادھر آ جائیں اور روبرو ہو کر جلدی سے کچھ اخذ کر لیں تو اس کی گنجائش ہے۔ اس سے زیادہ گفتگو تکلیف دہ امر ہے

باقی سوالات جو پوچھے گئے تھے ان کا جواب یہ ہے کہ جناب مشیخت پناہ، معارف دستگاہ شیخ تاج کا وجود اس صوبہ میں غنیمت ہے۔ وہ بزرگ شخصیت ہے لیکن آپ کی استعداد کو اس طریقہ سے مناسبت کم ہے۔ رابطہ کے حصول کے بغیر مطلوب کا حصول مشکل و دشوار ہے۔ آگے آپ مختار ہیں۔ اگر کبھی کبھی اپنے حالات لکھ بھیجا کریں تاکہ اس طرح اس طرف سے بھی کچھ لکھ بھیجا جایا کرے تو مناسب ہے۔ کیونکہ اس طرح اخلاص و عقیدت کا سلسلہ ہر وقت حرکت میں رہتا ہے۔ والسلام۔

مکتوب نمبر (۶۲)

جناب مرزا حسام الدین احمد کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ جو جذبہ سلوک سے پہلے ہے وہ مقاصد میں سے نہیں، بلکہ وہ آسانی کے ساتھ منازل سلوک طے کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور جو جذبہ سلوک کے بعد نصیب ہوتا ہے وہ مقاصد میں ہے۔ اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔

حق تعالیٰ تک وصول کے راستے کے دو جزو ہیں: جذبہ[۱] اور سلوک۔ یا تصفیہ اور تزکیہ[۲] وہ جذبہ جو سلوک سے پیشتر ہے مقاصد میں سے نہیں ہے۔ اور وہ تصفیہ جو تزکیہ سے پہلے نصیب ہوتا ہے وہ بھی مطالب میں سے نہیں ہے۔ ہاں وہ جذبہ جو سلوک کو مکمل کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ تصفیہ جو تزکیہ کے حصول کے بعد میسر آتا ہے اور سیر فی اللہ[۱] سے تعلق رکھتا ہے

[۱] سیر فی اللہ اور سیر الی اللہ نیز سیر عن اللہ باللہ اور سیر فی الاشیاء کے معانی (باقی حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

البتہ مقاصد مطلوبہ میں سے ہے۔ وہ جذبہ اور تصفیہ جو سلوک سے پہلے ہے وہ سلوک کے راستوں آسانی سے چلنے کے لیے ہے۔ سلوک کے بغیر کام نہیں بنتا۔ اور منازل طے کرتے کے بغیر مطلوب کا جمال سامنے نہیں آتا۔ پہلا جذبہ دوسرے جذبے کے لیے صورت کی مانند ہے۔ فی الحقیقت ایک کو دوسرے سے کوئی مناسبت نہیں۔ پس نہایت کے بدایت میں اندراج سے مراد جو اس بلند سلسلہ کے مشائخ کی عبارات میں واقع ہے یہ ہے کہ نہایت کی صورت بدایت میں درج ہے۔ ورنہ حقیقت نہایت بدایت میں سما نہیں سکتی۔ نہایت کی بدایت سے کوئی مناسبت نہیں۔ اس بحث کی تحقیق اس رسالہ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہو چکی ہے جو حقیقت جذبہ وسلوک وغیرہ میں تحریر کیا گیا ہے۔

الغرض صورت سے حقیقت کی طرف عبور کرنا ضروری ہے۔ اور حقیقت کی طرف بڑھنے کے بجائے صورت پر ہی اکتفا کرنا دور رہنے کی بات ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نبی مختار اور آپ کی نیک آل علیہ وعلیہم من الصلوات اکملہا ومن التحیات افضلہا کے طفیل ہم سب کو حقیقت حقہ سے موصوف فرمائے اور صورت باطلہ سے بچائے۔

مکتوب نمبر (۶۳)

یہ مکتوب سیادت وبزرگی کے مالک شیخ فرید کی خدمت میں صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ تمام انبیاء کرام صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہم اصول دین میں متفق ہیں۔

ان بزرگوں کا آپس میں اختلاف صرف فروع میں ہے۔ اور ان کے کچھ متفقہ کلمات کے بیان میں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اور تم سب کو آپ کے آباد کرام کے طریقہ پر ثابت رکھے۔ آپ کے آباء کرام میں سب سے افضل نبی کریم پر اصالۃً اور باقی پر ماتحت ہونے کے طور پر صلوٰۃ وسلام کا نزول ہوتا رہے۔

انبیاء کرام (ان سب پر عموماً اور ان سب سے افضل پر خصوصاً اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلامتی اور تحفے اور برکتیں نازل ہوتی رہیں) کائنات کے لیے رحمت ہیں۔ انہی بزرگوں کے ذریعہ جہان کو نجات ابدی کی سعادت نصیب ہوئی ہے اور غیر حق سے گرفتاری سے خلاصی حاصل ہوئی ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے جلد اول مکتوب نمبر ۴۴ میں تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔

یہ مکتوب آپ نے حافظ محمود لاہوری کی طرف صادر فرمایا ہے۔

اگران کا وجود شریف نہ ہوتا تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ جو غنی مطلق ہے اپنی ذات اور صفات تعالیٰ وتقدس سے واقف نہ کرتا، اور اپنے تک راستہ نہ دکھاتا۔ اور کوئی بھی اس ذات کو نہ پہچان سکتا۔ اور شرع شریف کے اوامر ونواہی جن کا اس نے محض اپنے فضل وکرم اور بندوں کے نفع کے لیے مکلف کیا مکلف نہ کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ باتیں غیر پسندیدہ سے ممتاز اور جدا نہ ہوتیں۔

تو اس نعمت عظمیٰ کا شکر کس زبان سے ادا ہو سکتا ہے اور کس کی مجال ہے کہ شکر کی اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکے۔ اس ذات کی حمد وثنا جس نے ہمیں اپنے انعامات سے نوازا اور اسلام کی دولت عطا فرمائی۔ اور ہمیں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کرنے والوں میں سے کیا۔

یہ سب بزرگ احوال دین میں متفق ہیں اور حق تعالیٰ وتقدس کی ذات وصفات، حشر ونشر، انبیاء کے بھیجنے، نزولِ ملائکہ، وحی کے وارد ہونے اور جنت کی نعمتیں اور دوزخ کے دائمی اور ابدی عذاب کے بارے میں ایک ہی بات کہتے ہیں۔ ان کا آپس میں بعض احکام میں اختلاف فروع سے تعلق رکھتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہر زمانہ میں ہر اولوا العزم پیغمبر پر اس زمانے کے لوگوں کے لیے بعض مناسب احکام نازل فرمائے اور مخصوص احکام سے مکلف کیا۔ احکام شرعیہ میں نسخ وتبدیلی حق تعالیٰ کی حکمتوں اور مصلحتوں کے تحت ہے۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی صاحب شریعت نبی پر مختلف اوقات میں متضاد احکام نسخ وتبدیلی کے طور پر وارد ونازل ہوتے ہیں۔

جن بعض کلمات میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ بزرگ گروہ متفق ہے ان میں سے بعض یہ ہیں:

غیر حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی عبادت کی نفی۔ اس ذات تعالیٰ وتقدس کے ساتھ شرک کی ممانعت اور مخلوق کے لیے حق تعالیٰ کی ذات پاک کو چھوڑ کر ایک دوسرے کو رب اور الٰہ بنا لینے کا عدم جواز۔ یہ حکم اور یہ تعلیم انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پیروکاروں کے علاوہ کوئی بھی اس دولت ونعمت سے مشرف نہیں ہوا، اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کسی نے بھی ایسی گفتگو نہیں فرمائی۔

منکرینِ نبوت اگرچہ خدا تعالیٰ کو ایک کہتے ہیں مگر ان کا معاملہ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو اہل اسلام کی تقلید کے طور پر ایسا کہتے ہیں، اور یا واجب الوجود ہوتے ہیں تو اس کو ایک تسلیم کرتے ہیں مگر استحقاق عبادت میں وحدہٗ لاشریک نہیں مانتے۔ اور اہل اسلام کے نزدیک اللہ تعالیٰ وجوب وجود اور استحقاق عبادت دونوں میں وحدہٗ لاشریک ہے۔ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سے مراد باطل الٰہوں کی

Marfat.com

عبادت کی نفی اور حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی معبودیت کا اثبات ہے۔

دوسری بات جو ان بزرگوں کے ساتھ خاص ہے، یہ ہے کہ یہ حضرات دوسرے لوگوں کی طرح اپنے آپ کو بشر ہی کہتے ہیں۔ الٰہ اور معبود حق سبحانہٗ کی ذات کو ہی مانتے ہیں اور ذات کی طرف ہی دعوت دیتے ہیں۔ اور اس ذات سبحانہٗ کو حلول و اتحاد سے منزہ جانتے ہیں۔

لیکن منکرینِ نبوت کی یہ حالت نہیں۔ بلکہ منکرین کے سرداروں نے تو الوہیت اور خدائی کا دعویٰ کیا ہے۔ حق سبحانہٗ کا اپنے اندر حلول مانتے ہیں۔ اور استحقاق عبادت اور الوہیت کا نام اپنے آپ پر استعمال کرنے سے پرہیز نہیں کرتے۔ تو لامحالہ اس وجہ سے انہوں نے اس کی بندگی سے پاؤں باہر نکال لیے ہیں، اور بُرے افعال اور قبیح اعمال میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ اس طرح ان پر اباحتِ اشیاء کا راستہ کھل جاتا ہے اور گمان کر لیتے ہیں کہ ان خداؤں کے لیے کوئی چیز ممنوع نہیں۔ یہ جو کچھ کہتے ہیں ٹھیک کہتے ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں سب درست اور مباح ہے۔ تو خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ تو افسوس ہے ان پر اور ان کے متبعین اور ان کے پیروکاروں پر۔

دوسری بات جس پر انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات متفق ہیں اور ان کے منکرین اس سے بے نصیب ہیں، یہ ہے کہ یہ بزرگ گروہ نزول ملائکہ کا جو معصوم مطلق ہیں اور کچھ تعلق اور آلودگی نہیں رکھتے، قائل ہے، اور وحی کے امین اور کلامِ ربانی کے حامل ہیں پس یہ بزرگ گروہ جو کچھ کہتا ہے حق تعالیٰ و تقدس کی طرف سے کہتا ہے۔ اور جو کچھ پہنچاتا ہے خدا کی طرف سے پہنچاتا ہے اور ان کے اجتہادی احکام بھی وحی سے موید ہیں۔ اگر بالفرض ان سے کچھ لغزش ہو جائے، تو خدائے سبحانہٗ و تعالیٰ فوراً وحی قطعی سے اس کا تدارک کر دیتا ہے۔

اور منکرین کے سردار اور رئیس جو اپنے لیے دعویٰ خدائی کیے ہوئے ہیں، جو کچھ کہتے ہیں اپنے پاس سے کہتے ہیں۔ اور اپنے زعم الوہیت کی بنا پر اسی کو ٹھیک اور درست قرار دیتے ہیں۔

تو انصاف سے کام لینا چاہیے کہ جو شخص کمال بے عقلی کے باعث اپنے آپ کو الٰہ کہے اور مستحق عبادت جانے۔ اور اس فاسد اور غلط گمان کے تحت ناشائستہ افعال کا ارتکاب کرے، اس کی باتوں کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟ اور اس کی اتباع اور پیروی پر کونسی بھلائی موقوف ہو سکتی ہے؟ ع

سالیکہ نکوست از بہارش پیداست

سال کی خوبی اس کے موسم بہار کے دم قدم سے ہے۔

اس قسم کی باتوں کا اظہار مزید وضاحت کے لیئے ہے۔ ورنہ حق باطل سے بالکل جدا اور ممتاز ہے۔ اور نور ظلمت کے مقابلے میں بالکل نمایاں ہے:

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۔ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ بیشک باطل مٹنے
إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۔ ہی والی چیز ہے۔

اے اللہ! ہم کو ان اکابر انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کی متابعت پر ثابت قدم رکھ۔ بقیۃ المقصود یہ بات ہے کہ سیادت پناہ میاں پیر کمال کو آپ بہتر جانتے ہیں۔ اس بارے میں کچھ لکھنے کی کیا حاجت ہے۔ اتنی بات ہے کہ یہ حقیر ان کی آشنائی سے کچھ عرصہ سے محظوظ ہے۔ مدت کی بات ہے کہ انہوں نے آستانہ بوسی کا اشتیاق ظاہر کیا تھا۔ لیکن اس دوران ان پر ضعف طاری ہو گیا اور ایک عرصہ تک صاحب فراش رہے ہیں۔ فراغت و صحت کے بعد آپ کی خدمت میں حاضری کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ آپ کی مہربانی کے امیدوار ہیں۔

مکتوب نمبر (۶۴)

سرداری اور بزرگی کی پناہ شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا:
جسمانی اور روحانی لذت اور جسمانی آلام و مصائب برداشت کرنے کی ترغیب اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ تمہیں دارین میں بحرمتہ سید ثقلین علیہ و علیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات دارین میں سلامتی اور عافیت نصیب فرمائے۔

دنیا کی لذت اور اس کا الم دو قسم ہے: روحانی اور جسمانی۔ ہر وہ چیز جس میں جسم کے لیئے لذت ہے روح کے لیئے اس میں تکلیف ہے۔ اور جس سے بدن کو تکلیف پہنچے روح کو اس سے لذت حاصل ہوتی ہے۔ روح اور جسم ایک دوسرے کی نقیض ہیں۔ اور اس جہان میں کہ روح جسم کے مقام میں نزول کر چکا ہے، اور جسم و جسمانیات کا گرفتار ہو چکا ہے۔ جسم کے حکم میں ہو چکا ہے۔ جسم کی لذت سے یہ بھی لذت اٹھاتا ہے اور جسم کو تکلیف پہنچنے سے اس کو بھی تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ یہ مرتبہ عوام کالانعام کا ہے آیۂ کریمہ:

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۔ پھر ہم نے اس کو سب نیچوں سے نیچے کر دیا۔[1]

[1] اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

انہی عوام کے حال پر صادق آتی ہے۔

ہزار بار افسوس اگر رُوح اس گرفتاری سے نجات حاصل کر کے اپنے وطن اصلی کی طرف رجوع نہ کرے ؎

پایہ آخر آدم است و آدمی گشت محروم از مقام محرمی
گر نہ نگردد باز مسکیں زیں سفر نیست از وے ہیچ کس محروم تر

آخری مرتبہ آدم کا ہے، اور آدمی محرم راز ہونے کے مقام سے محروم ہو چکا ہے۔ یہ مسکین انسان اگر اس سفر (مشغولی مخلوقات) سے واپس نہ لوٹا تو اس زیادہ محروم اور کوئی نہیں۔

یہ روح کا مرض ہے کہ وہ اپنی تکلیف کو لذت گمان کرتا ہے اور لذت کو درد والم تصور کرتا ہے۔ جس طرح صفراوی مزاج انسان مرض صفرا کے باعث شیریں چیز کو کڑوا محسوس کرتا ہے۔ تو اہلِ عقل پہ اوّلاً اس مرض کا ازالہ ضروری ہے۔ تاکہ جسمانی آلام و مصائب کے باوجود اپنی خوش و خرم بسر کریں ؎

از پئے ایں عیش و عشرت ساختن صد ہزاراں جاں بباید باختن

اس عیش و عشرت (رنج و غم دنیوی میں بھی خوش رہنا) کو حاصل کرنے کے لیے ہزاروں جانیں قربان کرنا پڑتی ہیں۔

اگر اچھی طرح حالاتِ دنیا کا ملاحظہ کیا جائے تو یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اگر دنیا میں رنج و مصیبت نہ ہوتی تو اس کی جَو برابر بھی قیمت نہ ہوتی۔ دنیا کی تاریکیوں کو واقعات و حوادث آکر زائل کر دیتے ہیں۔ حوادث زمانہ کی تلخی کڑوی دوا کی طرح نافع ہے جس سے مرض زائل ہوتا ہے۔

فقیر کو اس طرح محسوس ہوا ہے کہ لوگ جو ایک دوسرے کی عام کھانے کی دعوتیں کرتے ہیں اور اس میں خلوص نیت ملحوظ نہیں رکھتے۔ اور دعوت کھانے والوں میں سے بعض لوگ شکوے اور شکایت کی زبان کھولتے ہیں اور طعام و صاحب طعام کا عیب نکالتے ہیں۔ اور دعوت کرنے والاان کے اس رویّے سے دل شکستہ ہوتا ہے۔ اور یہی شکستہ دلی صاحب دعوت کی اس ظلمت (نیت کی خرابی) کو جو دعوتِ طعام میں پائی جاتی ہے، قبولیت کے مقام میں لے آتی ہے۔ اگر وہ جماعت شکوہ شکایت نہ کرتی، اور اس سے صاحبِ طعام کو شکستہ دلی لاحق نہ ہوتی تو وہ طعام ظلمت و کدورت سے پُر ہوتا۔ اس صورت میں اس طعام کی قبولیت کے احتمال کی کوئی گنجائش نہ ہوتی۔ پس کام کا مدار شکستگی اور آوارہ دلی

لہ یعنی جب انسان نے کفر اختیار کیا اور اپنی فطرت سلیمہ کو ضائع کر دیا۔ (سورۂ تین۔ پارہ ۳۰)

Marfat.com

پر ہے۔ اور ہم ناز پروردہ اور عیش و نعمت کے دلدادگان کے لیے کام بڑا مشکل ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

نص قطعی ہے۔ اور عبادت تذلل اور شکستگی سے عبارت ہے۔ تو انسان کی پیدائش سے مقصود اس کی عاجزی اور انکساری ہے۔ خاصکر مسلمانوں اور دینداروں کی پیدائش و خلقت کہ ان کے لیے تو دنیا ہے ہی قید خانہ[1]۔ اور قید خانہ میں عیش و آرام تلاش کرنا عقل سے بعید بات ہے۔ پس آدمی کے لیے محنت و کوشش اور جدوجہد کے بغیر چارہ نہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہم بے طاقتوں کو اس معنی و حقیقت پر استقامت نصیب کرے۔ آپ کے جد امجد کی حرمت سے علیہ وعلیٰ آلہ من الصلوات اتمہا ومن التحیات اکملہا۔

مکتوب نمبر (۶۵)

خان اعظم کی طرف صادر فرمایا

مسلمانوں کی بے چارگی اور ضعف اسلام پر غم کھانے اور اہل اسلام کی تقویت اور شرعی احکام کے اجراء پر ابھارنے اور ترغیب دینے کے بیان میں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ آپ کی تائید فرمائے اور اسلامی احکام کی بلندی میں آپ کو دشمنان اسلام پر فتح و نصرت عطا فرمائے۔

مخبر صادق حضور نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا نے فرمایا ہے:

اَلْاِسْلَامُ بَدَأَ غَرِيْبًا وَّسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ۔ اسلام مسافر کی طرح ظاہر ہوا۔ (یعنی اسے بہت کم لوگوں نے پہچانا) اور عنقریب اپنی ابتدائی غربت کی طرف لوٹ جائے گا۔ پس خوشحالی ہے غرباء کے لیے۔ یعنی اس کی مدد کرنے

---

[1] صحیح حدیث کی طرف اشارہ ہے جو اس باب میں وارد ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر "دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے"۔ مسلم شریف بروایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مترجم عفی عنہ۔

Marfat.com

والوں کے لیے۔ (صحیح مسلم شریف، ابن ماجہ، طبرانی بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

غربتِ اسلام اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ کفار علانیہ اسلام پر اعتراضات اور مسلمانوں کی مذمت کرتے ہیں۔ اور بے تحاشا کفر کے احکام کا اجراء اور کوچہ و بازار میں کفار کی مدح و ثناء کرتے پھر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کو اسلامی احکام کے اجراء سے روک دیا گیا ہے اور احکام شریعت کے بجالانے میں ان کی مذمت اور ان پر طعن و تشنیع کی جاتی ہے ؎

پری نہفتہ رُخ و دیو در کرشمہ و ناز
بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

پری تو اپنا منہ چھپائے رکھے اور شیطان کرشمہ و ناز دکھائے۔ حیرت سے عقل جل جاتی ہے کہ یہ کیا عجیب معاملہ ہے۔

سبحان اللہ وبحمدہ۔ مقولہ ہے کہ الشرع تحت السیف (شرع تلوار کے نیچے ہے) اور شرع شریف کی رونق بادشاہانِ اسلام سے وابستہ ہے۔ یہ جملہ اُلٹ ہو چکا ہے اور معاملے میں انقلاب آچکا ہے۔ واحسرتا، واندامتا، واویلا۔ (ہائے حسرت، ہائے ندامت، ہائے افسوس)۔

آج ہم آپ کے وجود شریف کو ہی غنیمت جانتے ہیں۔ اور اس کمزور اور شکست خوردہ معرکہ میں مرد میدان صرف آپ کی ذات کو ہی تصور کرتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بحرمت نبی کریم اور آپ کی بزرگ اولاد کے آپ کا موید اور مددگار ہو۔ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات والتحیات والبرکات۔ ایک حدیث میں وارد ہے:

لَنْ یُّؤْمِنَ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُقَالَ اِنَّہٗ مَجْنُوْنٌ ۝[1] — تم میں سے ہرگز کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اسے دیوانہ نہ کہا جائے۔

آج وہ جنون جس کا مبنیٰ اسلامی غیرت ہے آپ کی طبیعت میں محسوس ہو رہا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ یہ وہ دن ہے کہ بالکل تھوڑے عمل کو عظیم ثواب اور پوری اہمیت کے ساتھ قبول فرماتے ہیں۔ ہجرت کے سوا اصحاب کہف کا کوئی عمل نمایاں نہیں۔ مگر دیکھو کہ اس کا کس قدر اعتبار اور لحاظ کیا گیا ہے۔ سپاہی دشمنوں کے غلبے کے وقت تھوڑا سا تردد کریں تو اس کی دشمنوں

[1] حصن حصین، ابن حبان، احمد، ابو یعلیٰ و ابن سنی بروایت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ باختلاف یسیر ۱۲ مترجم عفی عنہ

Marfat.com

کے سکون اور امن کے وقت کی نسبت بہت زیادہ قدر ہوتی ہے۔ اور یہ قولی جہاد جو اس وقت آپ کو میسر ہے جہادِ اکبر ہے، اس کو غنیمت جانیں۔ اور ھَلْ مِنْ مَّزِیْد کا نعرہ لگائیں، اور زبان کے اس جہاد کو جہادِ قتل سے بہتر جانیں۔ ہمارے جیسے بے دست و پا فقراء اس دولت سے محروم ہیں ؎

هنيئاً لارباب النعيم نعيمها ۔۔۔ وللعاشق المسكين ما يتجرع

نعمت والوں کو نعمتیں گوارا ہیں۔ اور عاشق مسکین کے حصے وہی ہے جو وہ غم داندوہ کے گھونٹ گلے سے اتار رہا ہے۔

دادیم ترا ز گنج مقصود نشاں ۔۔۔ گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

ہم نے تجھے مقصود کے خزانے کا نشان بتا دیا ہے۔ اگر ہم نہیں پہنچ سکے تو شاید تو ہی ان تک پہنچ سکے۔

حضرت خواجہ احرار قدس اللہ تعالیٰ سرّہٗ فرمایا کرتے تھے: "اگر میں پیری مریدی کروں تو کسی بھی پیر اور شیخ کو جہان میں مرید نہ ملے۔ سب کو میں ہی اپنی طرف کھینچ لوں۔ مگر میرے ذمے ایک دوسرا کام لگایا گیا ہے۔ اور وہ شریعت کی ترویج اور ملت اسلام کی تائید و تقویت ہے۔" اسی بنا پر آپ سلاطین وقت کے پاس تشریف لے جاتے اور اپنے تصرف[1] سے ان کو اپنا مطیع بناتے اور اس ذریعہ سے شریعتِ حقہ کی ترویج فرماتے۔

آپ سے التماس ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بزرگ خانوادہ (مشائخ نقشبندیہ) قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے ساتھ محبت و عقیدت کی برکت سے آپ کی باتوں میں اثر بخشا ہے اور آپ کی عظمت مسلمانی کو آپ کے ہمعصر لوگوں پر نمایاں اور ظاہر کر دیا ہے تو سعی اور کوشش کریں کہ اہلِ کفر کی بڑی بڑی کافرانہ باتیں جو اہلِ اسلام میں پھیل چکی ہیں ویرانی کا شکار ہو جائیں اور مٹ جائیں اور اہلِ اسلام خلاف شرع امور سے محفوظ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس سے پہلی بادشاہی میں تو دینِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عناد اور مخالفت صریح محسوس ہوتی تھی۔ اس بادشاہی میں ظاہراً وہ عناد محسوس نہیں ہوتا۔ اگر ہے بھی تو عدمِ علم کے باعث ہے۔ لیکن اس بات کا ڈر ہے کہ اب بھی معاملہ عناد تک نہ پہنچ جائے اور مسلمانوں کا معاملہ زیادہ

[1] اولیاء اللہ کے تصرف کے منکر ان الفاظ پر غور فرمائیں۔ مترجم عفی عنہ۔

Marfat.com

تنگ ہو جائے۔ ع

چون بید برسر ایمان خویش می لرزم

میں اپنے ایمان کے بارے میں درخت بید کی طرح کانپ رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں حضور سید المرسلین علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات کی متابعت و پیروی پر ثابت قدم رکھے۔

فقیر ایک تقریب کے سلسلے میں یہاں آیا تھا۔ آپ کو اپنی آمد سے بے خبر رکھنا مناسب خیال نہ کیا، اور یہ بھی مناسب نہ جانا کہ بعض مفید اور نافع باتیں آپ کو نہ لکھے۔ اور طبعی محبت سے جو بندہ کو فطری مناسبت کے طور پر آپ سے ہے واقف نہ کرے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مَنْ اَحَبَّ اَخَاہُ فَلْیُعْلِمْ اِیَّاہُ۔[1] جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے محبت رکھتا ہو تو چاہیے کہ اسے بتا دے۔

آپ پر اور تمام متبعین ہدایت پر سلامتی کا نزول ہو۔

مکتوب نمبر ۶۶

یہ مکتوب بھی خان اعظم کی طرف صادر فرمایا۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی مدح وثنا اور اس طریقہ کی طریقہ صحابہ کرام (ان کے صاحب اور ان پر صلوٰۃ وسلام) کے ساتھ مناسبت اور صحابہ کرام کی باقی تمام دوسروں پر افضلیت کے بیان میں، اگرچہ وہ اویس قرنی یا عمر بن عبدالعزیز مروانی ہی کیوں نہ ہو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔

حضرت خواجگان نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ سرہم کا طریقہ نہایت کے ابتداء میں اندراج پر مبنی ہے۔ اور یہ طریقہ بعینہٖ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ ہے۔ کیونکہ ان بزرگوں (صحابہ کرام) کو حضور سرور عالم علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات کی پہلی ہی صحبت میں وہ کچھ میسر آگیا کہ اولیاء امت کو نہایۃ النہایہ میں جا کر اس کمال کا تھوڑا سا حصہ ہاتھ آتا ہے۔ لہذا

---

[1] مسند احمد، ادب المفرد للبخاری، ترمذی، ابن حبان و حاکم۔

Marfat.com

وحشی رحمۃ اللہ علیہ قاتل حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جسے ایک ہی مرتبہ ابتدائے اسلام میں صحبت سید اولین و آخرین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات کا شرف نصیب ہوا۔ اویس قرنی سے جو خیر التابعین ہے افضل قرار پایا۔ اور وحشی کو حضور خیر البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی اول صحبت میں جو کچھ میسر آیا، اویس قرنی کو اپنی خصوصیات کے باوجود انتہا میں میسر نہ ہوا۔ تو لازمی طور پر زمانوں میں بہترین زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے۔ کلمہ ثُمَّ نے دوسروں کو پیچھے ڈال دیا ہے۔ اور ان کے درجے کی دوری کی طرف اشارہ کرتا ہےلے۔

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مبارک قدس سرہٗ سے سوال کیا: "امیر معاویہ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز"؟ تو آپ نے جواب دیا "وہ غبار جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا وہ کئی مرتبے عمر بن عبدالعزیز سے افضل و بہتر ہے۔ تو ناچار ان حضرات کا سلسلہ سلسلۃ الذہب قرار پایا۔ اور اس طریقہ (نقشبندیہ) عالی کی فضیلت و بزرگی دوسرے تمام سلسلوں پر صحابہ کرام کے زمانے کی دوسروں کے زمانہ پر فضیلت کی طرح مضبوط دلائل سے ثابت ہو چکی ہے۔

وہ جماعت جسے آغاز ہی میں کمال فضل سے حصہ عطا کر دیا گیا ہو ان کے کمالات کی حقیقت پر دوسروں کا مطلع اور آگاہ ہونا مشکل ہے۔ ان کی نہایت تمام دوسروں کی نہایت سے فائق و اعلیٰ ہے۔ ع

قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا

میرے باغ کی رعنائی سے میری بہار کی اچھائی کا اندازہ کرلو

لے عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین امت میرے صحابہ ہیں۔ ان کے بعد بہترین وہ لوگ ہیں جن کا زمانہ ان سے ملتا ہے۔ پھر ان کے بعد بہترین اُمت وہ لوگ ہیں جن کا زمانہ ان سے متصل ہے۔

تو کلمہ ثُمَّ نے جو اس حدیث میں وارد ہوا ہے دوسروں کے کام کو پیچھے ڈال دیا ہے۔ کیونکہ یہ کلمہ جس طرح تراخی زمانہ کے لیے آتا ہے تراخی مرتبہ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

Marfat.com

ع سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

یعنی سال کی خوبی اس کی بہار کے باعث ہے۔

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ فضل عظیم والا ہے۔ حضرت خواجہ نقشبند فرماتے تھے ہمارا سب کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ بحرمت نبی قرشی علیہ وعلی آلہ من الصلوات افضلہا ومن التحیات اکملہا ہمیں اور تمہیں ان اکابر سے دوستی رکھنے والوں اور ان کے نقش قدم کی پیروی کرنے والوں میں سے کرے۔

مکتوب نمبر (۶۷)

ایک محتاج آدمی کی سفارش کے بارے میں خان خاناں کی طرف صادر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں ظاہراً باطناً حضور سید المرسلین علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات کی متابعت پر ثابت وقائم رکھے۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے جو اس پر آمین کہے۔

دو ضروری اور اہم کام بے اختیار آپ کو تکلیف دینے کا باعث بنے ہیں۔ ایک رنج و آزار کا گمان رفع کرنے کا اظہار۔ بلکہ آپ سے دوستی اور اخلاص کا ہونا۔ اور دوسرا ایک محتاج آدمی کی محتاجی کی طرف اشارہ جو فضیلت اور نیکی سے آراستہ ہے اور معرفت وشہود سے مزین ہے۔ جو نسب کے لحاظ سے کریم اور حسب کے اعتبار سے شریف ہے۔

مخدوم گرامی! اظہار حق میں قدرے تلخی ضرور ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ تلخی زیادتی اور کمی کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔ بہت ہی بلند حوصلے والا سعادت مند ہونا چاہیے جو اس تلخی کو شہد کی طرح پی جائے اور ہل من مزید کہتا ہوا آگے بڑھے۔ حالات کا اختلاف امکان کی صفت کے لوازمات میں سے ہے۔ وہ جماعت جو تمکین واطمینان کے مقام تک پہنچی ہے دراصل تلوین واختلاف اس کی طبیعت وسرشت میں بھی ہوتا ہے۔ ممکن بے چارہ کبھی صفات جلالیہ کے غلبے کے نیچے مغلوب ہوتا ہے اور کبھی اس پر صفات جمالیہ کا حکم نافذ ہوتا ہے۔ نیز یہ ممکن کبھی قبض کا محل ہوتا ہے اور کبھی بسط کے مقام میں ہوتا ہے۔ اور ہر موسم ووقت کے احکام وتقاضے جدا ہوتے ہیں۔ کل وہ تھا، آج یہ ہے۔ حدیث میں ہے:

قلب المؤمن بین اصبعین من — مومن کا دل خدائے رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان

Marfat.com

اصابع الرحمٰن، یقلبہا کیف یشاء۔ ہے۔ اسے جیسے چاہتا ہے پھیرتا ہے۔

والسلام۔

مکتوب نمبر (۶۸)

یہ مکتوب بھی خان خاناں کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ دولت مندوں کو تواضع اور انکساری زیب دیتی ہے اور فقراء کو بے نیازی

الخیر فیما صنع اللہ سبحانہٗ۔ بہتری اور خیر اسی میں ہے جو اللہ سبحانہ کرے۔

مخدوم گرامی! سہ

من آنچہ شرط بلاغ است باتو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال!

تبلیغ کی شرط کے تحت جو کچھ ہے وہ میں نے تجھے کہہ دیا ہے۔ آگے میری باتوں سے نصیحت حاصل ہو یا رنج و ملال۔ (وہ تو جانے)

آپ کے تینوں خطوط سے بے نیازی ہی ٹپکتی تھی۔ اگرچہ آپ کا مقصود تواضع تھا مثلاً آخری خط میں یوں تحریر تھا:

"بعد الحمد والصلوٰۃ عرض ہے کہ اس عبارت میں اچھی طرح غور کریں کہ اسے کہاں لکھا جائے"۔

یہ ٹھیک ہے کہ آپ نے فقراء کی خدمت بہت کی ہے۔ لیکن ساتھ ہی فقراء کے آداب کا لحاظ بھی ضروری ہے تاکہ اس پر ثمرہ اور نتیجہ برآمد ہو۔ اور اس کے بغیر تو خاردار درخت پر ہاتھ پھیرنے والی بات ہے۔ یعنی کچھ فائدہ نہیں۔ ہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے متقی لوگ تکلف سے بری ہیں۔ لیکن متکبروں کے ساتھ تکبر کرنا بھی ایک قسم کا صدقہ اور نیکی ہے۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرّہٗ کو ایک شخص نے متکبر کہا۔ آپ نے فرمایا میرا تکبر خدا کے لیے ہے اس گروہ فقراء کو ذلیل خوار خیال نہ کریں۔ کیونکہ حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے:

رُبَّ[1] اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ بہت سے پراگندہ بال گرد آلود دروازوں سے

[1] مشکوٰۃ شریف، بحوالہ مسلم۔

Marfat.com

لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ۔ دھکیلے جاتے والے (باطن میں ایسا بلند مقام رکھتے ہیں) کہ اگر خدا پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ان کی قسم پوری کرتا ہے۔

۵ اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

میں نے تیرے سامنے اپنا غم دل بہت تھوڑا بیان کیا ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ تو دل آزردہ ہوگا ورنہ باتیں بہت ہیں۔

آپ کے عزیز دوستوں اور مخلصوں کو چاہیے کہ سچائی اور حقیقتِ معاملہ کو سامنے رکھیں۔ اور جو کچھ آپ تک پہنچائیں صحیح اور درست پہنچائیں۔ اور جو مشورہ بھی آپ کو دیں اس میں آپ کی بھلائی کو مدنظر رکھیں، اپنی اغراض اور مصلحتوں کو سامنے نہ رکھیں کہ یہ سراسر خیانت ہے۔

بعض منافع اس سفر کے آپ کے لیے علت غائی کی حیثیت رکھتے تھے (مگر کیا کیا جائے)۔ اس عالم اسباب میں آپ کے "دوستوں اور مخلصوں" نے آپ کو نہ چھوڑا (تاکہ وہ منافع آپ تک پہنچتے) اس طرف سے کوتاہی کا خیال نہ کریں۔ اگرچہ یہ مقدمات (باتیں) تلخی نما ہیں۔ لیکن آپ کی خوشامد و چاپلوسی کرنے والے بہت ہیں، آپ اسی پر اکتفا کریں۔ فقراء سے آشنائی اور ملاقات سے مقصود یہ ہے کہ انسان اپنے پوشیدہ عیوب اور مخفی کمینی حرکات سے واقف اور مطلع ہو۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اس قسم کی باتوں سے آزار اور تکلیف دینا مقصود نہیں، بلکہ یہ باتیں خیر خواہی اور دلسوزی کے طور پر ہیں۔ آپ یقین کریں۔

خواجہ محمد صدیق اگر ایک روز پہلے آجاتا تو احتمال تھا کہ بندہ اپنے آپ کو آپ کی خدمت میں لے آتا۔ مگر وہ تو سرہند کے راستے میں ملا۔ لہٰذا معذور جانیں۔

الخیر فیما صنع اللہ سبحانہ۔ بہتری اسی میں ہے جو خدا تعالیٰ کرے۔

مکتوب نمبر (۶۹)

اس بیان میں کہ تواضع دارین کی بلندی کا باعث ہے۔ نیز اس بیان میں کہ نجات فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت کی متابعت سے وابستہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ۔

Marfat.com

التفات نامہ گرامی جو آپ نے برادرِ عزیز مولانا محمد صدیق کے ہمراہ روانہ کیا تھا، موصول ہوا۔ آپ نے کرم فرمایا۔ جزاکم اللہ سبحانہ عنا خیر الجزاء۔

چونکہ آپ نے فقراء کے آداب کا لحاظ رکھا ہے اور باتوں میں تواضع اختیار کی ہے۔ اس کے مطا
مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ[1] جو اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اسے بلندی و رفعت عطا کرتا ہے۔

امید ہے کہ آپ کا یہ عجز و تواضع آپ کی دینی و دُنیوی رفعت کا سبب بنے۔ بلکہ بن چکا ہے۔ آپ ک بشارت ہو[2]۔ چونکہ آپ درمیان میں رجوع اور انابت کے الفاظ لے آئے ہیں اس لیے یوں تصور کر کہ آپ کا یہ رجوع درویشوں میں سے کسی درویش کے ہاتھ پر واقع ہو چکا ہے' لہٰذا اچھے نتائج و ثمرا کے منتظر رہیں۔ لیکن حتی الامکان درویشوں کے حقوق و آداب کا لحاظ ضرور رکھیں۔

وصیتوں اور نصیحتوں میں سے کیا لکھے۔ اور علوم و معارف کا کیا اظہار کرے۔ علماء مجتہدین او صوفیہ محققین شکر اللہ تعالیٰ سعیھم نے بسط و تفصیل کے ساتھ سب کچھ لکھ دیا ہے۔ کوئی کمی باقی نہ چھوڑی۔ اور اس کم مایہ بندے کی تحریرات کا کچھ حصہ بھی ظاہراً آپ کے دوستوں نے آپ کی خدمت م پہنچا دیا ہے۔ آپ کی نظر شریف سے گزر چکا ہوگا۔

مختصر یہ کہ نجات کا راستہ اہل سنت و جماعت کی متابعت ہے۔ (اللہ تعالیٰ اس گروہ کو زیادہ کرے)۔ اقوال میں بھی' افعال میں بھی اور احوال و فروع میں بھی۔ کیونکہ نجات پانے والا فر یہی ہے[3]۔ باقی تمام فرقے زوال اور ہلاکت کے کنارے کھڑے ہیں۔ آج کسی کے علم میں یہ بات آئے نہ آئے۔ لیکن کل (قیامت) کو ہر ایک جان لے گا۔ مگر اس وقت جاننا بے سود ہوگا۔

اے اللہ! اس سے قبل کہ موت آ کر ہمیں جگائے اور ہوشیار کرے اس وقت بیداری او ہوشیاری کی نعمت نصیب فرما۔

سیادت مآب سید ابراہیم آپ کے بلند آستانہ سے قدیمی تعلق و نسبت رکھتا ہے اور آپ

---

[1] ابو نعیم نے حلیہ میں اسناد حسن کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

[2] "لوح محفوظ است پیش اولیاء"۔ مترجم عفی عنہ۔

[3] آج فتنہ اور گمراہی کے تاریک دور میں اہل اسلام پر لازم ہے کہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے پر عمل کرتے ہوئے مسلک حقہ اہل سنت و جماعت پر قائم و ثابت رہیں۔ نجات یافتہ گروہ صرف یہی دوسرے تمام فرقے اس نعمت و سعادت سے محروم ہیں۔ مترجم عفی عنہ۔

Marfat.com

دعا گوؤں میں شامل ہے۔ آپ کے ذمہ کرم پر لازم ہے کہ اس کی دستگیری فرمائیں۔ کہ اس فقر اور بڑھاپے کے وقت اپنے اہل وعیال میں فراغت و سکون سے اپنا وقت گزاریں اور آپ کے لیے دونوں جہان کی سلامتی کی دعا میں مشغول رہیں۔ والسلام۔

مکتوب نمبر (۷۰)

اس بیان میں کہ انسان کی جامعیت راہِ راست سے اس کی دوری کا سبب بن جاتی ہے جس طرح یہی جامعیت اس کے قرب کا سبب ہے۔ اور اس کے مناسب امور کے بیان ہیں۔

یہ مکتوب بھی خانِ خاناں کی طرف صادر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو شریعت حقہ مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے طریقہ پر قائم و ثابت رکھے۔ اللہ تعالیٰ اس بندے پر بھی رحم فرمائے جو اس پر آمین کہے۔

انسان کے لیے اس کی جامعیت جس طرح قربِ حق، بزرگی اور فضیلت کا موجب ہے اسی طرح اسے گمراہ اور جاہل رکھنے کا سبب بھی ہے۔ قرب کا سبب تو اس طرح ہے کہ انسان کا آئینہ فطرت سب مخلوق کی نسبت کامل تر ہے۔ اور تمام اسماء و صفات بلکہ تجلیات ذاتیہ کے ظہور کی قابلیت بھی اس میں ہے۔ حدیث قدسی[۱]:

لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ۔	میری وسعت نہیں رکھتے نہ میری زمین اور نہ میرا آسمان، بلکہ میری وسعت و گنجائش میرے بندہ مومن کا دل رکھتا ہے۔

میں اسی بیان کی طرف اشارہ ہے۔

اور راہِ راست سے اس کی دوری کا سبب جہان کی ہر شے کی طرف اس کا احتیاج ہے۔ کیونکہ انسان کے لیے ہر چیز درکار ہے۔

خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا۔	اللہ تعالیٰ نے زمین میں سب کچھ تمہارے لیے پیدا کیا ہے۔

[۱] احیاء العلوم، طبرانی، دیلمی در مسند الفردوس بروایت انس رضی اللہ عنہ۔ وامام احمد از وہب بن منبہ بالفاظ مختلفہ۔

اس احتیاج کے سبب اسے ہر شے میں گرفتار ہونا پڑتا ہے۔ اور یہی گرفتاری اس کے بُعد اور اسے [گ]ر کرنے کا باعث بن جاتی ہے ؎

پایہ آخر آدم است و آدمی گشت محروم از مقامِ محرمی

گر نہ گردد باز مسکیں زیں سفر نیست از وے ہیچکس محروم تر

انسان بلندی کے سب سے آخری مرتبہ پر ہے لیکن انسان محرم راز ہونے کے مقام سے محروم ہو چکا ہے۔ اگر یہ مسکین اس (گرفتاری اشیاء) کے سفر سے واپس نہ لوٹا تو پھر اس سے زیادہ کوئی بھی محروم نہیں۔ پس تمام موجودات میں بہترین بھی انسان ہی ہے۔ اسی نوع انسانی میں سے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی ہیں جو ربّ العالمین کے حبیب ہیں۔ اور آسمانوں اور زمینوں کے رب کا دشمن ابلیس لعین بھی اسی نوع میں سے ہوا ہے۔ تو لازمی بات ہے کہ جب تک انسان کو تمام گرفتاریوں سے نجات میسر نہ آئے سب عیوب و نقائص سے منزہ ذات بحت حق تعالیٰ کی گرفتاری اور اس سے وابستگی حاصل نہیں ہو سکتی۔ غیر حق میں گرفتاری خرابی ہی خرابی ہے۔ لیکن بتقاضائے ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ (جو چیز پوری طرح حاصل نہ ہو سکے اسے بالکل ہی ترک نہیں کرنا چاہیے) چند روزہ صاحبِ شریعت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتحیۃ کی اتباع کے موافق بسر کرنا چاہیے۔ کیونکہ عذابِ آخرت سے نجات اور دائمی نعمتوں (جنت) کا حصول اسی اتباع کی سعادت سے وابستہ ہے۔

پس بڑھتے والے مال اور چرکر پیٹ بھرتے والے مویشیوں کی زکوٰۃ کما حقّہٗ ادا کرتے رہیں۔ اور اس ادائے زکوٰۃ کو اموال اور مویشیوں میں دل نہ لگانے کا وسیلہ بنانا چاہیے۔ اور لذیذ کھانوں اور نفیس ملبوسات میں حظِ نفس ملحوظِ خاطر نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ کھانے پینے کی اشیاء میں ادائے طاعات کی نیت کے سوا اور کچھ نیت نہیں ہونی چاہیے۔ اور نفیس لباس مطلق آیۃ

خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ[1] یعنی اختیار کرو اپنی زینت ہر مسجد یعنی ہر نماز اَیْ عِنْدَ کُلِّ صَلوٰۃٍ۔ کے وقت۔

حکمِ ربی کی زینت کے تحت پہننا روا ہے۔ اور کوئی نیت نہیں ہونی چاہیے۔ اور اگر حقیقت میسر نہ آئے تو تکلف سے یہ نیت دل میں لانی چاہیے:

فَاِنْ لَّمْ تَبْکُوْا فَتَبَاکَوْا[2] اگر رونا نہ آئے تو رونے کی شکل ہی بنا لو۔

---

[1] پارہ ولو اننا (۸) سورۂ اعراف۔

[2] شرح السنہ بروایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہمیشہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی بارگاہ میں التجا اور تضرع کرتے رہنا چاہیے تاکہ حقیقت نیت نصیب ہو اور تکلف سے نجات ملے۔ ؎

می تواند کہ دہد اشک مرا حُسنِ قبول! آنکہ دُر ساختہ است قطرۂ بارانی را

ممکن ہے کہ وہ ذات میرے آنسوؤں کو حُسنِ قبول کے شرف سے نواز دے جس نے بارش کے قطرے کو موتی کی صورت عطا کر دی ہے۔

اسی طرح تمام کاموں میں ان دیندار علماء کرام کے فتویٰ کے مطابق جنہوں نے عزیمت کا راستہ اختیار کر رکھا ہے اور رخصت سے اجتناب کرتے ہیں زندگی بسر کرنا چاہیے۔ اور اس کو نجات اُخروی ابدی کا وسیلہ قرار دینا چاہیے:

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ (ا) اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب کیوں دے گا جبکہ تم لوگ شکر گذار اور مومن بنو۔

مکتوب نمبر (۷۱)

یہ مکتوب مرزا داراب ابن خان خاناں کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ نعمتوں سے مالا مال انسان پر نعمت فرمانے والے رب تعالیٰ کا شکر ادا کرنا واجب وضروری ہے۔ اور شکر کی ادائیگی صرف احکام شریعت کی بجا آوری کی صورت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ تمہاری تائید و نصرت فرمائے۔

نعمت والے پر نعمت عطا کرنے والے رب تعالیٰ کا شکر از روئے عقل و شرع ضروری ہے۔ اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ شکر کا وجوب نعمتوں کی مقدار کے مطابق ہوتا ہے۔ پس جس قدر نعمتیں زیادہ ہونگی شکر کا وجوب بھی زیادہ ہوگا۔ تو دولت مندوں پر ان کے درجات کے مطابق فقراء کی نسبت کئی درجے شکر کی ادائیگی ضروری ہے۔ لہٰذا اس اُمّت کے فقراء اغنیاء کی نسبت پانچ سو سال پہلے جنت میں چلے جائیں گے۔

اور نعمتیں عطا کرنے والے رب تعالیٰ کے ادائے شکر کا پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ اپنے عقائد فرقہ

(ا) پارہ والمحصنٰت (۵) سورۂ نساء۔

Marfat.com

ناجیہ اہل سنت وجماعت کی آراء کے مطابق صحیح اور درست رکھے۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ اس بلند مرتبہ گروہ کے مجتہدین کی آراء کے مطابق احکام شرعیہ بجالاتا رہے۔
تیسرا درجہ یہ ہے کہ بلند درجہ گروہ صوفیہ کے سلوک کے موافق اپنے نفس کا تصفیہ اور تزکیہ کرے۔

اس آخری رکن کا وجوب درجہ استحسان میں ہے۔ بخلاف پہلے دو رکنوں کے۔ کیونکہ اصل اسلام پہلے دو رکنوں کے ساتھ وابستہ ہے، اور کمال اسلام تیسرے رکن سے متعلق ہے۔ اور وہ عمل جو ان تین ارکان کے خلاف ہے، اگرچہ ریاضات شاقہ اور مجاہدات شدیدہ کی جنس سے ہو، معصیت، نافرمانی اور حق تعالیٰ کی ناشکری میں داخل ہے۔

ہندو برہمنوں اور فلاسفۂ یونان نے کیا کم ریاضتیں اور مجاہدے کیے ہیں؟ لیکن چونکہ ان کی ریاضتیں انبیاء کرام (ان میں سب سے افضل نبی پر خصوصاً اور باقی پر عموماً اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور سلامتیوں کا نزول ہو) کی شریعتوں کے مطابق واقع نہیں ہوئیں، اس لیے سب مردود ہیں۔ اور یہ لوگ نجات اُخروی سے محروم ہیں۔

تو تم پر ہمارے سردار و مولیٰ اور ہمارے گناہ بخشوانے والے اور ہمارے دلوں کے طبیب حضرت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور حضور کے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی متابعت اور پیروی لازم و ضروری ہے۔

مکتوب نمبر ۷۲

خواجہ جہاں کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ دین و دنیا دونوں کا جمع کرنا دشوار و مشکل ہے۔ پس طالب آخرت کے لیے ترک دنیا کے بغیر چارہ نہیں۔ اور اگر ترک حقیقی میسر نہ آئے تو کم از کم ترک حکمی تو ضرور ہونا چاہیے۔ اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ آپ کو سلامت رکھے اور عافیت عطا فرمائے۔

مَا اَحْسَنَ الدِّیْنَ وَالدُّنْیَا لَوِ اجْتَمَعَا — کیا ہی اچھا ہوتا اگر دین و دنیا دونوں اکٹھی ہو سکتیں

دین و دنیا دونوں کو جمع کرنا دو ضدوں کے جمع کرنے کے قبیلہ میں سے ہے۔ پس طالب آخرت کے لیے دنیا کو چھوڑنا ضروری ہے۔ اور جب اس وقت حقیقۃً ترک دنیا میسر نہیں بلکہ مشکل ہے۔ تو کم از کم ترک حکمی وصوری تو ضرور ہونا چاہیے۔

Marfat.com

اور ترک حکمی سے یہ مراد ہے کہ دنیوی امور میں بندہ روشن شرع کے تقاضوں کے مطابق اس کے احکام کی پابندی کرے۔ اور کھانے پینے اور لباس وغیرہ میں حدود شرعیہ کی رعایت ملحوظ رکھے اور ان حدود سے تجاوز کرنے کو روا اور جائز نہ رکھے۔ اور سونے چاندی اور مال تجارت وغیرہ اور مویشیوں میں نصاب مکمل ہونے کی صورت میں فریضہ زکوٰۃ ادا کرے۔ جب احکام شرعیہ کی ادائیگی کے ساتھ انسان مزین و آراستہ ہوگیا تو دنیا کی مضرتوں سے نجات حاصل ہوگئی۔ اور دنیا آخرت کے ساتھ جمع ہوگئی۔ اور اگر اس طرح کا ترک حکمی بھی میسر نہ آئے تو ایسا شخص بحث سے خارج ہے اور منافق کے حکم میں ہے، جو صرف صورت ایمان رکھتا ہے۔ اور منافق کا ایمان آخرت میں کچھ نفع نہیں دے گا۔ ایسے آدمی کے ایمان کا نتیجہ اور ثمرہ صرف اس قدر ہے کہ دنیا میں اس کے مال اور اس کی جان کا تحفظ ہوجاتا ہے ؎

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال!

شرط تبلیغ کے تحت جو کچھ میرے ذمے تھا وہ میں نے تجھ سے کہہ دیا ہے۔ آگے میری باتوں سے تجھے چاہے نصیحت حاصل ہو چاہے رنج وملال۔

دیکھیے! کون صاحب دولت ایسا نکلتا ہے جو اس دُنیوی کرّوفر اور ان نوکروں چاکروں اور ان لذیذ و چرب کھانوں اور لباسہائے فاخرہ امیرانہ کے باوجود کلمۂ حق قبول کر لینے والے کانوں کے ساتھ سنتا ہے ؎

گوشش از بار دُرگراں شدہ است　　　نشنود نالۂ و فغان مرا

اس کے کان موتیوں کے بوجھ سے بھاری ہو چکے ہیں۔ لہٰذا میرے نالۂ و فغاں کو کہاں سُن سکتے ہیں

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں سب کو شریعت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی متابعت کی توفیق عطا کرے۔

باقی ایک لائق گزارش بات یہ ہے کہ میاں شیخ زکریا جو پہلے عہدہ تحصیلداری پر فائز تھا آج کل محبوس اور بند ہے۔ شومی اعمال کے باعث مدت سے قید خانہ میں بند ہے۔ ضعف پیری تنگی معاش اور قید خانہ میں عرصہ سے پڑا رہنے کی وجہ سے بالکل تنگ اور پریشان ہے۔ اس نے مجھے لکھا تھا کہ لشکر میں آکر میری رہائی کی کوشش کریں۔ راستے کی لمبی مسافت وہاں تک آنے میں مانع ہوئی۔ برادر عزیز خواجہ محمد صادق آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہے تھے۔ ضرورت کے ان چند کلمات کی تکلیف دی ہے۔

Marfat.com

امید ہے کہ اس بوڑھے اور ضعیف شخص کے بارہ میں توجہ عالی کریں گے۔ کیونکہ وہ عالم بھی ہے۔ اور اسے ضعف پیری بھی لاحق ہے ـــــــ والسلام اوّلاً و آخراً۔

مکتوب نمبر (۷۳)

دنیا اور اہل دنیا کی مذمت اور غیر نفع مند علوم کو حاصل کرنے کی برائی اور فضول مباحات سے بچنے اور خاصکر عنفوان جوانی میں خیرات اور اعمال صالحہ کی ترغیب و تحریص میں۔

قلیج اللہ بن قلیج خاں کی طرف صادر فرمایا۔

حق سبحانہ وتعالیٰ روشن شریعت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات والتحیات الابدیہ السرمدیہ کے طریقہ پر استقامت نصیب فرمائے۔

اے فرزند! دنیا آزمائش اور ابتلا کا مقام ہے۔ اس کے ظاہر کو مختلف ملمع سازیوں اور زینتوں سے آراستہ اور مزین کیا گیا ہے۔ اس کی صورت کو موہوم خال وخط اور زلف و رخسار سے خوبصورت کیا گیا ہے۔ دیکھنے میں شیریں اور طراوت و تازگی کا خیال آتا ہے۔ لیکن حقیقت میں عطر لگا ہوا مردار اور مکھیوں اور کیڑوں سے بھرا ہوا ٹٹی خانہ اور آب نماریت اور زہر سے لبریز شکر ہے۔ اس کا باطن سراسر خراب اور ابتر ہے۔ اس کا معاملہ اپنے طالبوں کے ساتھ اس گندگی اور غلاظت کے ساتھ جس قدر تم برا خیال کر سکتے ہو اس سے بھی بدتر ہے۔ اس دنیا پر فریفتہ ہونے والا دیوانہ اور مسحور (جادو کیا ہوا) ہے۔ اس کا گرفتار مجنون اور فریب خوردہ ہے۔ جو اس کے ظاہر پر فریفتہ ہو گیا اور نقصان ابدی کے ساتھ داغدار ہو گیا۔ جس نے بھی اس کی حلاوت و طراوت پر نظر کی دائمی ندامت و شرمندگی اس کے حصہ میں آگئی۔ سرور کائنات حبیب رب العالمین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتحیات نے فرمایا ہے:

مَا الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃُ اِلَّا ضَرَّتَانِ ⁽¹⁾ یعنی دنیا اور آخرت دو سوکنوں کی طرح ہیں۔
اِنْ رَضِیَتْ اِحْدٰھُمَا سَخِطَتِ الْاُخْرٰی اگر ایک راضی ہوتی ہے تو دوسری ناراض ہوتی ہے۔

تو جس نے دنیا کو راضی کیا اس سے آخرت ناراض ہو گئی۔ اور آخرت کی نعمتوں سے بے نصیب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں دنیا اور اہل دنیا کی محبت سے پناہ میں رکھے۔

ـــــــــــ

[1] احمد، حاکم، طبرانی اور ابن حبان بالفاظ مختلفہ۔

اے بیٹے! تو کچھ جانتا ہے کہ دنیا کیا چیز ہے؟ دنیا وہ چیز ہے جو تجھے خدا تعالیٰ سے دور کر دیتی ہے۔ لہٰذا بیوی، اولاد، مال وجاہ، سرداری اور لہو ولعب اور لایعنی چیزوں میں اشتغال سب دنیا میں داخل ہے (اگر خدا سے دور کر دے)۔[1] وہ علوم جو آخرت میں کام نہیں آئیں گے، وہ بھی دنیا میں داخل ہیں۔ اگر علم نجوم، منطق، ہندسہ اور حساب وغیرہ بے فائدہ علوم کا حاصل کرنا کارآمد چیز ہوتی تو فلاسفہ اہل نجات میں سے ہوتے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

علامة اعراضه تعالیٰ عن العبد[2]	اللہ تعالیٰ کے بندے سے اعراض کرنے کی علامت
اشتغاله بما لا یعنیه۔	یہ ہے کہ بندہ لایعنی کاموں میں مشغول ہو جائے

ے

ہر چہ جز عشق خدائے احسن است
گر شکر خوردن بود جاں کندن است

خدائے احسن کے عشق و محبت کے سوا جو کچھ بھی ہے چاہے شکر ہی کیوں نہ کھائی جائے اس میں بھی جان کی ہلاکت ہی ہے۔

اور وہ جو کہا گیا ہے کہ نماز کے اوقات معلوم کرنے کے لیے علم نجوم درکار ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس علم کے بغیر اوقات نماز کی پہچان نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اوقات نماز پہچاننے کے طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ علم بھی ہے۔ ایسے بہت لوگ ہیں جو علم نجوم بالکل نہیں جانتے لیکن نماز کے اوقات ماہرین نجوم سے بھی بہتر جانتے ہیں۔ اسی کے قریب وہ وجہ ہے کہ جو علم منطق اور حساب وغیرہ جن کی بعض علوم شرعیہ میں ضرورت پڑتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ بہت سے تکلفات اور تمحلات اختیار کر کے ان علوم میں مشغول ہونے کا جواز نکلتا ہے۔ ان علوم کے پڑھنے اور حاصل کرنے سے اگر مقصود صرف احکام شرعیہ کی معرفت اور علم کلام کی دلیلوں کی تقویت ہو تو صرف اس قصد کے تحت ان علوم کے حصول کا جواز ہے۔ ورنہ ان کی تحصیل اور ان کا پڑھنا پڑھانا جائز ہی نہیں۔ انصاف کرنا چاہیے کہ اگر ایک امر مباح کا ارتکاب بہت سے واجب امور کے فوت ہو جانے کا باعث بنتا ہو وہ حد جواز سے خارج ہو جائے گا یا نہیں یعنی ضرور

---

[1] عارف رومی فرماتے ہیں: چیست دنیا از خدا غافل شدن۔

[2] علی متقی نے جوامع الکلم میں اور ابن حجر نے شرح اربعین میں اور ترمذی و ابن ماجہ نے بالفاظ مختلفہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

Marfat.com

خارج ہو جائے گا۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ان علوم میں مشغولیت بہت سے ضروری شرعی علوم کے حصول و اشتغال کو فوت کر دیتی ہے۔

اے فرزند! حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے محض اپنی عنایت بے غایت سے تجھے ابتدائے جوانی میں ہی توبہ کی توفیق نصیب فرمائی تھی۔ اور اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے درویشوں میں سے ایک درویش کے ساتھ رجوع کی نعمت عطا فرمائی تھی۔ میں نہیں جانتا کہ نفس و شیطان نے تجھے اس توبہ پر قائم و ثابت رہنے دیا یا نہیں۔ توبہ پر استقامت مشکل ہی نظر آتی ہے۔ آپ کا آغاز جوانی کا وقت ہے۔ تمام دنیوی اسباب و وسائل مہیا ہیں۔ اور نامناسب و ناپسندیدہ ہمنشین اور ساتھی بھی آپ کے ارد گرد جمع ہیں ؎

ہمہ اندرز من بتو این است　　　　که تو طفلی و خانہ رنگین ست

(میری طرف سے تجھے ساری نصیحت یہی ہے کہ تو بچہ ہے اور مکان بڑا رنگین اور خوشنما ہے (کہیں اس کے نقش و نگار میں کھو کر مقصد کو ہی نہ بھول جائے)

اے فرزند! کرنے کا کام یہی ہے کہ انسان فضول مباحات سے بھی بچے اور مباحات میں سے صرف قدر ضرورت پر اکتفا کرے۔ وہ بھی اس نیت سے کہ وظائف بندگی ادا کرنے کی ہمت و طاقت بحال اور موجود رہے۔ مثلاً خوراک سے مقصود ادائے طاعات کی قوت ہے۔ اور لباس سے ستر شرمگاہ اور گرمی و سردی کا دفاع ہے۔ اسی قیاس پر باقی مباحات ضروریہ ہیں۔ اکابر نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم نے عزیمت کو اپنا معمول بنایا ہے اور رخصت سے حتی الامکان اجتناب کیا ہے۔ اور یہ بھی عزیمت میں داخل ہے کہ بقدر ضرورت پر اکتفا کی جائے۔ اور اگر عزیمت کی یہ دولت میسر نہ ہو تو مباحات کے دائرہ سے قدم باہر نہیں رکھنا چاہیے۔ اور حرام اور مشتبہ امور کا مرتکب نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مباحات کے اندر ہی اعلیٰ سے اعلیٰ نعمتوں کو اتم و اکمل طور پر جائز قرار دے دیا ہے اور اسی دائرہ کو بہت وسیع کر دیا ہے۔ تمام تنعمات سے قطع نظر کونسی آسائش اس کے برابر ہو سکتی ہے کہ اس کا مولیٰ اس کے اعمال پر راضی اور خوش ہو جائے۔ اور کونسی سختی اس کے برابر ہو سکتی ہے کہ انسان کا آقا اس کے اعمال سے ناراض اور ناخوش ہو۔ خدا تعالیٰ کی رضا جنت میں جنت سے بہتر ہے اور دوزخ میں اللہ کی ناراضگی نار دوزخ سے بُری ہے۔

یہ انسان بندہ محکوم ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری کا پابند ہے۔ اسے شتر بے مہار کی طرح

Marfat.com

کھلا نہیں چھوڑا گیا کہ جو دل میں آئے کرے۔ غور و فکر سے کام لینا چاہیے۔ اور عقل و دور اندیش سے سوچنا چاہیے۔ ورنہ کل قیامت کو سوائے ندامت اور خسارہ کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ کام کرنے کا وقت بھی جوانی کا موسم ہے۔ جوانمرد وہی ہے جو اپنا وقت ضائع نہ کرے۔ اور فرصت کے لمحات کو غنیمت جانے۔ ممکن ہے کارکنان قضا و قدر اسے بڑھاپے تک دنیا میں نہ رہنے دیں۔ اور اگر بڑھاپے تک عمر وفا بھی کرے تو شاید اس وقت دل جمعی اور سکون نصیب نہ ہو۔ اور اگر اس وقت سکون میسر بھی ہو تو وہ ضعف اور پیری کا وقت ہے، کام کچھ نہیں ہو سکے گا۔ اس وقت جبکہ دل جمعی اور سکون کے اسباب مہیا ہیں، اور والدین کا وجود بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات میں ہے کہ فکر معاش ان کے سر پر ہے۔ اور فرصت کا موسم ہے اور قوت و استطاعت کا زمانہ ہے۔ تو پھر کس عذر کے تحت آج کا کام کل پر ڈالا جائے۔ اور "اچھا کل کرلیں گے" پر عمل کیا جائے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

هَلَكَ الْمُسَوِّفُوْنَ [1] — ہلاک ہوگئے وہ لوگ جو کہتے ہیں عنقریب ہم یہ کام کرلیں گے یعنی آج کا کام کل پر ڈالنے والے۔

ہاں، اگر کبھی دنیا کے کام کل پر ڈالیں اور آخرت کے کاموں کو آج سرانجام دیں تو یہ بہت ہی بہتر ہے جس طرح اس کا الٹ نہایت قبیح ہے۔ اس آغاز جوانی کے وقت میں کہ دشمنوں یعنی نفس اور شیطان کا غلبہ ہے تھوڑے سے عمل کا اس قدر اعتبار اور اس قدر وقعت ہے کہ دشمنوں کے غلبہ نہ ہونے کے وقت کئی گنا زیادہ عمل کا بھی اتنا اعتبار اور اتنی قدر و قیمت نہیں۔ فوجی قاعدہ اور دستور کے مطابق دشمنوں کے غلبہ کے وقت سپاہیوں کی کارگزاری کی بڑی قدر ہوتی ہے اور ان کا تھوڑا سا تردد بھی بڑی وقعت اور نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ اور دشمنوں سے امن و امان کے وقت وہ قدر و قیمت نہیں ہوتی۔

اے فرزند! پیدائش انسانی سے مقصود جو خلاصۂ کائنات ہے، لہو و لعب اور کھانا اور سونا نہیں۔ بلکہ انسانی خلقت و پیدائش سے مقصود یہ ہے کہ بندہ وظائف بندگی ادا کرے۔ اور ذل و انکسار، عجز و محتاجی اور ہمیشہ جناب قدس خداوندی جل سلطانہٗ میں التجاء اور تضرع کا تعلق قائم رکھے۔

وہ عبادات جو شرع محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان کی ہیں۔ اور ان عبادات سے مقصود بھی

---

[1] دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت بالفاظ التسویف شعار الشیطان یلقیہ فی قلب المؤمن اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بالفاظ ایاک والتسویف بالتوبۃ نقل کی۔ اور امام بخاری نے تاریخ میں حضرت عکرمہ سے بطریق ارسال روایت کی۔ اور خطیب نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بالفاظ لعن اللہ المسوفات روایت کی۔ مترجم عفی عنہ

بندوں کے منافع اور مصالح ہیں۔ اور جناب قدس خداوندی عز شانہٗ کی طرف کوئی نفع عائد نہیں ہوتا۔ ان سب کو جان و دل سے ممنون ہو کر ادا کرنا چاہیے اور پوری تسلیم و اطاعت سے تمام ماموارت کی فرمانبرداری اور تمام ممنوعات سے رکنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے کامل بے نیازی کے باوجود اپنے بندوں کو ماموارت اور ممنوعات سے سرفراز فرمایا ہے۔ ہم محتاجوں کو اتم طریقہ پہ اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے اور پوری احسان مندی کے ساتھ احکام کی فرماں برداری میں کوشاں رہنا چاہیے۔

وہ فرزند جانتا ہے کہ اگر اہل دنیا میں سے ظاہری شوکت و مرتبے والا شخص اپنے ماتحت متعلقین میں سے کسی کو کسی خدمت کے ساتھ سرفراز کرے اور اس خدمت میں خدمت سپرد کرنیوالے صاحب شوکت شخص کا نفع بھی ہو تو یہ ماتحت انسان اس کے حکم کو کس قدر عزیز خیال کرتا ہے۔ اور جانتا ہے کہ ایک عظیم القدر شخص نے اسے اس خدمت پر مامور کیا ہے۔ تو یہ ماتحت انسان پوری احسان مندی کے ساتھ اس خدمت کو بجا لائیگا۔ تو بڑے تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ خداوند تعالیٰ جل سلطانہ کی عظمت اس دنیادار شخص کی عظمت سے بھی نظر میں کم محسوس ہو کہ خدا تعالیٰ کے احکام اور اس کے وظائف بندگی کی ادائیگی میں کوشش نہ کی جائے شرم آنی چاہیے۔ اور خواب خرگوش سے بیدار ہونا چاہیے۔

خدا تعالیٰ جل سلطانہ کے احکام بجا نہ لانا دو وجہ سے ہوتا ہے۔ یا تو اس بنا پر کہ اخبارات شرعیہ کو جھوٹا خیال کیا جائے۔ اور ان پر یقین نہ ہو اور یا اس بنا پر کہ اللہ تعالیٰ و تقدس کے حکم و فرمان کو دنیاداروں کے حکم سے بھی حقیر اور کم تر خیال کیا جائے۔ اس صورت حال کی شناعت اور برائی آپ خود ملاحظہ کر لیں۔

اے فرزند! جس شخص کے جھوٹ کا بارہا تجربہ ہو چکا ہو وہ اگر یہ اطلاع دے کہ فلاں قوم پر ان کے دشمن فلاں رات شب خون ماریں گے۔ تو اس قوم کے عقل مند لوگ اپنی حفاظت کے لیے چارہ جوئی کریں گے اور مصیبت کے دفاع کی فکر کریں گے۔ باوجودیکہ جانتے ہیں کہ اطلاع دینے والا شخص جھوٹ بولنے کا عادی ہے۔ لیکن پھر بھی کہتے ہیں کہ عقلمندی یہی ہے کہ خطرے کے وہم سے بھی پرہیز کرنا اور بچنا ضروری ہے۔

(اس بات پر قیاس کرتے ہوئے جاننا چاہیے کہ) مخبر صادق جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ نے پورے مبالغے کے ساتھ عذاب اُخروی کے بارے میں خبر دی ہے۔ لیکن آپ کی باتوں سے بالکل متاثر نہیں ہوتے کیونکہ اگر متاثر ہوتے تو اس کے ازالے کی فکر کرتے۔ حالانکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کا علاج بھی معلوم کر چکے ہیں۔ تو یہ کیا ایمان ہوا کہ مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر کو جھوٹے آدمی کی خبر جتنی

Marfat.com

اہمیت بھی نہ دی جائے۔ اسلام کی صرف رسمی صورت نجات کے لیے کافی نہیں، یقین درکار ہے۔ اور یقین کہاں ہے بلکہ وہم بھی نہیں۔ کیونکہ عقلمند لوگ خطرے کے مقامات میں وہم کو بھی اہمیت دیتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کلام مجید میں فرماتا ہے۔

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝[1] اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے۔

اس ارشادِ خداوندی کے باوجود لوگ اعمال قبیحہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اگر یہ جانتے ہوں کہ ایک ادنیٰ اور حقیر شخص ان کے اعمال قبیحہ سے باخبر ہے، تو ہرگز یہ بُرے اعمال اس کے سامنے نہ کریں۔

ایسے لوگوں کا حال دو حالتوں سے خالی نہیں۔ یا تو اللہ تعالیٰ کے علم کا ان کو یقین نہیں۔ یا اللہ تعالیٰ کے مطلع ہونے کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ تو ایسا کردار ایمان میں داخل ہے یا کفر سے تعلق رکھتا ہے۔

تو اس فرزند پر لازم ہے کہ نئے سرے سے ایمان کی تجدید کرے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جَدِّدُوْا اِيْمَانَكُمْ بِقَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ[2] کلمہ لاالٰہ الا اللہ سے اپنے ایمان کو تازہ کرو۔

اور اعمال ناپسندیدہ سے توبہ خالص کا اعادہ کرنا چاہیے۔ وہ امور جن سے روکا گیا ہے اور جو شرع میں حرام ہیں ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔ پانچ وقت کی نمازیں باجماعت ادا کریں۔ اگر قیام لیل اور نماز تہجد بھی میسر آئے تو زہے سعادت۔

مال زکوٰۃ ادا کرنا بھی ارکان اسلام میں سے ہے اسے بھی ضرور ادا کیا جائے۔ ادائیگی زکوٰۃ کا آسان طریقہ یہ ہے کہ سال کے اندر فنڈ زکوٰۃ کے طور پر جو حصہ فقراء کا بنتا ہے اسے باقی مال سے الگ کر لے۔ اور ذہن میں رکھے۔ اور سارا سال مصارف زکوٰۃ میں ادا کرتا رہے۔ اس طرح ہر بار دیتے وقت نئی نیت کی ضرورت نہیں۔ جدا کرتے وقت جو نیت کی تھی وہی کفایت کرے گی۔ اور اس کا اندازہ تو آپ کو ہوگا ہی کہ سارا سال فقراء اور مستحقین پر آپ کتنا خرچ کرتے ہیں۔ لیکن جو مال بہ نیت زکوٰۃ ادا نہ کیا جائے وہ زکوٰۃ میں شمار نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہماری بیان کردہ صورت میں زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے اور کافی مقدار میں مال زکوٰۃ نکالنے سے خلاصی ہو جاتی ہے۔ اور بالفرض متفرق طور پر زکوٰۃ کا مال سارے سال میں ادا نہ ہو تو بچا ہوا زکوٰۃ کا روپیہ الگ رکھیں اور ادا کریں۔ اسی طرح ہر سال کرتے رہیں۔ فقراء کے لیے مال زکوٰۃ جو الگ کیا گیا اگر اس وقت اس کی ادائیگی نہ ہو سکے ممکن ہے کل ہو جائے۔

اے فرزند! جبکہ نفس فطرتاً سخت بخیل اور کنجوس ہے، اور احکام خداوندی جل سلطانہٗ کی ادائیگی

---

[1] سورۂ حجرات، پارہ حٰم (۲۶)

[2] احمد و طبرانی بالفاظ مختلفہ۔

Marfat.com

میں سرکشی واقع ہوا ہے۔ اس لیے تاکید و مبالغہ کے طور پر یہ الفاظ لکھے گئے ہیں۔ ورنہ فی الحقیقت تمام اموال واملاک کا مالک حق سبحانہٗ و تعالیٰ ہے۔ کس کی مجال ہے کہ ادائیگی میں دیر کر سکے۔ لہٰذا پوری اللہ تعالیٰ کی پوری احسان مندی کے ساتھ زکوٰۃ ادا کیا کریں۔ اسی طرح باقی تمام عبادات میں کسی طور پر بھی اپنے آپ کو معاف اور مستثنیٰ قرار نہ دیں اور حق العباد کی ادائیگی میں تو بہت زیادہ توجہ مبذول کرنی چاہیے اور پوری کوشش کرنی چاہیے کہ کسی کا حق اپنے ذمہ نہ رہے۔ دنیا میں اس حق کی ادائیگی آسان ہے۔ نرمی اور چاپلوسی سے بھی دوسرے کا حق رفع ہو سکتا ہے (کہ اس کی منت خوشامد کر لی جائے)۔ آخرت میں مشکل ہے وہاں ادائیگی کا کچھ علاج نہ ہو سکے گا۔

احکام شرعیہ کی صحیح توعیت علمائے آخرت سے معلوم کیا کریں۔ ان کے کلام میں ایک تاثیر ہے۔ شاید ان کے مبارک کلمات کی برکت سے عمل کی توفیق بھی مل جائے۔

علمائے دنیا سے جنہوں نے علم کو مال وجاہ کے حصول کا ذریعہ بنا رکھا ہے دور رہنا چاہیے۔ مگر جبکہ متقی اور پرہیز گار عالم نہ ملے تو ضرورت کے تحت بقدر ضرورت علمائے دنیا کی طرف رجوع کیا جائے۔ وہاں آپ کے پاس حاجی محمد اُترہ دیندار علماء میں سے ہیں۔ اور یہاں شیخ علی اُترہ سے تو آپ کی شناسائی بھی ہے غرضیکہ یہ دونوں حضرات ان علاقوں میں غنیمت ہیں۔ مسائل شرعیہ کی تفتیش میں ان کی طرف رجوع کرنا بہت مناسب ہے۔

اے فرزند! ہم فقراء کو ابنائے دنیا سے کیا تعلق و مناسبت کہ ان کی اچھی و بری بات زبان پر لائیں اس باب میں نصائح شرعیہ اتم واکمل طریقہ پر وارد ہو چکی ہیں۔ فللّٰہ الحجۃ البالغۃ (اللہ ہی کے لیے مکمل حجت ہے۔

لیکن اُس فرزند یعنی تم نے فقراء کی طرف رجوع کیا تھا۔ اس مناسبت کے باعث اکثر اوقات دل کی توجہ اُس فرزند کی طرف مبذول رہتی ہے۔ اور وہی توجہ اس گفتگو کا بھی باعث اور سبب ہے میرا یقین ہے کہ ان نصائح اور مسائل میں سے اکثر تمہارے کان تک پہنچ چکی ہیں۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ مقصود عمل ہے، صرف علم مقصود نہیں۔

بیمار اگر اپنے مرض کا علاج جانتا ہو، جب تک دوا استعمال نہیں کرے گا صحت نہیں ہوگی۔ دوا کا صرف علم کچھ فائدہ نہ دے گا۔ یہ سب تاکید و مبالغہ ترغیب عمل کے لیے ہے۔ علم ان پر حجت مکمل کر دیتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ان اشد الناس عذابا یوم القیٰمۃ قیامت کے روز سب لوگوں سے زیادہ عذاب

Marfat.com

عالم لم ینفعہ اللہ بعلمہٖ[۱]۔ اس عالم کو ہوگا جسے اللہ نے اس کے علم سے نفع نہ دیا۔

وہ فرزند جانتا ہے کہ سابقہ رجوع نے اہل اللہ کی صحبت کم نصیب ہونے کے باعث کوئی نتیجہ نہیں نکالا۔ لیکن اس فرزند کے جوہر استعداد کی نفاست سے ضرور خبردار کرتی ہے۔ امید ہے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ اس رجوع کی برکت سے اپنے پسندیدہ کاموں کی توفیق بخشے گا اور اہل نجات میں سے کرے گا۔

بہرحال اس گروہ اہل اللہ سے اپنا رشتۂ محبت نہ توڑے اور ان پاک لوگوں کے حضور میں التجا اور عاجزی کو اپنا شعار اور دستور بنا رکھے۔ اور منتظر رہے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ اس گروہ اہل اللہ کی محبت وعقیدت کے وسیلہ[۲] سے اپنی محبت سے مشرف فرمائے اور پوری طرح اپنی طرف کھینچ لے۔ اور ان دنیوی تعلقات کے خرخشوں سے پورے طور پر نجات عطا کرے۔ ؎

عشق آں شعلہ ست کو چوں بر فروخت — ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
تیغ لا در قتل غیر حق براند! — در نگر زاں پس کہ بعد لا چہ ماند
ماند الا اللہ باقی جملہ سوخت — شاد باش اے عشق شرکت سوز زفت

عشق وہ شعلہ ہے کہ جب روشن ہوا تو اس نے معشوق کی ہستی کے سوا باقی سب کچھ جلا کر رکھ دیا۔ غیر حق کو قتل کرنے کے لیے اس عشق نے تلوار چلائی تو دیکھو کہ لا کے بعد کیا باقی رہا۔ صرف الا اللہ باقی رہا اس ذات کے علاوہ سب کچھ ختم ہوگیا۔ اے مضبوط طریقہ پر شرکت کو جلا دینے والے عشق، تو ہمیشہ خوش رہ۔

مکتوب نمبر (۷۴)

فقراء (اہل اللہ) کی محبت پر ابھارنے، ان کی طرف متوجہ رہنے اور صاحب شریعت علیہ

[۱] ابن عساکر از ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور طبرانی نے صغیر میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں، اور ابن عدی اور حاکم نے مستدرک میں اس حدیث کو نقل کیا۔ بالفاظ مختلفہ۔ (مترجم عفی عنہ)

[۲] جو لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں اور اس کا پرچار کرتے ہیں کہ بزرگوں سے عقیدت ومحبت اور ان کا وسیلہ کوئی چیز نہیں ان کو حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ پر غور کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ صحیح عقیدہ کی نعمت عطا فرمائے۔ (مترجم عفی عنہ)

Marfat.com

وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع و پیروی کی نصیحت کے بیان میں۔

میرزا بدیع الزمان کی طرف صادر فرمایا۔

آپ کا مراسلہ شریفہ اور عقاوصفہ لطیفہ وارد ہوا۔ حَمَدًا اِللّٰہِ سبحانہٗ۔ کہ اس کے مضمونِ معانی سے فقراء سے محبت اور درویشوں کے ساتھ عقیدت و توجہ ظاہر ہو رہی تھی جو تمام سعادتوں کا سرمایہ ہے

لِاَنَّہُم جُلَسَاءُ اللّٰہِ سُبحَانَہٗ۔ وَھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ۔	بیشک اللہ تعالیٰ کے بندے اللہ کے ہمنشین ہیں یہ ایسے بابرکت لوگ ہیں کہ ان کا ہمنشین بدبخت نہیں۔
وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِیْکَ الْمُھَاجِرِیْنَ [۳]	اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فقراء مہاجرین کے طفیل اور وسیلہ سے کفار پر نصرت وکامیابی طلب کرتے تھے۔
وَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فِیْ شَاْنِہِمْ رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ۔ [۵]	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اہل اللہ کی شان میں فرمایا: بہت سے پراگندہ بال دروازوں سے دھکیلے جانے والے اگر اللہ پر کسی کام کی قسم کھالیں تو وہ ان کی قسم پوری کرتا ہے۔

اسے سعادت آثار! آپ کے مکتوب گرامی میں میرے متعلق ایک فقرہ یہ تھا خدیو نشأتین یعنی مالک دو جہان۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ صفت ذات حضرت واجب الوجود کے ساتھ خاص ہے۔ جل سلطانہٗ۔ بندہ مملوک جو کسی شے پر قادر نہیں۔ اس کے لیے کہاں گنجائش ہے کہ کسی بھی وجہ سے اپنے خداوند جل سلطانہٗ کے ساتھ مشارکت ڈھونڈے اور اپنے خدا ہونے کے راستے پر دوڑ پڑے۔ خاص کر

---

۱ یہ مضمون بخاری و مسلم کی اس حدیث سے ماخوذ ہے وانا معہ اذا ذکرنی "اور جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں" اور اللہ کا بندہ کسی وقت بھی یادِ حق سے غافل نہیں ہوتا۔

۲ بخاری و مسلم بالفاظ متفاوتہ۔ ۳ مشکوٰۃ بحوالہ شرح السنتہ۔

۴ مسلم شریف بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے یہ احادیث یہاں نقل فرما کر دراصل اس مسئلے کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اولیاء کرام کو وسیلہ جاننے کا عقیدہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمل سے ثابت ہے۔ اور اس عقیدہ کو شرک و بدعت قرار دینا گمراہی ہے۔ منکرین وسیلہ غور فرمائیں۔ (مترجم عفی عنہ)

Marfat.com

آخرت کے جہان میں جہاں مالکیت اور ملکیت کیا حقیقی اور کیا مجازی ذات مالک یوم الدین کے ساتھ خاص ہوگی۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ندا فرمائے گا۔ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ۔ یعنی آج سلطنت کس کی ہے ؟ اور خود ہی جواب میں فرمائے گا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یعنی صرف اللہ واحد قہار کے لیے ہے۔ اس روز بندوں کے لیے دہشت اور خوف کے سوا کچھ ثابت نہیں ہوگا اور حسرت وندامت کے سوا کچھ منصور نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے قرآن مجید میں اس روز کی شدت وسختی اور اس دن کے مخلوق کے انتہائی اضطراب سے خبر دیتے ہوئے فرماتا ہے:

إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ۔	بیشک قیامت کے دن کا زلزلہ عظیم شے ہے۔
يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ	اس روز تم دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانے والی
عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ	اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی۔ اور
حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ	ہر حاملہ عورت اپنا حمل گرا دے گی۔ اور تم لوگوں
سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَٰكِنَّ	کو بیہوشی کی حالت میں دیکھو گے وہ فی الحقیقت
عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيدٌ ۔	بیہوش نہیں ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب
(پ۱۷۔ سورہ حج)	بڑا سخت ہے۔

شعر

دراں روز کز فعل پرسند و قول	اولوا العزم را دل بلرزد ز ہول
بجائیکہ دہشت برند انبیاء	تو عذر گنہ را چہ داری بیا

اس روز جبکہ قول وفعل سے باز پرس ہوگی، اولوا العزم انبیاء کرام کا دل بھی خوف سے لرز رہا ہوگا۔ وہ جگہ جہاں انبیاء پر بھی دہشت طاری ہوگی تو بتا اپنے گناہوں کا کیا عذر پیش کرے گا۔

ایک ضروری نصیحت یہ ہے کہ صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کی اتباع اپنے اوپر لازم پکڑو۔ اس کے بغیر نجات محال ہے۔ اور دنیا کی زیبائش وآرائش کی طرف مطلقاً التفات اور توجہ نہ کرو۔ اور اس کے ہونے نہ ہونے کو کچھ اہمیت نہ دو۔ کیونکہ دنیا اللہ سبحانہ کی نظر میں مبغوض ومردود ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی کچھ قدر ومنزلت نہیں۔ لہٰذا بندوں کو چاہیے کہ دنیا کے ہونے کی نسبت نہ ہونے کو بہتر جانیں۔ اور دنیا کی بے وفائی اور اس کے جلد فنا ہو جانے کا قصہ مشہور بلکہ مشاہدے میں آچکا ہے۔ تم دنیا چاہنے والے ان لوگوں کے حال سے عبرت پکڑو جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں سید المرسلین علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کی توفیق عطا کرے۔

Marfat.com

مکتوب نمبر (۷۵)

یہ مکتوب بھی میرزا بدیع الزمان کی طرف صادر فرمایا۔

حضور سید کونین علیہ علی آلہ الصلاۃ والسلام کی پیروی پر ابھارنے کے بیان میں۔ اولاً تصحیح عقائد کے ساتھ اور ثانیاً فقہ کے ضروری احکام کے ساتھ۔ اور اس بات کے بیان میں کہ حق سُبحانہٗ وتعالیٰ سے اس کی ذات کو بوسیلہ یا بے وسیلہ طلب کرنا چاہیے۔

اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ تمہیں سلامتی اور عافیت عطا کرے۔

سعادت دارین کی دولت سید کونین علیہ علی آلہ الصلوات والتسلیمات اتمہا واکملہا کی اس متابعت پر موقوف ہے جس کی وضاحت اور جو طریقہ علمائے اہل سنت شکر اللہ تعالیٰ سعیھم نے بیان کیا ہے۔ سب سے پہلے ان اہل سنت بزرگوں کی آراء کے مطابق اپنے عقائد کی درستی ہے۔ دوسرے نمبر پر حلال وحرام، فرض وواجب، سنت ومستحب اور مباح ومشتبہ کا علم حاصل کرنا چاہیے۔ اور اس علم کے تقاضے کے مطابق عمل بھی درکار ہے۔

یہ دو اعتقادی اور عملی بازو حاصل کر لینے کے بعد اگر سعادت ازلی مدد فرمائے تو عالم قدس کی طرف پرواز میسر آسکتی ہے۔ اور اس کے بغیر خاردار درخت پر ہاتھ پھیرنے والی بات ہے۔ کمینی دنیا اس لائق نہیں کہ اسے اپنا مطلوب بنا لیں۔ اور نہ مال وجاہ کو یہ حیثیت حاصل ہے کہ اسے اپنے مقاصد قرار دے لیا جائے۔ بلند ہمت ہونا چاہیے اور حق تعالیٰ کی ذات سے بے وسیلہ یا وسیلہ اسی کی ذات کو طلب کرنا چاہیے۔ ع

کار این ست وغیر این ہمہ ہیچ

اصل کام یہی ہے، اس کے سوا سب ہیچ ہے۔

جب تم نے پوری توجہ اور اخلاص کے ساتھ ہم سے دعا کی درخواست کی ہے تو آپ کو بشارت ہو کہ آپ باسلامت اور غنیمت کے ساتھ واپس لوٹیں گے۔ لیکن ایک شرط خاص طور پر ملحوظ رکھیں کہ قبلہ توجہ صرف ایک ذات ہونی چاہیے (اپنا مرشد کامل)۔ اپنے قبلہ توجہ متعدد افراد کو قرار دینا اپنے آپ تفرقے اور انتشار کا شکار کرنا ہے۔ مشہور مثل ہے:

"ہر کہ یک جا ہمہ جا وہر کہ ہمہ جا ہیچ جا"

یعنی جو ایک جگہ قائم ہے ہر جگہ ہے اور جو ہر جگہ ہے ایک جگہ بھی نہیں

Marfat.com

حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ شریعت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی راہ پر استقامت عطا فرمائے۔ ان تمام پر جو متبع ہدایت ہیں اور مصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتحیات کی متابعت کو لازم جانتے ہیں، سلامتی کا نزول ہوتا رہے۔

مکتوب نمبر (۷۶)

قلیج خاں کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ ترقی ورع اور تقویٰ سے وابستہ ہے۔ اور فضول مباحات کو ترک کرنے کی ترغیب میں۔ اور اگر یہ میسر نہ ہو تو حرام چیزوں سے بچتے ہوئے فضول مباحات کے دائرے کو تنگ تر رکھنا چاہیے۔ اور اس امر کے بیان میں کہ حرام اشیاء سے بچنا دو قسم ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ وَبِهٖ نَسْتَعِيْنُ۔ "ہم اللہ تعالیٰ ہی کے نام سے شروع کرتے ہیں اور اسی سے مدد کے طلبگار ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو ہر عیب سے بچائے اور ہر داغدار کرنے والی شے سے محفوظ رکھے بطفیل حرمت سید البشر جن سے کجی نظر کی نفی ہو چکی ہے۔ علیہ وعلیٰ آلہ من الصلوات اکملہا ومن التسلیمات افضلہا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا	جو چیز تمہیں رسول دے اسے لے لو اور جس چیز سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔[1]

نجات کا دارومدار دو چیزوں پر ہے۔ اوامر کی بجا آوری اور ممنوعات سے باز رہنا۔ اور ان دو میں جزو اخیر کو زیادہ اہمیت وعظمت حاصل ہے۔ جسے ورع اور تقویٰ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حدیث میں وارد ہے:[2]

ذکر رجل عند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بعبادۃ و اجتہاد وذکر آخر برعۃ فقال	حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں ایک ایسے شخص کا ذکر کیا گیا جو عبادت گزار تھا اور اوراد و وظائف میں بہت کوشش

---

[1] سورہ حشر۔ پارہ قد سمع اللہ (۲۸)۔

[2] ترمذی شریف بروایت حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باسناد حسن۔

Marfat.com

النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم لا تعدل بالرعة شیئاً یعنی الورع۔ — کرتا تھا۔ اور ایک دوسرے کا ذکر کیا گیا جو ورع سے موصوف تھا یعنی خلاف شرع امور سے بچتا تھا۔ تو آپ نے فرمایا ورع کے برابر کسی شے کو نہ سمجھو۔

اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بھی ارشاد ہے:

مِلاکُ دِینِکُم الوَرَعُ — تمہارے دین کا دارو مدار ورع و تقویٰ پر ہے۔

اور انسان کو فرشتے پر فضیلت اس ورع و تقویٰ کے سبب ہے اور مدارج قرب کی طرف ترقی اس دوسرے جزء ورع و تقویٰ کے باعث ہے۔ کیونکہ ملائکہ جزء اول (عبادت) میں انسان کے ساتھ ہیں۔ مگر ان میں ترقی مفقود ہے۔ پس ورع و تقویٰ کے جزء کی رعایت اسلام میں سب سے اعلیٰ ترین مقام میں سے ہے اور دین کے نہایت ضروری امور میں داخل ہے۔ اور اس جزء کی رعایت جس کا مدار حرام چیزوں سے بچنے پر ہے، کامل طور پر اسی وقت میسر آسکتی ہے جبکہ فضول مباحات سے بھی اجتناب کیا جائے اور مباحات میں سے بقدر ضرورت پر کفایت کی جائے۔ کیونکہ ارتکاب مباحات میں باگ کا ڈھیلا کرنا امور کے ارتکاب تک پہنچا دیتا ہے، اور شبہ سے تجاوز کرکے انسان حرام تک جا پہنچتا ہے۔

مَن حَامَ حَولَ الحِمیٰ یُوشِكُ اَن یَقَعَ فِیهِ۔[2] — جو چراگاہ کے گرد گھومتا ہے قریب ہے کہ ایک روز چراگاہ میں گھس جائے۔

پس کامل ورع و تقویٰ کے حصول کے لیے مباحات میں سے بھی بقدر ضرورت پر کفایت کرنا ضروری ہے۔ اور مباح بقدر ضرورت بھی اس وقت مثمر نتائج ہے جبکہ وظائف بندگی کی ادائیگی کی نیت سے ہو ورنہ بقدر ضرورت مقدار بھی وبال ہے۔ اور با مقصد تھوڑی مقدار میں مباح کا استعمال بھی زیادہ کے حکم میں داخل ہے۔

اور جب فضول مباحات سے بالکلیہ اجتناب خصوصاً آج کل بہت کمیاب ہے۔ تو حرام چیزوں سے اجتناب کرتے ہوئے بقدر طاقت فضول مباحات کے ارتکاب کو تنگ تر کرنا چاہیے۔ اور اس ارتکاب مباحات میں ہمیشہ شرمندہ اور استغفار کرتے رہنا چاہیے۔ اور فضول مباحات کے ارتکاب کو محرمات میں داخلے کی کھڑکی تصور کرتے ہوئے ہمیشہ حق سبحانہ سے التجا اور زاری میں مشغول رہنا چاہیے۔ ممکن ہے یہ ندامت و استغفار اور التجا و تضرع اس اجتناب کا کام دے سکے جو فضول مباحات سے تعلق رکھتی ہے۔

[1] مشکوٰۃ شریف۔

[2] بخاری و مسلم بروایت حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اس طرح بندہ فضول مباحات کے ارتکاب کی آفت سے محفوظ و مامون رہ سکے۔ایک بزرگ فرماتے ہیں گنہگاروں کی عاجزی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اطاعت گزار لوگوں کی جدو جہد سے زیادہ محبوب ہے۔

اور محرمات سے بچنا بھی دو قسم پر ہے۔ایک قسم وہ ہے جس کا تعلق اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ ہے۔اور دوسری قسم وہ ہے جس کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔

دوسری قسم کی رعایت زیادہ اہم ہے۔کیونکہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ غنی مطلق ذات ہے، اور ارحم الراحمین ہے۔اور بندے فقیر اور محتاج اور فطرتاً بخیل اور کنجوس ہیں۔لہٰذا ان کے حقوق کی ادائیگی زیادہ ضروری ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ كَانَتْ لَهٗ مَظْلِمَةٌ لِّاَخِيْهِ	جس شخص کے ذمے اس کے بھائی کا کوئی حق از قسم
مِنْ عِرْضِهٖ اَوْشَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ	بے آبروئی وغیرہ ہو تو چاہیے کہ آج ہی اس کو
مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ	معاف کروالے اس سے پہلے کہ اس کے پاس
وَّلَا دِرْهَمٌ اِنْ كَانَ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ	نہ کوئی دینار رہے اور نہ درہم کیونکہ قیامت کے
اُخِذَ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهٖ وَاِنْ لَّمْ	روز اس حق کے بدلے اس کی نیکیاں لی جائیں گی
تَكُنْ لَهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَيِّاٰتِ	اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو حق والے
صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ۔ [1]	کی بدیاں لیکر اس پر ڈال دی جائیں گی

اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے:

اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ؟ قَالُوْا [2]	جانتے ہو مفلس اور قلاش کون شخص ہے؟ لوگوں
اَلْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَ	نے کہا ہم میں مفلس وہ شخص ہوتا ہے جس کے پاس
لَا مَتَاعَ۔ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ	نہ درہم ہو نہ سامان۔آپ نے فرمایا میری امت میں
وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ	مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز نماز، روزہ،
يَّاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلٰوةٍ وَّ	زکوٰۃ لے کر آئے گا لیکن اس کے ساتھ اس نے
صِيَامٍ وَّزَكٰوةٍ وَّيَاْتِيْ قَدْ شَتَمَ	کسی کو گالی دی ہوگی۔کسی پر تہمت لگائی ہوگی،
هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ	کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا۔
هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ	اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔تو اس شخص کی نیکیاں

[1] بخاری شریف بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

[2] مسلم شریف بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

هٰذَا فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ

لے کر ان کو دے دی جائیں گی۔ پھر اگر اس کی نیکیاں اس کے ذمے حقوق کی ادائیگی سے پہلے ختم ہوگئیں تو ان حقداروں کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی اور پھر اس شخص کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بالکل سچ اور حق فرمایا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ بندہ ان حضرات کی حمد و ستائش اور شکر گزاری کرتا ہے کہ ان کے دم سے بلدہ معظمہ لاہور میں اس گئے گزرے زمانہ میں احکام شرعی رواج پذیر ہیں اور اس جگہ دین کی تقویت اور ملت کی ترویج حاصل ہے۔ فقیر کے نزدیک یہ شہر لاہور تمام ہندوستان کے شہروں میں قطب کی طرح ہے۔ اس شہر کی خیر و برکت تمام بلاد ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے۔ اگر اس شہر میں دین رواج ہوگا تو باقی علاقوں میں بھی دینی شعائر کا رواج متحقق رہے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا مؤید و ناصر ہو۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

لَا یَزَالُ طَائِفَةٌ[1] مِّنْ اُمَّتِیْ ظَاهِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ لَا یَضُرُّهُمْ مَّنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰی ذٰلِكَ۔

میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ مخالفین اسلام پر غالب اور دین حق پر قائم رہے گا۔ ان کی امداد کرنے والے انہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ قیامت آجائے اور وہ اپنے حال پر قائم ہوں گے۔

چونکہ آپ کو میرے پیر و مرشد معرفت پناہ قبلہ گاہ سے رشتہ محبت کی دولت نصیب ہے اس لئے وہی رابطہ محبت ان چند کلمات کے لکھنے کا محرک ہوا ہے۔ اس سے زیادہ اطناب نامناسب ہے۔ آپ کو یہ رقعہ پہنچانے والا دعاگو، نیک اور صلحاء اور شریف زادوں میں سے ہے۔ ایک حاجت آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا ہے۔ امید ہے کہ اس بارہ میں توجہ شریف مبذول کر کے اس کی حاجت روا کریں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی بزرگ آل کی حرمت اور طفیل آپ کو دولت حقیقی اور سرمدی حاصل ہو۔ سیادت مآب میر سید جمال الدین کو میری طرف سے دعوات غریبانہ پہنچا دیں۔

[1] حاکم نے حضرت عمر نیز حاکم اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نیز ابن ماجہ نے مغیرہ بن شعبہ اور ابو داؤد نے عمران بن حصین سے بالفاظ مختلفہ یہ حدیث روایت کی۔

Marfat.com

مکتوب نمبر (۷۷)

جباری خاں کی طرف صادر فرمایا۔

اس امر کے بیان میں کہ خدائے بے مثل و بے کیف کی صحیح عبادت و بندگی کب میسر آتی ہے

اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔

بعد از خدائے ہر چہ پرستند ہیچ نیست

بے دولت است آنکہ بہیچ اختیار کرد

خدا تعالیٰ کے سوا جس شے کی بھی پرستش کی جائے بالکل ہیچ ہے۔ وہ شخص بے نصیب ہے جو بے کار کام کو پسند کرتا ہے۔

بے مثل و بے کیف خدائے جل سلطانہٗ کی عبادت اس وقت میسر آتی ہے جبکہ ماسوی اللہ کی بندگی سے آزاد ہو کر صرف ذاتِ احد کو قبلۂ توجہ بنا لیا جائے۔ اور اس توجہ کی نشانی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہونے والی نعمت یا تکلیف دونوں برابر ایک سے محسوس ہوں۔ بلکہ اس مقام کے ابتدائے حصول کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی تکلیف انعام کی نسبت زیادہ مرغوب و پسندیدہ محسوس ہوتی ہے۔ اگرچہ آخر کار معاملہ تفویض (سب کچھ اللہ کے حوالے کرنا) تک جا پہنچتا ہے۔ اور انعام و تکلیف جو کچھ ملتا ہے بہتر اور بہت مناسب معلوم ہوتا ہے۔ وہ عبادت جو رغبت جنت یا خوف دوزخ کے تحت ہوتی ہے۔ فی الحقیقت یہ عبادت اپنی عبادت ہے۔ اس سے مقصود اپنی نجات اور اپنا سرور ہے ؎

تا تو در بندِ خویشتن باشی عشق گوئی دروغ زن باشی

جب تک تو اپنی اغراض کی بندش میں ہے۔ تیرا دعوی عشق دروغ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔

اس دولت کا حصول فنائے مطلق سے وابستہ ہے۔ اور صرف ذات احدیت کی طرف توجہ محبت ذاتی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔ اور ولایت خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے ظہور کا مقدمہ ہے۔ اس ولایت خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی نعمت عظمیٰ کا حصول نبی اکرم علیہ من الصلوات انمہا و من التحیات اکملہا کی کمال اتباع پر موقوف ہے۔ کیونکہ ہر نبی علیہم الصلوات و التسلیمات کی شریعت جو از راہ نبوت اس کو عطا کی جاتی ہے اس کی ولایت کے مناسب ہوتی ہے۔

Marfat.com

کیونکہ ولایت میں کلیتہً رُخ حق سبحانہ کی طرف ہوتا ہے۔ اور جب اسے نبوت کے ساتھ دعوت وارشاد کے لیے نیچے لاتے ہیں تو وہ اسی نور کے ساتھ نیچے تشریف لاتا ہے اور اسی کمال کو مخلوق کی توجہ کے ساتھ جمع کرتا ہے۔ اور مقام نبوت کے کمالات کے حصول کا سبب بھی وہی نور ہوتا ہے۔ اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ "نبی کی ولایت[1] اس کی نبوت سے افضل ہے"۔

اس گفتگو سے بہرحال یہ بات ثابت ہوگئی کہ ہر نبی کی شریعت اس کی ولایت کے مناسب ہوتی ہے۔ اور اس شریعت کی اتباع و پیروی اس نبی کی ولایت تک پہنچا دیتی ہے۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعض پیروکاروں کو آپ کی ولایت سے کوئی حصہ نہیں ملتا۔ بلکہ وہ دوسرے انبیاء کرام کے قدموں پر ہوتے ہیں اور ان کی ولایت سے حصہ پاتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت تمام انبیاء کرام کی شریعتوں کی جامع ہے۔ اور جو کتاب (قرآن مجید) آپ پر نازل ہوئی ہے وہ تمام آسمانی کتابوں کو شامل ہے۔ پس اس شریعت کی اتباع تمام پہلی شریعتوں کی اتباع ہے۔ تو اپنی استعداد کی مناسبت کے اندازہ کے مطابق جو بعض انبیاء کے ساتھ ہوتی ہے، بعض حضرات ان انبیاء سے ولایت اخذ کرتے ہیں اور اس میں کچھ حرج نہیں۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولایت بھی تمام انبیاء کی ولایتوں کو حاوی ہے۔ علیہم الصلوات والتسلیمات۔

تو ان ولایتوں تک پہنچنا درحقیقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خصوصیت رکھنے والی ولایت کے اجزاء میں سے ایک جزو تک پہنچنا ہے۔ اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولایت تک نہ پہنچنے کا سبب آپ کی کمال متابعت میں کمی کے سبب ہوتا ہے۔ اور اس کمی کے بہت سے درجات ہیں۔ اس لیے ولایت کے درجات میں بھی فرق و تفاوت ہوتا ہے۔ اور اگر آپ کا کمال اتباع میسر آجاتا تو آپ کی ولایت تک وصول ممکن ہو جاتا۔ یہ اعتراض اس وقت واقع ہوتا ہے جبکہ دوسرے انبیاء کرام کی شریعتوں کے پیروکاروں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولایت خاصہ حاصل ہو جائے۔ علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات والتحیات۔ اور جب یہ بات نہیں تو اعتراض بھی وارد نہیں ہوتا۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے ہم پر انعام فرمایا، ہمیں صراط مستقیم اور دین قویم کی طرف ہدایت و رہنمائی فرمائی۔ صراط مستقیم دین کے مضبوط راستے اور روشن شریعت سے عبارت ہے:

---

[1] جاننا چاہیے کہ یہ اہل سکر کا مقولہ ہے جیسا کہ امام ربانی قدس سرہٗ نے متعدد مکاتیب میں تصریح کی ہے۔

Marfat.com

إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ٭ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ٭ آپ رسولوں میں سے ہیں اور صراط مستقیم پر ہیں۔

اس معنی و مضمون کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت حقہ کی کامل اتباع آپ کے کامل متبعین اور معظم اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طفیل نصیب فرمائے اس رقعۂ دعا کو آپ کے پاس لانے والا چونکہ آپ کی طرف جا رہا تھا، تو سلسلہ محبت ان چند کلمات کے لکھنے کا محرک بن گیا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ سبحانہ لدیکم۔

مکتوب نمبر (۷۸)

یہ مکتوب بھی جباری خاں کی طرف صادر فرمایا۔

سفر در وطن کے معنی اور سیر آفاقی و انفسی اور اس بیان میں کہ اس دولت کا حصول صاحب شریعت علیٰ مصدرہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی اتباع کے ساتھ وابستہ ہے۔

حق سبحانہ وتعالیٰ شریعت حقہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے طریقہ اور راستہ پر استقامت نصیب فرمائے۔

چند روز کی بات ہے کہ بندہ دہلی اور آگرہ کے سفر سے واپس لوٹا ہے اور اپنے وطن مالوف میں آرام پذیر ہوا ہے۔ اس وقت حُبّ الوطن من الایمان نقد وقت ہے۔ وطن مالوف میں آنے کے بعد اگر سفر ہے تو اپنے وطن ہی میں ہے "سفر در وطن" اس خانوادہ عَلیہ نقشبندیہ کے اکابر کے اصول مقررہ میں سے ہے۔ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم۔

اس طریقہ میں اس سفر کی چاشنی ابتداء ہی میسر آ جاتی ہے اور نہایت کے بدایت میں درج ہونے کے طور پر حاصل ہوتی ہے۔ کارکنانِ قضاء و قدر اگر چاہتے ہیں تو اس گروہ کی ایک جماعت کو مجذوب سالک بناتے ہیں اور سیر وقتی سیر میں ڈال دیتے ہیں۔ اس سیر آفاقی کے مکمل ہونے کے بعد سیر انفسی میں جو سفر در وطن سے عبارت ہے آرام عطا کرتے ہیں۔ ع

این کار دولت است کنون تا کرا دہند

یہ کام دولت ہے۔ دیکھیے اب یہ کسے عطا کرتے ہیں۔

ع هَنِيْئًا لِاَرْبَابِ النَّعِيْمِ نَعِيْمُهَا

Marfat.com

ترجمہ: نعمت والوں کو نعمتیں خوشگوار رہیں۔

اس نعمت عظمیٰ تک وصول سید اولین و آخرین علیہ و علی آلہ من الصلوات افضلہا و من التحیات اکملہا کی اتباع سے وابستہ ہے۔ بندہ جب تک اپنے آپ کو پورے طور پر شریعت میں گم نہ کر دے۔ اور اوامر کی بجا آوری اور ممنوعات سے رکنے کے ساتھ مزین و آراستہ نہ کرے۔ اس دولت و نعمت کی خوشبو بندے کی روح سونگھ نہیں سکتی۔ شریعت کی مخالفت کے باوجود اگرچہ بال برابر ہی ہو اگر احوال و مواجید حاصل ہوں تو وہ استدراج میں داخل ہیں۔ آخر اسے رسوا اور ذلیل کریں گے۔ محبوب رب العالمین علیہ و علی آلہ من الصلوات افضلہا و من التسلیمات اکملہا کی اتباع اور پیروی کے بغیر عذاب اخروی سے خلاصی اور نجات ناممکن ہے۔ چند روزہ زندگی کو حق سبحانہ و تعالیٰ کے پسندیدہ کاموں میں صرف کرنا چاہیے وہ کیا زندگی اور کیا عیش ہے اگر بندے کا مالک و مولیٰ اس کے اعمال و افعال کی بنا پر اس سے ناراض ہو۔ حق سبحانہ و تعالیٰ بندے کے جزوی اور کلی حالات سے واقف و آگاہ ہے اور حاضر و ناظر ہے۔ ایسی عظیم و برتر ہستی کے سامنے افعال قبیحہ کا مرتکب ہونا بڑے شرم کی بات ہے۔

مثال کے طور پر لوگوں کو اگر یہ معلوم ہو کہ کوئی شخص ان کے عیوب و ناپسندیدہ افعال پر مطلع ہو جائے گا تو ایسی صورت میں کوئی ناشائستہ حرکت کرنے کو ہرگز تیار نہیں ہوتے اور نہیں چاہتے کہ وہ ان کے برے اعمال سے آگاہ ہو۔ تو کیا مصیبت ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کے علم و اطلاع کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ یہ کیا اسلام ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کا اس بندے کے برابر بھی لحاظ اور اعتبار نہیں کرتے۔ نعوذ باللہ سبحانہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔ "ہم اللہ سبحانہ کے پاس پناہ لیتے ہیں اپنے نفس کی شرارتوں اور اپنے برے اعمال سے۔ مطابق حدیث مبارک:

جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ بِقَوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ۔ اپنے ایمان کو کلمہ لا الٰہ الا اللہ سے تازہ کرتے رہو۔

اس کلمہ عظیم الشان کے ساتھ ہر آن تجدید ایمان کرتے رہنا چاہیے۔ اور حق سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام ناپسندیدہ افعال سے توبہ اور رجوع کرتے رہنا چاہیے۔ شاید دوسرے وقت تک توبہ کی فرصت و مہلت نہ دیں۔

هَلَكَ الْمُسَوِّفُوْنَ ۝ یعنی "ابھی کریں گے" کہنے والے ہلاک ہو چکے ہیں۔

حدیث نبوی علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات۔ یعنی نیک کام میں تاخیر کرنے والے ہلاکت کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ فرصت کو غنیمت جاننا چاہیے اور حق تعالیٰ کی مرضی کے کاموں میں اپنے لحاظ زندگی

Marfat.com

صرف کرنے چاہییں۔ توبہ کی توفیق حق سبحانہ وتعالیٰ کی عنایات میں سے ہے حق سبحانہ تعالیٰ سے ہمیشہ اس بات کے خواہاں رہیں۔ اور وہ درویش جن کا قدم شریعت میں راسخ اور پختہ ہے اور جو عالم حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں ان کی دعا و ہمت و توجہ کا طالب رہنا چاہیے۔ اور ان سے مدد[1] طلب کرنی چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کی عنایت و مہربانی ان کی مدد و دعا کی کھڑکی سے ظاہر ہو کر جناب قدس خداوند تعالیٰ کی طرف کھینچ لے۔ اور اس میں مخالفت کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ جب تک ایک بال برابر بھی شریعت سے مخالفت کی راہ کھلی ہے بدستور خطرے کا محل موجود ہے۔ مخالفت کے تمام راستے بند اور مسدود ہونے ضروری ہیں ؎

محال است سعدی کہ راہِ صفا   تواں رفت جز در پئے مصطفےٰ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں کو چھوڑ کر صفائی اور ہدایت کے راستے پر اے سعدی چلنا محال اور ناممکن ہے۔

اہل اللہ پر اعتراض کرنا خصوصاً جہاں درمیان میں پیری مریدی کا تعلق ہو اور درمیان میں راہِ افادہ کھلا ہوا ہو ہرگز ہرگز نہ چاہیے۔ اعتراض اور نکتہ چینی کو زہر قاتل تصور کرنا چاہیے۔ اس سے زیادہ گفتگو بے مقصد اور اطناب میں داخل ہے۔

یہ چند حروف رابطۂ محبت و اخلاص کی بنا پر لکھے گئے ہیں۔ امید ہے کہ ملال کا باعث نہیں بنیں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ملا عمر اور شاہ حسن شریف زادے ہیں۔ ملازمت و نوکری کے طلبگار ہیں امید ہے کہ انہیں اپنے خاص ملازمین میں داخل کر لیں گے۔ اسماعیل بھی یہی ارادہ لے کر حاضر خدمت ہوا ہے۔ اگرچہ پیادہ ہے مگر امید رکھتا ہے کہ اپنے حال کے مطابق ضرور حصہ پائے گا۔ زیادہ درد سری ٹھیک نہیں۔ والسلام والاکرام۔

مکتوب نمبر (۷۹)

یہ مکتوب بھی جباری خاں کی طرف صادر فرمایا۔

[1] معلوم ہوا کہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ بھی اولیاء اللہ سے مدد طلب کرنے کا عقیدہ رکھتے اور دوسروں کو بھی اس کی تاکید کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ عقیدہ مشرکانہ کیسے ہو سکتا ہے؟ (مترجم)

Marfat.com

اس بیان میں کہ یہ روشن شریعت تمام پہلی شریعتوں کی جامع ہے۔ اس شریعت پر عمل کرنا تمام پہلی شریعتوں پر عمل کرنے کے مترادف ہے، اور اس کے مناسب امور کے بیان میں

اللہ تعالیٰ شریعت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے طریقہ اور راستہ پر ثبات و استقامت عطا فرما کر مکمل طور پر اپنی جناب قدس کی طرف کھینچ لے۔

جبکہ یہ بات طے شدہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تمام اسمائی اور صفاتی کمالات کے جامع ہیں۔ اور وہ کتاب جو آپ پر نازل ہوئی ہے بطریقہ اعتدال تمام آسمانی کتابوں کی جو تمام انبیاء کرام علی انبیاء وعلیہم الصلوات والتسلیمات پر نازل ہوئی ہیں، بطور خلاصہ ان کی جامع اور اسمائی وصفاتی کمالات کی مظہر ہے۔ نیز وہ شریعت جو سرور دین و دنیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی گئی ہے تمام پہلی شریعتوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔ اور وہ اعمال جو اس شریعت حقہ کے مطابق ادا ہوں تمام ماسبق شریعتوں کا انتخاب ہیں بلکہ اعمال ملائکہ کا بھی انتخاب ہیں۔ کیونکہ بعض ملائکہ حالت رکوع میں رہنے پر مامور ہیں، بعض کو سجود میں رہنے کا حکم ہے، اور بعض قیام میں ہیں۔ اسی طرح پہلی امتوں میں بعض پر نماز فجر فرض تھی اور بعض دوسری امتوں پر دوسری نمازیں[1]۔ اس شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و السلام والتحیہ میں امم سابقہ اور ملائکہ مقربین کے اعمال کا خلاصہ اور نچوڑ نکال کر ان کی ادائیگی کا حکم دیا

[1] حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبید اللہ بن محمد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب فجر کے وقت حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توبہ قبول ہوئی تو آپ نے فجر کی دو رکعت ادا کیں۔ اس طرح نماز فجر کا آغاز ہوا۔ اور بوقت ظہر جب حضرت اسحاق صحیح حضرت اسماعیل کا مینڈھے کی شکل میں ذبح قبول ہوا تو آپ نے ظہر کی چار رکعت ادا کیں، اس طرح نماز ظہر کی ابتدا ہوئی۔ اور جب حضرت عزیر علیہ السلام سو سال کے بعد دوبارہ زندہ ہوئے تو ان سے کہا گیا کَمْ لَبِثْتَ یعنی تم کتنی دیر یہاں پڑے رہے۔ آپ نے کہا ایک روز۔ تو آپ نے سورج دیکھا تو فرمایا ایک دن یا دن کا بعض حصہ۔ تو آپ نے چار رکعت عصر کی پڑھیں، تو اس طرح نماز عصر شروع ہوئی۔ اور حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مغفرت بوقت مغرب ہوئی۔ تو آپ چار رکعت ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوئے تین رکعت پڑھ کر شدت غم اور رونے کے باعث تھک گئے۔ تو اس طرح مغرب کی نماز تین رکعت قرار پائی۔ اور عشاء کی نماز سب سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ادا فرمائی۔ پہلی امتوں میں نماز عشاء نہیں تھی۔

گیا ہے۔ لہٰذا اس شریعت کی تصدیق اور اس کے مطابق اعمال صالحہ کا بجالانا درحقیقت تمام شریعتوں کی تصدیق اور تمام شریعتوں کے مطابق اعمال کا بجالانا ہے۔ اسی بنا پر اس شریعت کی تصدیق کرنے والے خیر الامم کہلائے۔

اسی طرح اس شریعت کی تکذیب کرنا اور اس کے مطابق اعمال بجا نہ لانا تمام پہلی شریعتوں کی تکذیب ہے۔ اور تمام پہلی شریعتوں کے مطابق عمل نہ کرنا ہے۔ اسی طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انکار تمام اسمائی اور صفاتی کمالات کا انکار ہے۔ اور آپ کی تصدیق ان سب کی تصدیق ہے۔ تو لازمی طور پر آپ کے منکر اور اس شریعت کے منکر بدترین امم ہیں۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں فرمایا گیا:

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا۔ گنوار لوگ کفر و نفاق میں بہت سخت ہیں۔

محمد عربی کا بروئے ہر دو سرا ست
کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سراو

محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو دو جہاں کی عزت و آبرو ہیں۔ جو شخص آپ کے در کی خاک نہیں بنتا اس کے سر پر خاک پڑے یعنی وہ ذلیل و خوار ہو۔

اللہ صاحب انعام اور صاحب احسان ہی کی حمد و ثنا ہے کہ اس شریعت اور صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے متعلق آپ کو حسن اعتقاد اور کمال یقین آپ پر ثابت ہو چکا تھا۔ اور آپ کو اپنے نامناسب حالات پر ہمیشہ ندامت دامنگیر رہتی تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس کیفیت میں مزید اضافہ فرمائے۔

دوسرا التماس یہ ہے کہ اس رقعہ دعا کا حامل میاں شیخ مصطفٰے قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کی نسل سے ہے۔ ہندوستان میں ان کے بزرگ بزرگوں کی حیثیت میں تشریف لائے۔ ان کے بزرگوں کے ذرائع معاش اور بہت سے وظائف مقرر تھے شیخ مصطفٰے مذکور بے معاشی کے سبب فوج کی ملازمت کی طرف متوجہ ہوئے ہیں اور اپنی اسناد اور متعلقہ احکام اپنے ہمراہ لائے ہیں۔ انہیں امید ہے کہ آپ کے توسل سے ان کو دل جمعی اور سکون نصیب ہو جائے گا۔ شخص مذکور کے لیے بڑے افسروں کی خدمت میں اس طرح سفارش فرمائیں کہ مؤثر ثابت ہو۔ اور معاشی پریشانیوں کے ستائے ہوئے افراد کے لیے سکون قلب کا سبب ہو۔ والسلام والاکرام۔

مکتوب نمبر (۸۰)

میرزا فتح اللہ حکیم کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ تہتر فرقوں میں سے صاحب نجات فرقہ صرف اہل سنت و جماعت ہیں۔

اور بدعتی فرقوں کی مذمت اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

حق سبحانہ و تعالیٰ شریعت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے راستہ اور طریقہ پر قائم رکھے

ع کار این ست غیر این ہمہ ہیچ

اصل کام یہی ہے۔ باقی سب کام ہیچ ہیں۔

تہتّر فرقوں میں سے ہر فرقہ اتباع شریعت کا مدعی اور اپنی نجات پر یقین رکھتا ہے:

كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۔ ہر گروہ اپنے مشرب و طریقہ پر خوش ہے۔

سب کا نقد وقت ہے۔ لیکن جو دلیل پیغمبر صادق علیہ من الصلوات افضلہا و من التسلیمات اکملہا نے فرقہ ناجیہ (نجات پانے والا) کی تمیز کے لیے بیان فرمائی ہے، یہ ہے:

اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی مَآ اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ یعنی فرقوں میں سے صرف ایک فرقہ جو نجات پائے گا وہ ہے جو اس طریقے پر قائم ہے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ۔

اس مقام پر صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کافی ہونے کے باوجود صحابہ کرام کا ذکر ممکن ہے یہ ظاہر کرنے کے لیے ہو کہ میرا طریقہ وہی ہے جو میرے صحابہ کا ہے۔ اور نجات کا طریقہ صرف ان کی اتباع کے طریقہ سے وابستہ ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے درحقیقت خدا تعالیٰ کی اطاعت کی۔ (سورۂ نساء۔ پارہ ۵)

پس رسول کی اطاعت عین خدا تعالیٰ کی اطاعت ہے اور رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کے خلاف چلنا عین خدا تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی ہے۔ جن لوگوں نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کو رسول کی اطاعت کے خلاف اور الگ کوئی چیز تصور کیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ ان کے حال کی قرآن مجید میں خبر دیتا ہے اور ان پر حکم کفر لگاتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:

Marfat.com

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ، وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ[1]

بے ایمان لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق ڈالیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لاتے ہیں اور بعض سے کفر کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ اس کے درمیان کا راستہ اختیار کریں۔ ایسے ہی لوگ درحقیقت پکے کافر ہیں۔

پس ہمارے زیر بحث مسئلے میں گزشتہ بیان سے واضح ہو گیا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طریقے کی پیروی سے مخالفت کرتے ہوئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع و پیروی کا دعویٰ کرنا سراسر باطل دعویٰ ہے۔ بلکہ ایسی اتباع درحقیقت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عین معصیت اور نافرمانی ہے۔ لہٰذا صحابہ کرام سے مخالف طریقہ اختیار کر کے نجات کی مجال و گنجائش اور نجات کا امکان کہاں ہے۔

يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝[2]

ان گمراہوں کا گمان ہے کہ وہ بھی کسی (صحیح) شئی (مسلک) پر ہیں۔ سن لو بیشک یہی لوگ جھوٹے ہیں

اور اس میں ذرہ بھر شک نہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اتباع کا پابند صرف اہل سنت وجماعت کا گروہ ہے۔ شکر اللہ تعالیٰ سعیہم۔ لہٰذا نجات پانے والا بھی یہی فرقہ ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر طعن و تشنیع کرنے والے فرقے صحابہ کرام کی اتباع سے محروم ہیں۔ جیسے شیعہ، خارجی اور معتزلہ۔ یہ سب نو پیدا شدہ فرقے ہیں۔

ان کا رئیس و سردار واصل بن عطا[3] امام اہل سنت امام حسن بصری[4] رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے

---

[1] سورہ نساء۔ پارہ لایحب اللہ (۶) [2] سورہ مجادلہ۔ پارہ قد سمع اللہ (۲۸)

[3] یہ شخص ۸۰ھ ہجری میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوا اور ۱۳۱ھ ہجری میں مر گیا۔ اس شخص کی کچھ تصانیف بھی ہیں جیسے کتاب اصناف المرجئہ، کتاب التوبہ، کتاب معانی القرآن۔ یہ شخص واقعہ جمل میں شرکت کرنے والے فریقین کے عادل ہونے میں توقف کرتا تھا۔

[4] آپ طبقہ ثالثہ کے سردار ہیں ۱۱۰ھ ہجری میں آپ نے وصال فرمایا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک ۸۸ سال کے قریب تھی۔ علامہ ابن حجر نے ان کی بہت تعریف کی ہے۔ آپ فقیہ ہیں، فاضل ہیں اور شہرت والے ہیں۔ کتب کے اوراق اور تذکرہ ہائے اسلامیہ میں آپ کے مناقب جلیلہ اور محامد جمیلہ ثبت ہیں۔ آپ کے تذکروں سے کتب سیر و تاریخ بھری پڑی ہیں۔ آپ صوفیہ صافیہ کے سردار اور محدثین کے پیشوا ہیں۔ صوفیہ کے سلسلے آپ پر منتہی ہوتے ہیں۔ مترجم۔

Marfat.com

ہے۔ ایمان اور کفر کے درمیان واسطہ ثابت کرنے کی بنا پر امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے الگ ہو گیا۔ آپ نے اس کے متعلق فرمایا اِعْتَزَلَ عَنَّا "یہ شخص ہم سے جدا ہو گیا"۔ اسی طرح باقی فرقے بھی اہل سنت سے الگ مسلک وعقیدہ رکھتے ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں عیب نکالنا درحقیقت پیغمبر خدا جل وعلا کی ذات میں عیب نکالنے کے مترادف ہے:

ما آمن برسول اللہ من لم یوقر اصحابہ۔ — اس شخص کا رسول خدا پر بھی کوئی ایمان نہیں جو صحابہ کرام کی تعظیم وتوقیر کا منکر ہے۔

کیونکہ صحابہ کرام میں خبث وخرابی کا پایا جانا درحقیقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں خبث وخرابی ہونے کا باعث ہے نعوذ باللہ سبحانہ من ھذا الاعتقاد السوء "ہم ایسے برے اعتقاد سے اللہ تعالیٰ کے پاس پناہ لیتے ہیں۔

نیز قرآن واحادیث کے احکام شرعیہ جو ہم تک پہنچے ہیں صحابہ کرام کی نقل وروایت اور واسطہ سے پہنچے ہیں جب صحابہ کرام مطعون ہوں گے تو ان کی نقل وروایت بھی مطعون متصور ہو گی۔ اور احکام شرعیہ کی نقل وروایت چند صحابہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ تمام صحابہ کرام عدالت، صدق اور تبلیغ دین میں برابر ہیں۔ پس کسی ایک صحابی میں طعن وعیب دین میں طعن وعیب تسلیم کرنے کو مستلزم ہے۔ والعیاذ باللہ سبحانہٗ وتعالیٰ۔

اور اگر صحابہ کرام پر نکتہ چینی کرنے والے یہ لوگ یہ کہیں کہ ہم بھی صحابہ کرام کی متابعت کرتے ہیں اور یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم تمام کی متابعت وپیروی کریں۔ بلکہ سب کی متابعت ممکن ہی نہیں ہے۔ کیونکہ بہت سے مسائل میں صحابہ کرام کی آپس میں آراء مختلف اور متناقض ہیں اور الگ مشرب رکھتے ہیں۔

اس کا جواب ہم یہ دیتے ہیں کہ بعض کی متابعت اس وقت سود مند ہو سکتی ہے جبکہ اس کے ساتھ بعض دوسرے صحابہ کرام کا انکار نہ ہو۔ بعض کے انکار کی صورت میں بعض دوسروں کی متابعت کا درجہ متصور نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ حضرت امیر علی کرم اللہ وجہہٗ نے خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم وتوقیر کی ہے۔ اور انہیں اپنا مقتدا اور پیشوا بننے کا اہل تصور کرتے ہوئے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پس خلفائے ثلاثہ کے انکار کے ساتھ حضرت امیر کرم اللہ وجہہٗ کی متابعت کا دعویٰ کرنا محض افتراء ہے۔ بلکہ خلفائے ثلاثہ کا یہ انکار حقیقت میں حضرت امیر کا انکار ہے اور حضرت امیر کے اقوال وافعال کا صریح رد ہے۔

Marfat.com

شیر خدا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات میں تقیہ کا احتمال ماننا بھی کم عقلی کے باعث ہے۔ عقل صحیح اس بات کو ہرگز جائز نہیں رکھتی کہ حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمال معرفت و شجاعت کے باوجود تیس سال تک خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بغض اپنے سینے میں چھپائے رکھا اور اپنے ضمیر کے خلاف ظاہر کرتے رہے، اور اتنا عرصہ نفاق کے ساتھ ان کی صحبت و مجلس قائم رکھی۔ اہل اسلام میں سے ادنیٰ مسلمان سے بھی ایسا نفاق متصور نہیں ہو سکتا۔ اس فعل کی بدی اور شناعت کا تصور کرنا چاہیے کہ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ایسی بے بسی، ایسے فریب اور ایسے نفاق سے موصوف تھے اور اگر بفرض محال یہ تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم و توقیر تقیہ کے تحت از روئے نفاق کرتے تھے۔ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اول سے آخر تک تعظیم و توقیر کرتے تھے اور انہیں بزرگ جانتے تھے۔ اس کا کیا جواب ہوگا؟ آپ کی ذات کی طرف تو تقیہ کی نسبت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حق کی تبلیغ و اشاعت پیغمبر پر واجب و ضروری ہوتی ہے۔ آپ کے لیے تقیہ جائز جاننا زندقہ اور بے دینی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔	اے رسول! جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے اسے لوگوں تک پہنچا دیں اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے خدا کی رسالت کی تبلیغ نہیں کی۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچائیگا

کفار کہا کرتے تھے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) وحی میں سے جو اس کے موافق ہوتا ہے اسے ظاہر کرتا ہے۔ اور جو اس کے موافق نہیں ہوتا اسے ظاہر نہیں کرتا بلکہ اسے چھپائے رکھتا ہے۔ اور یہ امر طے شدہ ہے کہ نبی کا خطا پر قائم رہنا ناجائز اور ناممکن ہے۔ ورنہ اس کی شریعت میں خلل اور نقص لازم آئے گا۔ تو جب خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم و توقیر کے خلاف نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کچھ بھی ظاہر نہیں ہوا۔ تو قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ ان کی تعظیم و توقیر کرنا خطا سے محفوظ اور زوال سے مامون ہے۔

اب ہم پھر اصل بات کی طرف رخ کرتے ہیں اور ان کے اعتراض کے جواب کو مزید منقح اور صاف کرتے ہیں۔ کہ اصول میں تمام صحابہ کرام کی متابعت ضروری ہے اور ان کا آپس میں اصول کے اندر قطعاً

ٓ پارہ لایحب اللہ (۶) سورۃ مائدہ۔

Marfat.com

کوئی اختلاف نہ تھا۔ ان کا آپس کا اختلاف صرف فروع سے تعلق رکھتا ہے۔ اور وہ شخص جو بعض صحابہ میں عیب نکالتا ہے سب کی متابعت سے محروم ہے۔

بلاشبہ تمام صحابہ کرام اصول میں باہم بالکل متفق تھے۔ لیکن ان اکابر دین کے انکار کی نحوست انسان کو اختلاف میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اور اتفاق سے دور پھینک دیتی ہے۔ بلکہ قائل کا انکار اس کی بات کے انکار تک پہنچا دیتا ہے۔

نیز شریعت حقہ کے مبلغ تمام صحابہ کرام ہیں۔ جیسا کہ پیچھے مذکور ہوا کیونکہ تمام صحابہ عدول ہیں۔ ہر ایک کی نقل و روایت کے ذریعے شریعت کا کچھ نہ کچھ حصہ ہم تک پہنچا ہے۔ اسی طرح ہر ایک سے قرآن مجید کی ایک ایک یا زیادہ آیات جمع کی گئی ہیں۔ تو صحابہ کرام کے انکار سے ان سے نقل شدہ اس آیت یا آیات کا انکار ہے۔ لہٰذا منکر کے لیے پوری شریعت پر عمل پیرا ہونا ناممکن ہے۔ تو نجات اور فلاح کیسے نصیب ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ[1]	تو کیا تم لوگ کتاب کے کچھ حصے پر ایمان رکھتے ہو
تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ	اور بعض کا انکار کرتے ہو؟ تو تم میں سے ایسا کرنے
مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ	والے کی سزا اس کے سوا کچھ نہیں کہ اسے دنیا کی
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ	زندگی میں بھی ذلت پہنچے اور آخرت میں ایسے
يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ	لوگ سخت عذاب کی طرف دھکیلے جائیں گے۔

ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ موجودہ قرآن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جمع کیا ہوا ہے بلکہ فی الحقیقت قرآن کے جامع حضرت صدیق و حضرت فاروق ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ نے کوئی اور قرآن جمع کیا ہوگا (بزعم شیعہ) تو سوچنا چاہیے کہ ان اکابر کا انکار فی الحقیقت قرآن کا انکار ہے۔ عیاذاً باللہ سبحانہ۔

کسی نے اہل تشیع کے ایک مجتہد سے سوال کیا کہ یہ قرآن تو حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا ہے آپ کا اس قرآن کے متعلق کیا عقیدہ ہے؟ تو اس مجتہد نے جواب دیا کہ انکار میں کوئی مصلحت ہم کو نظر نہیں آتی۔ کیونکہ اس کے انکار سے تمام دین کا معاملہ درہم برہم ہو جائے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ کوئی عقلمند انسان اس بات کو ہرگز جائز قرار نہیں دے سکتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی رحلت کے روز تمام صحابہ کرام ایک امر باطل پر جمع تھے۔ اور یہ ثابت شدہ

[1] پارہ اول سورہ بقرہ۔

مر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت کیوقت تینتیس ہزار صحابہ کرام مدینہ شریف میں حاضر اور موجود تھے۔ اور سب نے خوشی و رغبت سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی۔ ان تمام صحابہ کرام کا گمراہی و ضلالت (بیعت صدیق بزعم شیعہ) پر جمع ہونا محالات میں سے ہے۔ حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ۔[1] میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی۔

اور ابتداء میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کرنے میں جو دیر ہوئی وہ اس بنا پر تھی کہ آپ کو مشورہ خلافت میں طلب نہیں کیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے:

مَا غَضِبْنَا اِلَّا لِتَاَخُّرِنَا عَنِ الْمَشُوْرَةِ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ خَيْرٌ مِّنَّا۔[2] ہمیں کسی بات سے رنج نہیں پہنچا مگر اس بات سے کہ ہمیں مشورہ میں نہیں بلایا گیا۔ اور بیشک ہمارا یقین ہے کہ ابوبکر صدیق ہم سب سے بہتر ہیں

اور صحابہ کرام کا آپ کو مشورہ خلافت میں نہ بلانا ایک مصلحت پر مبنی تھا۔ اور وہ یہ تھی کہ آپ اہل بیت میں موجود رہ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال مبارک کے حادثہ اور مصیبت میں صدمہ والی کے وقت ان کو تسلی اور صبر جمیل کی تلقین میں مصروف تھے۔ وغیر ذالک۔

اور وہ اختلافات جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام میں واقع ہوئے ہرگز خواہش نفس کے تحت نہیں تھے کیونکہ اُن بزرگوں کے نفوس تزکیہ حاصل کر چکے تھے اور امارگی سے نکل کر اطمینان کے مقام پر فائز ہو چکے تھے۔ ان کی خواہشات شریعت کے تابع ہو چکی تھیں۔ بلکہ وہ اختلاف اجتہاد اور حق کی سربلندی پر مبنی تھا۔ لہٰذا جو خطا پر تھے ان کے لیے ایک درجہ ثواب ہے۔ اور جو حق پر تھے انہیں دو درجہ ثواب حاصل ہوگا۔ اس لیے زبان کو ان کی شان کے خلاف کچھ کہنے سے روکنا چاہیے اور سب کو اچھائی سے یاد کرنا چاہیے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "وہ یہ ایسے خون ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا۔ تو ہمیں اپنی زبانیں بھی ان سے پاک رکھنی چاہییں"۔

امام شافعی ہی ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

---

[1] مشکوٰۃ شریف بحوالہ ترمذی شریف بروایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

[2] تاریخ الخلفاء۔

"لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال شریف کے بعد مجبور اور پریشان ہوئے تو انہیں اس آسمان کے نیچے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بہتر کوئی شخص نہ ملا تو انہوں نے اپنی گردنوں کا والی ان کو بنا لیا"۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول اس امر کی تصریح ہے کہ وہاں کوئی تقیہ نہیں تھا اور حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت صدیق کی بیعت پر راضی اور خوش تھے۔

باقی ماندہ ایک مقصودی بات یہ ہے کہ میاں سیدن ولد میاں شیخ ابوالخیر بزرگ زادہ لوگوں میں سے ہے۔ سفر دکن میں وہ آپ کے ساتھ گیا تھا۔ آپ کی عنایت والتفات کا امیدوار ہے۔ مولانا محمد عارف بھی طالب علم اور بزرگ زادہ ہے۔ اس کا باپ ایک عالم دین شخص تھا۔ معاشی مدد کے سلسلے میں آپ کی توجہ کا امیدوار ہے۔ والسلام والاکرام۔

مکتوب نمبر (۸۱)

لالہ بیگ کی طرف صادر فرمایا۔

اسلام کی ترویج پر ابھارنے اور اسلام اور مسلمانوں کی پستی اور ضعف اور ذلیل کفار کے غلبہ کے بیان میں۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہماری اور تمہاری عزت اسلامی میں اضافہ کرے۔ قریباً ایک صدی سے اسلام کی غربت اور پستی اس حد تک کو پہنچ چکی ہے کہ بلاد اسلام میں کفار صرف احکام کفر کے اجرا پر راضی نہیں ہوتے۔ بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ اسلامی احکام بالکل مٹ جائیں اور مسلمانوں اور مسلمانی کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔ اور ان کی جرأت و بے باکی یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ اگر کوئی مسلمان شعار اسلام کے اظہار کی دلیری کرتا ہے تو قتل کر دیا جاتا ہے۔ ذبیحہ گاؤ جو ہندوستان میں اسلام کے اعظم شعائر میں سے ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ کفار شاید جزیہ ادا کرنے پر راضی ہو جائیں مگر ذبح گائے پر کبھی راضی ہونے کو تیار نہیں۔

ابتدائے بادشاہت ہی میں اگر مسلمانی رواج پذیر ہو گئی اور مسلمانوں نے کچھ حیثیت پیدا کر لی تو فبہا اور اگر عیاذاً باللہ سبحانہ معاملہ سستی اور توقف میں پڑ گیا تو مسلمانوں پر سخت برے دن آجائیں گے۔ الغیاث الغیاث ثم الغیاث الغیاث" اللہ کی بارگاہ میں فریاد۔ فریاد۔ پھر

Marfat.com

فریاد۔ فریاد"۔ دیکھیے کون صاحب قسمت اس دولت (ترویج اسلام) سے سرفراز ہوتا ہے۔ اور کس شہباز کا ہاتھ اس دولت تک پہنچتا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں حضور سید المرسلین علیہ و علی آلہ من الصلوات افضلہا و من التسلیمات اکملہا کی متابعت پر ثابت قدم رکھے۔ والسلام۔

مکتوب نمبر (۸۲)

سکندر خاں لودھی کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ دل کی سلامتی ماسوائے حق کے بھلانے کے بغیر میسر نہیں آسکتی۔

اور ماسوا کے بھلانے کا نام ہی فنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نظر کی کجی سے پاک، سید البشر علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات کے طفیل ہمیشہ اپنے ساتھ رکھے اور غیر کے حوالے نہ کرے۔

وہ چیز جو ہم اور تم سب پر لازم ہے' یہ ہے کہ غیر حق سبحانہ' و تعالیٰ سے اپنے دل کو محفوظ رکھا جائے۔ اور یہ سلامتی اس وقت میسر آتی ہے جبکہ غیر حق تعالیٰ کا دل پر گزر نہ رہے۔ اور غیر حق کا دل پر نہ گزرنا غیر حق کے نسیان اور بھول جانے پر مبنی ہے' جسے فنا سے تعبیر کرتے ہیں۔

اس بلند گروہ کے نزدیک غیر حق کا خیال بالفرض تکلف سے بھی دل میں لانا چاہیں تو ہرگز ہرگز نہیں گزر سکتا۔ کام جب تک یہاں تک نہ پہنچے سلامتی محال اور ناممکن ہے۔ آج یہ نسبت کوہ قاف کے عنقا کی طرح نایاب ہے، بلکہ وجود تو کجا، اگر اس نسبت کا تذکرہ بھی کیا جائے تو لوگوں کو یقین نہ آئے ؎

هنیئاً لارباب النعیم نعیمها ۔۔۔ وللعاشق المسکین ما یتجرع

ارباب نعمت کو جنت کی نعمتیں دل پسند رہیں۔ عاشق مسکین کے لیے وہی ہے جو وہ گھونٹ گھونٹ رنج والم کی شراب پی رہا ہے۔

اس سے زیادہ کیا لکھا جائے۔ والسلام اولاً و آخراً

Marfat.com

مکتوب نمبر (۸۳)

بہادر خاں کی طرف صادر فرمایا۔

شریعت و حقیقت اپنے ظاہر و باطن کی جمعیت کو شریعت و حقیقت کے ساتھ جمع کرنے پر ابھارتے ہیں۔

حق سبحانہ و تعالیٰ متفرق تعلقات سے نجات عطا کر کے مکمل طور پر اپنی جناب قدس کا گرفتار کرے۔ بحرمۃ سید المرسلین علیہ و علیٰ آلہ من الصلوات افضلہا و من التسلیمات اکملہا ؎

ہر چہ جز عشق خدائے احسن ست
گر شکر خوردن بود جاں کندن ست

خدائے احسن کے عشق کے سوا جو کچھ بھی ہے اگرچہ شکر ہی کھانا ہو درحقیقت جان کو ہلاک کرنے والی بات ہے۔

ظاہر کو ظاہر شریعت غرا (روشن) سے آراستہ کرنا اور باطن کو ہمیشہ حق تعالیٰ کے ساتھ رکھنا بہت بڑا کام ہے۔ دیکھیے کس صاحب قسمت کو ان دونوں عظیم نعمتوں سے مشرف کرتے ہیں۔ آج دو نسبتوں کا جمع ہونا بلکہ صرف ظاہر شریعت پر استقامت نہایت ہی نادر بات ہے۔ یہ چیز کبریت احمر سے بھی زیادہ نایاب ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کمال کرم سے ظاہراً باطناً حضور سید اولین و آخرین کی متابعت پر استقامت نصیب فرمائے۔ علیہ و علیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات۔

مکتوب نمبر (۸۴)

سید احمد قادری کی طرف صادر فرمایا۔

اس امر کے بیان میں کہ شریعت و حقیقت ایک دوسرے کا بالکل عین ہیں۔ اور حق الیقین تک پہنچنے کی علامت یہ ہے کہ اس مقام کے علوم و معارف علوم و معارف شرعیہ کے مطابق ہو جائیں اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

حق سبحانہ و تعالیٰ راہ شریعت پر استقامت عطا کرے اور مکمل طور پر اپنی جناب قدس کی طرف ہماری توجہ مبذول کراتے ہوئے ہمیں ہمارے وجود بشری سے آزادی عطا کرے۔ اور غیر حق سے بالکلیہ اعراض اور

روگردانی میسر فرمائے۔ بطفیل کجی نظر سے پاک سید البشر علیہ من الصلوات افضلہا و من التسلیمات اکملہا۔ ع

از ہر چہ می رود سخن دوست خوشتر ست

دوست کی بات جس طرف سے بھی ہو بہت ہی اچھی ہے

اگرچہ دوست کے متعلق جو کچھ کہا جائے وہ دوست کے مقام سے بہت ہی نیچے ہے لیکن ایسی گفتگو کو جناب حق تعالیٰ و تقدس کے ساتھ قدرے مناسبت ہوتی ہے۔ اس معنی کو غنیمت شمار کرتے ہوئے اس باب میں جرأت و دلیری کرتا ہے۔

اصل اور بامقصد بات یہ ہے کہ شریعت و حقیقت ایک دوسرے کا بالکل عین ہیں اور حقیقت میں ایک دوسرے سے الگ اور جدا نہیں ہیں۔ فرق صرف اجمال و تفصیل، کشف و استدلال، غیبت و شہادت اور تکلف اور عدم تکلف کا ہے۔

وہ علوم و احکام جو روشن شریعت کے مطابق علم میں آئے ہوئے ہیں حق الیقین کی حقیقت سے موصوف ہونے کے بعد بھی وہی احکام و علوم تفصیل سے منکشف ہوتے ہیں اور غیبت سے شہادت کی طرف لے آتے ہیں۔ اور کسب کی مشقت اور تکلف کے ساتھ عمل کی وقت رفع ہو جاتی ہے۔ اور حق الیقین کی حقیقت تک وصول کی علامت یہ ہے کہ اس مقام کے علوم و معارف شرعی علوم و معارف کے بالکل مطابق ہو جاتے ہیں جب تک ایک بال برابر بھی مخالفت باقی ہے۔ تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ابھی تک حقیقت الحقائق تک وصول حاصل نہیں ہوا۔ اور شریعت کے خلاف علم و عمل مشائخ طریقت میں سے جس سے بھی واقع ہو وہ سکر وقت پر مبنی ہے۔ اور سکر وقت دوران راہ کی بات ہے۔ نہایۃ النہایۃ تک پہنچ جانے والے ارباب صحو ہیں۔ وقت ان کے آگے مغلوب ہے۔ حال اور مقام ان کی شان کے تابع ہیں ؎

صوفی ابن الوقت آمد در مثال لیک صافی فارغ است از وقت و حال

صوفی تو حال و وقت کا تابع ہوتا ہے، مگر صافی (حق الیقین تک پہنچ جانے والا بزرگ) وقت اور حال سے فارغ ہو چکا ہوتا ہے۔

تو ثابت ہو گیا کہ شریعت کی مخالفت حقیقت کا نہ عدم وصول کی علامت ہے۔

بعض مشائخ کی عبارات میں یوں واقع ہوا ہے کہ شریعت حقیقت کا پوست اور چھلکا ہے۔ اور حقیقت شریعت کا مغز ہے۔ یہ عبارت اگرچہ متکلم کی بے استقامتی کی خبر دیتی ہے۔ لیکن ممکن ہے اس کی مراد یہ ہو کہ مجمل مفصل کے سامنے پوست کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور کشف کے سامنے استدلال چھلکے کا حکم رکھتا ہے لیکن مستقیم الاحوال اکابر اس قسم کی موہم عبارات کا لانا جائز نہیں رکھتے۔ اور

Marfat.com

اجمال و تفصیل اور کشف و استدلال کے سوا کچھ فرق بیان نہیں کرتے۔

ایک سائل نے حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس سے سوال کیا کہ سیر و سلوک سے کیا چیز مقصود ہے؟ آپ نے جواب دیا "تاکہ اجمالی معرفت تفصیل کی شکل اختیار کرے' اور استدلال کشف کی صورت میں بدل جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم و عمل میں شریعت پر ثبات و استقامت عطا فرمائے۔ صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہٗ علیٰ صاحبہا۔

ایک تکلیف آنجناب کو یہ دی جاتی ہے کہ حامل رقعہ دعا میاں شیخ مصطفےٰ شریحی قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ ان کے آباء واجداد معاش کے بہت ذرائع اور وسائل رکھتے تھے اور ان کے وظائف مقرر تھے۔ شخص مذکور اسباب معاش کے فقدان کے باعث پریشان ہے متعلقہ اسناد اور احکام اپنے ساتھ لے کر لشکر کی ملازمت کے لیے متوجہ ہوا ہے۔ التفات و مہربانی فرما کر اس طرح توجہ فرمائیں کہ سکون قلبی حاصل ہو جائے اور اضطراب و پراگندگی سے نجات پا جائے۔ زیادہ دردسری ٹھیک نہیں

مکتوب نمبر (۸۵)

میرزا فتح اللہ حکیم کی طرف صادر فرمایا۔

اعمال صالحہ کے بجالانے خصوصاً سب نمازیں باجماعت ادا کرنے کی ترغیب اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی پسندیدہ باتوں کے بجالانے کی توفیق عنایت کرے۔

آدمی کے لیے جس طرح درستی عقائد ضروری ہے۔ اعمال صالحہ کا بجالانا بھی ضروری ہے۔ اور تمام عبادتوں میں جامع تر اور طاعات میں سب سے زیادہ خدا کے قریب کرنے والی طاعت نماز کا ادا کرنا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ فَمَنْ اَقَامَھَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ۔[1]

نماز دین کا ستون ہے۔ تو جس نے اسے قائم کیا اس نے اپنے دین کو قائم کر لیا۔ اور جس نے اس کو چھوڑ دیا اس نے دین کی عمارت کو گرا دیا۔

[1] دیلمی نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اور بیہقی نے شعب الایمان میں مرفوعاً روایت کی۔

Marfat.com

اور جس شخص کو ہمیشہ پابندی سے نماز ادا کرنے کی توفیق عطا کر دیتے ہیں اسے فحشاء اور منکر سے بھی بچا لیتے ہیں۔ آیۂ کریمہ:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔	بیشک نماز بے حیائی اور بُرائی سے روکتی ہے۔

اس بات کی تائید کرتی ہے۔ اور وہ نماز جو فحشاء اور منکرات سے نہیں روکتی، صرف صورت نماز ہے اور حقیقتِ نماز سے خالی ہے۔ لیکن حقیقت کے ہاتھ آنے تک صورت کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہیے جو مکمل طور پر حاصل نہ ہو سکے اسے مکمل طور پر ہی ترک نہیں کرنا چاہیے۔ خدائے اکرم الاکرمین اگر صورت کو ہی حقیقت کا درجہ دیدے تو کوئی بعید نہیں۔ لہٰذا تم پر لازم ہے کہ پورے خشوع وخضوع کے ساتھ باجماعت پوری نمازیں ہمیشہ پابندی وقت کے ساتھ ادا کرتے رہو۔ کیونکہ نماز فلاح اور نجات کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خَاشِعُوْنَ ۝	بیشک فلاح پا گئے وہ ایمان دار جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں۔

کام وہی ہے جو خطرے کے وقت بھی جاری رکھا جائے۔ سپاہی غلبہ دشمن کے وقت اگر تھوڑا سا تردد بھی کریں تو اس کی بہت قدر وقیمت ہوتی ہے۔

جوانوں کی خوبی اس وجہ سے ہے کہ شہوت نفسانی کے غلبہ کے باوجود اپنے آپ کو درستی پر قائم رکھیں۔ اصحابِ کہف نے یہ سب فضیلت وبزرگی مخالفِ دین لوگوں کے پاس سے ہجرت کر جانے کے سبب حاصل کی۔ حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں وارد ہے:

عِبَادَۃٌ فِی الْھَرَجِ کَھِجْرَۃٍ اِلَیَّ۔	فتنہ کے وقت عبادت میں مصروف رہنا میری طرف ہجرت کرنے کا ثواب رکھتی ہے۔

پس عبادت سے روکنے والے اسباب درحقیقت عبادت پر راغب کرنے والے اسباب ہیں اس سے زیادہ کیا لکھا جائے۔

فرزند شیخ بہاؤ الدین کو فقراء کی صحبت سے کوئی رغبت نہیں۔ دولت مندوں اور اہل نعمت کی طرف مائل اور کشش رکھتا ہے۔ نہیں جانتا کہ ان کی صحبت زہر قاتل ہے اور ان کا لقمہ ظلمت اور

له پاره ۱۸۔ سورۂ مومنون۔

له مسلم وترمذی وابن ماجہ بروایت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

Marfat.com

سیاہی میں زیادتی اور اضافہ کرتا ہے۔ اَلْحَذَر اَلْحَذَر ثُمَّ اَلْحَذَر اَلْحَذَر "ڈرو، ڈرو، پھر ڈرو اور ڈرو"۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث صحیح میں وارد ہے۔

مَنْ تَوَاضَعَ لِغَنِيٍّ لِغِنَاهُ ذَهَبَ ثُلُثَا دِيْنِهٖ

جو شخص کسی دولت مند کی اس کی دولت کی وجہ سے تواضع کرتا ہے اس کا دو تہائی دین تباہ ہو جاتا ہے۔

تو اس شخص پر افسوس جو دولت کی بنا پر دولت مندوں کی تواضع کرتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی توفیق خیر عطا کرنے والا ہے۔

مکتوب نمبر (۸۶)

ضلع جرک کے ایک حاکم کی طرف صادر فرمایا:

غیر حق سبحانہ سے اپنے قلب کو سالم رکھنے کے بیان میں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ بطفیل حضور سید المرسلین علیہ و علیٰ آلہ و علیہم من الصلوات افضلہا و من التحیات والتسلیمات اکملہا حد اعتدال اور مرکز عدالت پر استقامت کی توفیق عنایت کرے۔

جو چیز ہم اور تم سب پر لازم ہے یہ ہے کہ دل کو غیر حق کے خیالات سے پاک اور سالم کر لیں۔ اور اس طرح سلامتی اس کی ہونی چاہیے کہ غیر حق کا دل پر بالکل گزر نہ رہے۔ اگر ہزار سال بھی زندگی وفا کرے تب بھی غیر حق کا خیال دل پر نہ گزرے۔ اس نسیان کے باعث جو غیر حق سے حاصل ہو چکا ہو۔ ع

کار این ست غیر ایں ہمہ ہیچ

اصل کام یہی ہے۔ اس کے سوا سب ہیچ ہے۔

آپ نے ملاقات کے وقت ازروئے کرم نوازی فرمایا تھا کہ اگر کسی مہم اور کام میں رجوع کی ضرورت پڑے تو ہمیں لکھنا۔ اس بنا پر بندہ ایک تکلیف دیتا ہے کہ شیخ عبداللہ صوفی نیک لوگوں میں سے ہے بعض حاجات کی بنا پر قرضدار ہو چکا ہے۔ امید ہے کہ اسے قرض سے نجات دلانے میں مدد فرمائیں گے۔ والسلام۔

لہ امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور خطیب نے بروایت ابن مسعود اور دیلمی نے بروایت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کی۔ امام سیوطی فرماتے ہیں ابن جوزی کا اسے موضوعات میں داخل کرنا درست نہیں۔

Marfat.com

مکتوب نمبر (۸۷)

پہلوان محمود کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ کس قدر سعادت کی بات ہے کہ خدائے جل وعلا کے دوست کسی کو قبول فرمالیں۔

اللہ تعالیٰ تمہیں سلامت رکھے اور راہِ شریعت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ پر ثابت و قائم رکھے۔

آپ کے خاندان کے لیے سب سے پہلی بشارت یہ ہے کہ میاں شیخ مزمل تمہارے پاس تشریف لائے ہیں۔ بندہ ان کی صحبت کی برکات کی کیا شرح کرے۔

کس قدر سعادت ہے کہ خدائے جل وعلا کے دوست کسی کو قبول فرمالیں۔ چہ جائیکہ اُسے اپنی قربت و محبت سے ممتاز کریں اور نوازیں:

هُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقَىٰ جَلِيسُهُمْ۔ یہ ایسی قوم ہے کہ ان کے ہمنشین بدبختی سے محفوظ ہیں

مختصر یہ کہ ان کی صحبت کو غنیمت شمار کریں اور صحبت کے آداب کی رعایت ملحوظ رکھیں تاکہ نفع ثابت ہو۔ زیادہ کیا لکھے۔ والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب نمبر (۸۸)

یہ مکتوب بھی پہلوان محمود کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ کس قدر نعمت ہے کہ بندہ ایمان اور نیکی میں اپنے سیاہ بال سفید کرے۔ اور جوانی میں خوف غالب رہے اور بڑھاپے میں رجا۔

حق سبحانہ وتعالیٰ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھے۔ خدا تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے کہ بندہ ایمان اور نیکی میں اپنے جوانی کے سیاہ بال سفید کرلے۔ حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں وارد ہے:

مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ[1] جو شخص اسلام کی پابندی میں بوڑھا ہوا اُس کی

[1] ابوداؤد بروایت عمرو بن شعیب اور ترمذی ونسائی بروایت کعب بن مرہ بالفاظ مختلفہ۔

Marfat.com

غُفِرَ لَہٗ۔ مغفرت ہو جائے گی۔

جانبِ امید کو ترجیح دیں اور مغفرت کا ظن غالب رکھیں۔ کیونکہ جوانی میں خوف زیادہ درکار ہے اور بڑھاپے میں رجا اور امید کا غلبہ زیادہ ہونا چاہیے۔ والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب نمبر ۸۹

ماتم پرسی کے متعلق میرزا علی خاں کی طرف صادر فرمایا۔

حق سبحانہ و تعالیٰ راہِ شریعت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ پر استقامت نصیب فرمائے انسان کے لیے مطابق فرمان خداوندی:

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ۔[1] ہر جان نے موت کا مزا چکھنا ہے۔

موت سے چارہ نہیں۔

طُوبٰی لِمَنْ طَالَ عُمْرُہٗ وَکَثُرَ عَمَلُہٗ[2] تو مبارک ہے وہ شخص جس کی عمر زیادہ ہو اور نیک اعمال بھی زیادہ ہوں۔

یہ موت ہی ہے جو مشتاق لوگوں کو تسلی دیتی ہے، اور دوست کو دوست سے ملنے کا ذریعہ بنتی ہے۔

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ۔[3] جو شخص خدا تعالیٰ سے ملاقات کا امیدوار ہو تو بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ ملاقات ضرور آنے والا ہے۔

ہاں، پس ماندگان اور حضوری کی دولت سے محروم غیر حق تعالیٰ میں گرفتار لوگوں کا حال موت کے ذریعہ اپنے مطلوب تک پہنچ جانے والوں اور قید دنیا سے رہائی پانے والوں کے مقابلہ میں بہت ہی خراب اور ابتر ہے۔ آپ کی ولی نعمت مرحومہ کا وجود اس زمانے میں بسا غنیمت تھا۔ اب تم پر لازم ہے کہ احسان کا بدلہ احسان سے دو اور دعا و صدقہ کے ذریعہ ہر آن مدد کرتے رہو۔

۱؎ سورۂ آل عمران، پارہ ۴۔

۲؎ ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ احمد و ترمذی۔

۳؎ سورۂ عنکبوت، پارہ ۲۰۔

Marfat.com

فَاِنَّ الْمَیِّتَ کَالْغَرِیْقِ یَنْتَظِرُ دَعْوَۃً تَلْحَقُہٗ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِیْقٍ۔

بیشک میت ڈوبتے ہوئے انسان کی طرح ہے وہ ہر وقت دعا کا منتظر رہتا ہے جو اسے باپ یا بھائی یا دوست کی طرف سے پہنچتی ہے۔

نیز یہ بھی چاہیے کہ ان کی موت سے اپنے مرنے کی عبرت پکڑیں۔ اور اپنے آپ کو مکمل طور پر حق تعالیٰ کی رضا کے کاموں کے حوالے کر دیں اور دنیا کی زندگی کو سامان غرور کے ماسوا کچھ شمار نہ کریں۔ اگر دنیوی ساز و سامان کی کچھ بھی قدر و قیمت ہوتی تو کفار بدکردار کو ایک بال برابر بھی دنیا کی کوئی چیز نہ دی جاتی۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہمیں اور تمہیں ماسوائے اللہ تعالیٰ سے اعراض اور اپنی جناب قدس کی طرف توجہ کی سعادت نصیب فرمائے۔ بحرمتہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہم من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا۔ والسلام والاکرام۔

مکتوب نمبر (۹۰)

خواجہ قاسم کی طرف صادر فرمایا۔

اس امر کی ترغیب میں کہ مکمل طور پر حق سبحانہ کی طرف متوجہ رہنا چاہیے۔ اور آج اس دولت کا حصول اس طبقہ علیہ نقشبندیہ کے ساتھ اخلاص اور ان کی طرف توجہ اور رجوع کے ساتھ وابستہ ہے۔ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم۔

حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ اس کمینی دنیا کو آپ کی نظر میں خوار و بے اعتبار کر دے اور آخرت کے حسن و جمال کو آئینہ باطن میں آراستہ اور مزین کر دے۔ بحرمتہ سید البشر جو نظر کی کجی سے پاک و طاہر تھے علیہ وعلیٰ آلہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا۔

آپ کا التفات نامہ گرامی معزز ہدیوں کے ساتھ موصول ہوا۔ آپ نے کرم نوازی فرمائی۔ جزاکم اللہ سبحانہٗ خیر الجزاء۔

جو نصیحت محبوں اور مخلصوں کو کی جاتی ہے سب کی سب یہی ہے کہ مکمل طور پر پوری توجہ

لے یہ قول اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جو مشکوٰۃ میں بیہقی سے بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ معلوم ہوا کہ مردوں کو ایصال ثواب کا عقیدہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ نیز تمام اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کما فی الہدایہ۔

Marfat.com

اور رجوع جناب قدس خداوندی عز شانہ کی طرف میسر آنا چاہیے اور غیر حق تعالی سے اعراض حاصل ہونا چاہیے ع

کار این ست غیر این ہمہ ہیچ

کرنے کا کام یہی ہے۔ اس کے سوا سب ہیچ ہے

آج اس دولت عظمیٰ کا حصول اس بلند طبقہ نقشبندیہ کے ساتھ کامل اخلاص اور اس کی طرف توجہ اور رجوع کے ساتھ وابستہ ہے۔ ریاضات شاقہ اور مجاہدات شدیدہ سے بھی وہ چیز میسر نہیں آسکتی جو ان بزرگوں کی ایک صحبت سے میسر آجاتی ہے۔ کیونکہ ان بزرگوں کے طریقے میں نہایت ہدایت میں درج ہے۔ یہ بزرگ پہلی صحبت میں وہ کچھ عطا کر دیتے ہیں جو منتہیوں کو انتہاء پر جا کر میسر آتی ہے۔ ان بزرگوں کا طریقہ صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔ کہ صحابہ کرام کو خیر البشر علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات کی اول صحبت میں وہ کمالات میسر آگئے جو اولیاء امت کو نہایت پر پہنچ کر بھی شاید ہی میسر ہوں لہٰذا یہ چیز نہایت کے ہدایت میں درج ہونے کے طور پر ہے۔ تو تم پر ان اکابر کے ساتھ محبت وعقیدت رکھنا لازم ہے۔ کیونکہ اس محبت پر ہی معاملے کا دارومدار ہے۔ آپ پر اور تمام ہدایت کے پیروکاروں اور مصطفیٰ علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت کرنے والوں پر رحمت وسلامتی کا نزول ہوتا رہے۔

مکتوب نمبر (۹۱)

شیخ کبیر کی طرف صادر فرمایا۔

اس امر کے بیان میں کہ عالم قدس کی طرف پرواز کرنے کے لیے دو پر ضروری ہیں۔ ایک تصحیح عقائد اور دوسرا اعمال صالحہ کی بجاآوری۔ اور اعمال شریعت اور احوال حقیقت سے مقصود تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں اور تمہیں روشن سنت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی متابعت پر استقامت نصیب فرمائے۔

کرنے والا ضروری کام یہ ہے کہ اولاً علمائے اہل سنت وجماعت کی آراء کے مطابق عقائد درست کیے جائیں۔ کیونکہ فرقہ ناجیہ (نجات پانے والا) یہی گروہ ہے۔ پھر اس کے بعد احکام فقہیہ کے مطابق علم وعمل کو اپنے پر لازم کر لینا چاہیے۔ ان دو اعتقادی اور عملی پروں کے حاصل ہونے کے بعد

Marfat.com

عالم قدس کی طرف پرواز کرنا چاہیے۔ ع

کار این ست وغیر ایں ہمہ ہیچ

کرنے کا کام یہی ہے اس کے سوا سب ہیچ ہے

اعمال شریعت اور احوال طریقت و حقیقت سے مقصود اور غرض و غایت تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب ہے جب تک نفس تزکیہ پذیر نہیں ہوگا اور قلب کو سلامتی نصیب نہیں ہوگی۔ ایمان حقیقی جس پر نجات کا انحصار ہے میسر نہیں آسکتا۔ سلامتی قلب اس وقت وجود میں آتی ہے جبکہ دل پر غیر خدا تعالیٰ کے خیالات کا گزرنا بالکل بند ہو جائے۔ اگر ہزار برس بھی گزر جائیں دل میں غیر خدا کا گزر نہ ہو۔ کیونکہ اسی وقت ہی دل کو غیر خدا کا نسیان پورے طور پر میسر آتا ہے۔ اور اس کی نشانی یہ ہے کہ اگر غیر خدا کو تکلف اور کوشش سے بھی دل میں لانا چاہیں تو نہ آسکے۔ اس حالت کو لفظ فنا سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ اس راستے میں پہلا قدم ہے۔ اس کے بغیر خاردار درخت پر ہاتھ پھیرنے والی بات ہے۔ والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب نمبر (۹۲)

یہ مکتوب بھی شیخ کبیر کی طرف صادر فرمایا۔

اس امر کے بیان میں کہ اطمینان قلب ذکر سے نصیب ہوتا ہے۔ نظر و استدلال سے حاصل نہیں ہوتا۔ اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں شریعت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ پر ثابت و قائم رکھے

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ سُن لو، اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ (پارہ ۱۳۔ سورہ رعد)

اطمینان قلب کا راستہ اللہ سبحانہ کا ذکر ہے۔ نظر و استدلال اس کا راستہ نہیں ہے

پائے استدلالیاں چوبیں بود پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

اپنے مسلک کی بنیاد صرف دلائل پر رکھنے والوں کے پاؤں لکڑی کے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ لکڑی کے پاؤں بالکل کمزور ہوتے ہیں۔

کیونکہ ذکر کے ذریعے جناب قدس خداوندی کے ساتھ ایک گونہ مناسبت پیدا ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ کچھ بھی مناسبت نہیں۔ ع

Marfat.com

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

تاہم ذکر کے ذریعہ ذاکر اور مذکور کے درمیان ایک قسم کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے جو محبت کا موجب بنتا ہے اور جب محبت کا غلبہ ہو جاتا ہے تو دل سے اطمینان کے سوا سب کچھ نکل جاتا ہے۔ اور جب معاملہ اطمینانِ قلب کے حصول تک پہنچ گیا تو ایسے شخص کو دولتِ ابدی حاصل ہو گئی ؂

ذکر گو ذکر تا ترا جان ست
پاکیِ دل ز ذکرِ یزدان ست

جب تک تم میں جان ہے اس کے ذکر میں مصروف رہو۔ دل کی طہارت اللہ کے ذکر ہی سے نصیب ہوتی ہے۔

والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب نمبر (۹۳)

یہ مکتوب سکندر خاں لودھی کی طرف صادر فرمایا۔

اس امر کے بیان میں کہ تمام اوقات ذکر الٰہی جل شانہٗ میں مصروف رہنا چاہیے۔

پانچوں نماز با جماعت ادا کرنے اور مستحب اوقات میں سنن موکدہ ادا کرنے کے بعد اپنے تمام اوقات کو ذکرِ الٰہی جل شانہٗ میں مصروف رہنا چاہیے۔ کھانے، سونے، آنے اور جانے غرض تمام اوقات میں ذکر سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

ذکر کا طریقہ تمہیں بتا دیا گیا ہے اس کے مطابق ذکر کرتے رہیں۔ اگر ذکر اور جمعیت میں فتور اور خلل محسوس کریں تو اول اس فتور کا سبب معلوم کرنا چاہیے۔ پھر بارگاہ خداوندی میں التجاء اور زاری کے ذریعے اس کوتاہی کی تلافی کرنی چاہیے۔ اور اس ظلمت اور تاریکی کو دور کرنے کی کوشش اور سعی کرنا چاہیے۔ اور اس میں شیخ اور پیر و مرشد کو وسیلہ بنانا چاہیے جس سے ذکر کی تعلیم حاصل کی ہو۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ہی تمام مشکل امور کو آسان کرنے والا ہے۔ والسلام۔

مکتوب نمبر (۹۴)

خضر خاں لودھی کی طرف صادر فرمایا:

اس امر کے بیان میں کہ انسان کے لیے عقائد کی درستی اور اعمال صالحہ کا بجالانا بہت ضروری ہے۔ تاکہ ان دو بازوؤں کے ساتھ عالم حقیقت کی طرف پرواز کر سکے۔

حق سبحانہ و تعالیٰ شریعت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کے راستے پر استقامت نصیب فرمائے۔

وہ چیز جو ضروری ہے اور جس کے بغیر چارہ کار نہیں' یہ ہے کہ اولاً مطابق آرائے صحیحہ اہل سنت و جماعت جو فرقہ ناجیہ ہے' اپنے عقائد درست کرنے چاہییں۔ پھر احکام فقہ کے موافق فرائض' سنتیں' واجبات' مستحبات' حلال و حرام اور مکروہ و مشتبہ سب ضروری احکام کا علم حاصل کرنے کے بعد ان پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ جب یہ دونوں اعتقادی اور عملی بازو میسر آجائیں تو پھر اگر توفیق خداوندی جل سلطانہ' دستگیری کرے۔ تو ممکن ہے عالم حقیقت کی طرف پرواز نصیب ہو جائے۔ ان دو بازوؤں کے مہیا ہوئے بغیر عالم حقیقت کی طرف پرواز ناممکن اور محال ہے ۔

محال ست سعدی کہ راہ صفا توان رفت جز در پئے مصطفٰے

اے سعدی! یہ بات ناممکن ہے کہ صفائی اور ہدایت کا راستہ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلے بغیر نصیب ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اتباع نصیب فرمائے۔

مکتوب نمبر (۹۵)

سید احمد بجواڑہ کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ انسان ایک نسخہ جامعہ ہے۔ اور انسان کا قلب بھی صفت جامعیت پر پیدا ہوا ہے۔ اور بعض مشائخ کے اقوال جو وسعت قلب وغیرہ کے بارے میں حال سکر میں صادر ہوئے ہیں انہیں صحیح توجیہات پر محمول کیا جائے۔ اور اس امر کے بیان میں کہ صحو سکر سے افضل ہے اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

انسان ایک نسخہ جامع ہے۔ جو کچھ ساری موجودات میں ہے وہ سب کا سب تنہا انسان میں موجود ہے۔ لیکن عالم امکان کی اشیاء اس میں بطور حقیقت موجود ہیں' اور مرتبہ وجوب بطور صورت۔

Marfat.com

مکتوباتِ امامِ ربّانی

حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدس سرہ

اُردو ترجمہ

دفتر اوّل ——— حصّۂ اوّل

تصحیح وحواشی وترجمہ

مولانا محمد سعید احمد صاحب نقشبندی

خطیب وامام مسجد حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور

مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی

Marfat.com